الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ

۱۳۲۴ھ

تصنیف لطیف:۔

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ

تصنیف

مجدد المأۃ حاضرہ مؤید الملت الطاہرہ حضرت الشیخ مولینا المولوی الحاج
محمد احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ

مترجم و محشی

استاذ الاساتذہ علامہ حافظ محمد احسان الحق قادری رضوی مدظلہ العالی۔ لاٹلپور

شائع کردہ
ادارہ اشاعت تصنیفات رضا
محلہ سوداگران رضا نگر بریلی شریف

تمہید رسالہ

الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینۃ

لنجل المصنف العلام الفاضل الجلی الشان مولینا محمد القادری المعروف بالمولوی الحاج حامد رضاخان سلمہ المنان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی لاسیما ھذا الحبیب المرتجی والشفیع المصطفٰی واٰلہ وصحبہ اولی الصدق والوفا والنور والصفا وعلینا معھم یا من وعدفوفی اواوعد فعفا امابعد فان المولٰی سبحانہ وتعالٰی یختص برحمتہ من یشاء ویمن علیہ بجلیل الالاء ویختار لہ من النعم العظام مایحار فیہ العقول والافہام بل لایقدر قدرہ الاوہام وذلک بمن یمن جمال کمال نعم افضال حبیبہ الکریم الغنی المغنی الجواد المعطی ابی القاسم قاسم اقسام النعیم علیہ وعلی اٰلہ وصحبہ افضل صلاۃ واکمل تسلیم فانہ ھوالوسیلۃ العظمی والخلیفۃ الاعلی واعطی المفاتیح دنیا واخری جعل المولٰی خزائن رحمتہ طوع یدیہ فلاینقل خیر الامنہ ولایسند عطاء الا الیہ ورحم اللہ القائل واجزل

رسالہ

الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ کی تمہید

جسے مصنفِ رسالہ (علیہ الرحمہ) کے فرزند حجۃ الاسلام العلامہ الحاج الفاضل صاحب الشان المولوی محمد حامد رضاخان القادری نے لکھا۔ (سلامتی والا رب انہیں سلامتی کے گھر (جنت) میں داخل فرمائے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفیں اللہ کو ہیں اور وہ کافی ہے۔ سلام اللہ کے ان بندوں پر جنہیں اس نے چنا، خاص کر اس محبوب پر جو ایسا گاہ شفاعت کنندہ اور انتخاب فرمودہ ہیں، نیز آپ کی آل و اصحاب پر جو صدق و وفا اور نور و صفا والے ہیں اور ان کے ساتھ ہم پر بھی (سلامتی نازل) اسے وُہ ذات جس نے وعدہ کیا تو پورا کیا اور دھمکی دی تو معاف فرمایا۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد! حقیقت یہ ہے کہ مولا سبحانہٗ وتعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص فرماتا ہے اور اپنی جلیل الشان نوازشوں کے ساتھ اس پر احسان کرتا ہے اور اس کے لیے ایسی بڑی بڑی نعمتیں پسند فرماتا ہے جن سے عقلوں اور فہموں کو حیرت ہوتی ہے بلکہ ان کی قدر و منزلت کا اندازہ وہم و گمان بھی نہیں کرسکتے۔ اور ان سب الطاف کا اصل سبب حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وہ بابرکت احسان ہے جو آپ کی فضیلت والی نعمتوں کے کمال حسن کا کرشمہ ہے۔ وُہ حبیب جو غنی ہیں دوسروں کو غنی کرتے ہیں، سخی ہیں دوسروں کو دیتے ہیں، ابوالقاسم ہیں دوسروں میں نعمتوں کی تمام قسمیں بانٹتے ہیں (آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر افضل درود اور اکمل سلام اترے) کیونکہ آپ ہی بندوں کے لیے سب سے بڑے وسیلہ اور اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے خلیفہ و نائب ہیں۔ دنیا میں اور آخرت میں سب خزانوں کی کنجیاں آپ ہی کو عطا ہوئی ہیں۔ مولا تعالیٰ نے اپنی رحمت کے خزانے آپ کے دست کرامت میں رکھ دیے ہیں۔ تو کوئی بھلائی کسی کی طرف نہیں جاتی مگر آپ کے پاس سے ہوکر۔ اور کوئی عطیہ کسی کو نہیں پہنچتا مگر آپ سے نسبت پاکر۔ ان اشعار کے قائل پر اللہ تعالیٰ

له الاجرالكامل ؎

الا بابی من كان ملكا وسيدا
وادم بين الماء والطين واقف
اذارام امراً لا يكون خلافه
وليس لذالك الامر فى الكون صارف

ورضى الله عن سيدى العارف بالله الامام ابى الحسن محمد البكرى الصديقى حيث يقول ؎

ما ارسل الرحمن او يرسل
من رحمة تصعد او تنزل
فى ملكوت الله او ملكه
من كل ما يختص او يشمل
الا وطه المصطفى عبده !
نبيه مختاره المرسل
واسطة فيها واصل لها
يعلم هذا كل من يعقل

لا سيما نعم الدين من اول يوم الى الدين فالامر فيها واضح مبين و ذلك قول رب العلمين و اخرين منهم لما يلحقوا بهم و هو العزيز الحكيم ٥ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم ٥ والحمد لله رب العلمين ٥ وان من اجل اولئك الاخرين الاولين سبقا فى الآخرين والابقين فضلا فى اللاحقين الذى انعم عليه نبيه الاول الآخر الباطن الظاهر الفاتح الخاتم اول الكائنين وخاتم النبيين صلوات الله وسلامه عليه وعلى اله و صحبه اجمعين

رحمتیں آتارے اور اجر کامل بخشے۔

(ترجمہ اشعار) "سنتے ہو! باپ قربان ہو ان پر جو اس وقت بھی بادشاہ اور سردار تھے جبکہ حضرت آدم پانی اور مٹی میں تھے۔ وہ جب کسی امر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کا خلاف نہیں ہو سکتا سارے جہان میں کوئی ایسا پیدا نہیں ہوا جو آپ کے ارادے کو بدل سکے۔"

عارف ربانی سیدی ابوالحسن محمد البکری الصدیقی الامام سے خدا راضی ہو وہ کیا خوب فرماتے ہیں؛

(ترجمہ اشعار) "جتنی رحمتیں اللہ رحمان نے بھیجی ہیں یا بھیجے گا وہ چڑھتی ہوں یا اُترتی۔ ملکوت میں ہوں یا ملک میں۔ خاص ہوں یا عام، سب میں واسطہ اور اصل آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں جو طٰہٰ بھی ہیں اور مصطفیٰ بھی، اللہ کے بندے بھی ہیں اور نبی بھی، مختار بھی ہیں اور مرسل بھی، یہ ایسی حقیقت ہے جسے ہر عقلمند جانتا اور مانتا ہے۔"

بالخصوص دین کی نعمتیں! وہ روز اوّل سے روز آخر تک جتنی بھی ہیں سب حضور (علیہ السلام) کے واسطہ سے ہیں۔ اس امر کی دلیل واضح ہے اور وہ رب العالمین کا یہ ارشاد ہے:

(ترجمہ الآیتین مع التفسیر بین الہلالین)

(میرے رسول اپنی امت کو پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کا علم عطا کرتے ہیں) اور ان میں سے اوروں کو بھی (جو قیامت تک آئیں گے) پاک کرتے ہیں اور علم عطا فرماتے ہیں جو ان اگلوں سے نہ ملے (بعد میں پیدا ہوئے) اور وہی عزت وحکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (سورۃ الجمعہ، رکوع نمبر ۱) اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین ہی کو ہیں۔

اس آیت میں قیامت تک آنے والے جن اوروں کا ذکر ہوا ہے ان میں فضل وکمال کے اور سبقت لے جانے والوں میں ایک ایسا عظیم الشان جلیل المرتبت شخص بھی ہے جس کو اس کے مقدس پیغمبر نے بے اندازہ نعمتیں بخشی ہیں۔ وہ پیغمبر جو اوّل بھی ہیں آخر بھی، باطن بھی ہیں ظاہر بھی، فاتح بھی ہیں خاتم بھی، کائنات میں (من حیث الخلقت) پہلے بھی ہیں اور نبیوں میں (من حیث البعثت) پچھلے بھی (صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین) اور ان کی

بنعم لایقدر قدرہا ولاینزف غمرہا ولایحصی واللہ العظیم عددہا و لاینفذ انشاء الکریم امدہا ولاینقطع بعون المصطفی مددہا فان الکریم اذا ابدأ اعاد واذا اعود ادام ولاینقطع عوائد موائد الفضل والانعام ومن مثل ھذا الحبیب المرتجی العمیم الجود العظیم الرجا صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہ دائما ابدا فی الفضل والکرم والجود والندی ؎

حاشاہ ان یحرم الراجی مکارمہ
او یرجع الجار منہ غیر محترم

صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی الہ وسائر المتعلقین باذیالہ قدر جودہ ونوالہ ونعمہ وافضالہ وجاھہ وجلالہ وحسنہ وجمالہ وفضلہ وکمالہ سیدنا الوالد الامجد الاماجد امام

اھل السنۃ السنیہ والجماعۃ السنّیہ مجدد المائۃ الحاضرہ مؤید الملۃ الطاھرۃ الاسلام نور الایمان حضرۃ المولی الحاج الشیخ احمد رضا خان افاض اللہ علینا من شآبیب فیضہ المدار ماترنم الھزار فوق الازھار

فانہ اتم اللہ نورہ وادام جودہ لما من علیہ الحبیب المعتر بیب المجاب المجیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلی الہ وصحبہ وشرف وکرم بالحج مرۃ اخری احسن من الاولٰی امطر علیہ امطار الکرم وادام علیہ دیم النعم فقربہ تقریبا

وجعلہ الی الکرام حبیبا و
احلہ من القلوب المحل
الجلیل

بخشی ہوئی نعمتیں سمندر کی طرح بے اندازہ ہیں جس طرح اس کا پانی تمام نکالا نہیں جا سکتا، یونہی وہ نعمتیں ختم نہیں ہوسکتیں اللہ عظیم کی قسم وہ گنی نہیں جا سکتیں۔ رب کریم نے چاہا تو کسی حد پر نہ رکیں گی، مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد سے ان میں اضافہ نہیں رکے گا کیونکہ کریم جب دینے لگتا ہے تو دیتا ہی جاتا ہے اور جب کسی کو اپنے آستانۂ کرم سے لینے کا عادی بناتا ہے تو لینے دینے کی یہ رسم برقرار رکھتا ہے اس کے فضل و انعام کے دسترخوانوں کی مہربانیاں منقطع نہیں ہوا کرتیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس حبیب جیسا فضل وکرم میں جود وسخا میں دوسرا کون ہے؟ آپ امیدگاہ ہیں، آپ کی سخاوت عام ہے، آپ کی ذات سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ دائماً ابداً)۔

(ترجمہ شعر) آپ اس عیب سے پاک ہیں کہ امیدوارِ کرم آپ کی کرم نوازیوں سے محروم کر دیا جائے یا آپ کی پناہ میں آنے والا ناکام واپس جائے۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے دامنِ رحمت سے لپٹنے والوں پر درود و رحمت نازل فرمائے بقدار آپ کی بخشش اور نوال کے، نعمت اور افضال کے، مرتبہ اور جلال کے، حسن اور جمال کے، فضل اور کمال کے۔

اس جلیل المرتبت شخص سے مراد میرے والد محترم ہیں جو بزرگی والوں کے بزرگ، روشن سنت اور سنی جماعت کے امام اس چودھویں صدی کے مجدد، پاکیزہ ملت کے مددگار اور نور ایمان کے بلند نشان ہیں یعنی حضرت مولانا الحاج الشیخ احمد رضا خاں۔ (اللہ تعالیٰ ہم پر ان کے ابر فیض بار کی بارشیں نازل فرماتے جب تک کہ کلیوں پر بلبلیں چہکیں)

ہوا یوں کہ حضرت والد ماجد (اللہ تعالیٰ آپ کے نور فیض کو کامل اور پیشوائی کو دائم فرمائے) پر جب بوقت حج ثانی جو پہلے حج سے احسن ثابت ہوا اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب نے احسان فرمایا (وہ حبیب جنھیں حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہے، جن کی سب دعائیں قبول ہوئی ہیں، جو دوسروں کی التجائیں منظور فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ وشرف وکرم) اور آپ پر بارانِ کرم کو اتارا، نعمتوں کی وہ بارشیں لگاتار نازل فرمائیں کہ مقرب بارگاہ کر دیا اور اہلِ کرم کا محبوب بنا دیا اور اہل حرم کے دلوں میں باعزت و باعظمت جگہ مرحمت فرمادی کہ وہاں

فاجله الاجلة باجل تبجيل ولا وحق الحق لم يطلب والمدی
شهرة فی الخلق ولم يبغ طريقا الی تلك المسالك ولم
يلق بالا الی تسبب فی ذلك ولكن اراد المصطفی ومراد المصطفی
لا يری تخلفا فان مراده مراد الله وتری ربه يسارع
فی هواه فمح حب والدی: العزلة والخمول وضع الله له
فی ارضه القبول فكانما نودی فی مكة يا اهل
الصفا اهرعوا فقد جاء عبد المصطفی فراينا العلماء اليه
مهرعين واكابر العظماء الی اعظامه مسرعين فمنهم من
يقتبس من انوار علمه وضياه ومن يلتمس البركة فی
لقاء محياه وهذا جاء فسأل واستفتی وهذا جليل يعرض
عليه ما كان افتی حتی ان الجلة الجليلة الممتازة طلبوا
منه بركة الاجازة ودخل كبار فی بيعة الطريقة وقام
مخدوموا الكرام بخدمته اللائقة حتی ان شيخا جليلا اماما
مطاعا مهابا كبير الشان عظيم المكان من اجلة علماء البلد
الحرام المشار اليه بالاصابع بين الكرام سمعناه يقول له فی
محاورته لما اهوی الی لمس ركبته بل انا اقبل ارجلكم و
نعالكم كثر الله فی الامة امثالكم فراينا بحمد الله
رأی العين ما اخبر عن نبيه

رب
المشرقين اذ يقول و
اخرين
منهم لما يلحقوا بهم و
هو العزيز الحكيم ۰

کی بہت بڑی جلیل القدر شخصیتوں نے آپ کی بہت بڑی تعظیم و توقیر کی۔ حق تعالیٰ کی قسم کہ حضرت والد ماجد کو مطلوب شہرت نہ تھی۔ انہوں نے اس کے حصول کا کوئی طریقہ اختیار نہ کیا اپنے دل کو اس کے سبب کی جانب مائل نہ ہونے دیا لیکن بایں ہمہ حضرت جناب محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے آپ کو مشہور کرنے کا ارادہ فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مراد متخلف نہیں ہوسکتی کیونکہ حضور کی مراد اللہ کی مراد ہے اور حضور کا چاہا اللہ کا چاہا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ حضور کا رب حضور کی مراد پوری کرنے میں جلدی کرتا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) نبنا علیہ والد ماجد نے اگرچہ گوشہ نشینی اور گمنامی کو پسند کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی زمین میں آپ کی مقبولیت رکھ دی گویا مکہ مکرمہ میں کارکنانِ قضا و قدر سے ندا کروادی گئی کہ اسے اہلِ صفا! جلدی چلو مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا غلام آیا ہوا ہے، تو ہم نے وہاں کے علمائے کرام کو آپ کی جانب تیز تیز آتے اور اکابر علماء کو آپ کی تعظیم و توقیر میں جلدی کرتے دیکھا، بعض آپ کے علمی انوار حاصل کرنے کے لیے آئے۔ بعض صرف برکت ملاقات کی غرض سے پہنچے، کسی نے آکر مسئلہ پوچھا اور فتویٰ طلب کیا۔ کسی بزرگ نے اپنا لکھا ہوا فتوے دکھایا (اور تصدیق و تقریظ چاہی) یہاں تک کہ باعزت لوگوں، ممتاز شخصیتوں نے آپ سے برکتِ اجازت چاہی اور بڑی شان والے اکابر بیعت طریقت میں داخل ہوئے اور اہل کرم مخدوم عمدہ خدمات بجالانے لگے تا آنکہ ہم نے خود سنا کہ ایک دفعہ ایک بزرگ بلند مرتبہ، پیشوا، فرمانروا، باہیبت، کبیرالشان، عظیم المکان، معزز علماء حرم، اہل کرم میں اتنے معظم کہ ان کی جانب انگلیوں سے اشارے ہوتے ہیں آپ سے گفتگو کرتے وقت جبکہ حضرت والد ماجد نے ادباً ان کے گھٹنے کو چھونا چاہا تو وہ بولے "انا اقبل ارجلکم و نعالکم کثر اللہ فی الامۃ امثالکم" میں آپ کے قدموں اور جوتوں کو بوسہ دوں۔ اللہ تعالیٰ اس امت میں آپ جیسے علماء بکثرت پیدا کرے[1]

تو ہم نے بحمدہ تعالیٰ اپنی آنکھوں سے (والد صاحب کی وسعت علمی کا) وہ منظر دیکھا جس کی خبر رب المشرقین نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بابت قرآن مجید میں دی۔

(ترجمہ آیت) (میرے رسول اپنی امت کو پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں) اور ان میں سے اوروں کو بھی (جو قیامت تک آئیں گے) پاک کرتے ہیں اور علم عطا فرماتے ہیں جو ان اگلوں سے نہ ملے (بعد میں پیدا ہوئے) اور وہی عزت و حکمت

ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم ٥ وان اول
من اتاه للاستجازة طالبا منه نعمة الاجازة محدث المغرب جليل
المنصب السيد الفاضل العالم الكامل مولٰنا السيد عبد الحی ابن
السید الکبیر الشریف عبد الکبیر الکتانی الفاسی ذو فضل مبین لہ ستون
مصنفا فی علم الحدیث وغیرہ من علوم الدین کان اتی مکة حاجا
فارسل الی سیدنا الوالد الانقی من دون سبقة تعارف اصلا فضلا من
لقاء لاربع بقین من ذی الحجة سنة الف وثلثمائة وثلث وعشرین
انی ارید الاتیان الیکم لاقتبس من نورکم المبین وقد کان ابی
مشتغلا فی ھذا النھار ردا علی الوھابیة بکتابة کتابہ الدولة
المکیة بالمادة الغیبیة وکان واعد العلماء الکرام ان یتمہ تصنیفا
وتبییضا فی ثلثة ایام فخاف ان یتاخر فتنصل واعتذر ورد الیہ
الجواب ان سیتم غدا الکتاب ان شاء الملک الوھاب فانا بنفسی اٰتی الیکم بعد
غد فارسل السید المغربی حفظہ الاحد انی غدا ذاھب الی المدینة
المنیرة وقد اکترینا الابل وتعین الرواح بعد الظھیرة فاذن ابی وتوکل
فی اتمام شانہ علی الفتاح ففرح السید واتاہ من الغد بعد الاصباح
فاستجاز فی الحدیث اولا وسمع ما جاء بالاولیة مسلسلا ثم طلب اجازة
سلاسل الاولیاء الکبار فکتب ابی کل ما اقترح وطال المجلس
الی نصف النھار ثم توجہ السید من فورہ بعد الصلاة الاولی الی مدینة
المصطفی وکان معہ شاب صالح من طلبة العلم الکریم یدعی حسین
جمال بن عبد الرحیم فتخلف ساعة من السید واتی مستجیزا الی حضرة
الوالد وقد اذن رحیلھم الی الحبیب مکان فاجازہ الوالد اجازة باللسان
وانحلہ ان یکتب نسخة باسمہ من عند السید علی نحوہ ورسمہ فکانت ھذہ
نسخة اولی ومع تلک الطفرة وعوز الحمی اتم اللہ الکتاب

والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (سورۃ الجمعہ ا رکوع ۱)
والد صاحب کی خدمت میں نعمت اجازت حاصل کرنے کے لیے سب سے پہلے جو مستفیض حاضر ہوئے
ان کا نام مولانا السید عبدالحی بن السید الکبیر الشریف عبدالکبیر الکتانی الفاسی ہے۔ موصوف محدث
المغرب جلیل المنصب رفیع فاضل عالم کامل صاحب فضل مبین ہیں، علم حدیث میں ادراس کے
علاوہ دیگر علوم دینیہ میں ساٹھ کتابیں تصنیف فرما چکے ہیں۔ آپ مکہ مکرمہ میں حج کے لیے آئے
ہوئے تھے انہوں نے بغیر کسی سابق تعارف و سابق ملاقات کے والد ماجد کی خدمت میں ۲۹ ذی الحجہ
۱۳۲۳ھ کو پیغام بھیجا کہ میں آپ کے نور علم سے مقتبس ہونے کے لیے آنا چاہتا ہوں اس دن
والد محترم ؒ وہابیوں کے رد میں "الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ" نامی کتاب لکھنے میں مصروف تھے
اور تین دن میں کتاب کی تصنیف و تبییض کے مکمل کرنے کا علماء کرام سے وعدہ فرما چکے تھے۔ بوجہ
ملاقات کتاب کی تکمیل میں تاخیر کا خوف تھا اس لیے آپ نے سید صاحب (حفظہ الاحد) کی
خدمت میں معذرت پیش کی اور جواب ارسال کیا کہ کل تک (ان شاء الملک الوہاب) کتاب مکمل
ہوجائے گی تو میں پرسوں خود حاضر ہوجاؤں گا۔ سید صاحب نے دوبارہ کہلا بھیجا کہ کل مدینہ منورہ
جا رہا ہوں۔ کرایہ کے اونٹ لے لیے ہیں کل دوپہر کے بعد روانگی کا پروگرام بن چکا ہے تو حضرت
والد ماجد نے کتاب کی تکمیل خدائے فتاح کے سپرد کی اور سید صاحب موصوف کے تشریف لانے کی
اجازت دے دی۔ سنتے ہی سید محترم خوش ہوتے اور صبح کے وقت تشریف لے آئے۔ انہوں نے
آتے ہی والد ماجد سے اجازتِ حدیث حاصل کی اور حدیث مسلسل بالاولیت کا سماع کیا، پھر
اولیاء کبار کے سلاسل طریقت کی اجازتیں لیں والد ماجد نے تمام اجازتیں ان کی منشاء کے مطابق
لکھ کر مرحمت فرمائیں۔ یہ مجلس دوپہر تک رہی، پھر سید صاحب نماز ظہر کے فوراً بعد مدینۃ المصطفیٰ (صلی اللہ
علیہ وسلم) کی جانب روانہ ہوگئے۔ موصوف کے ساتھ ایک جوان صالح علم دین کا طالب حسین جمال
بن عبدالرحیم بھی تھا اس نے سید صاحب سے کچھ پیچھے رہ کر اپنے لیے اجازتِ حدیث طلب کی
چونکہ مدینہ طیبہ کی جانب ان حضرات کی روانگی کا وقت قریب تھا اس لیے والد ماجد نے اسے
زبانی اجازت دے کر فرمایا کہ سید صاحب کے نسخے کی نقل لے کر اپنا نام لکھ لینا یہ اجازات کا پہلا
نسخہ ہے۔ اس تاخیر کے ساتھ ساتھ والد صاحب کو بخار بھی دوبارہ ہوگیا مگر اللہ تعالیٰ نے وقت

قبل الميعاد وارسل مبيضا الى العلماء الامجاد ثم من غدا عنى للیلتین بقیتا من ذی الحجة الحرام اتاه زائرا اجل العلماء الاماثل الکرام حضرة مولنا الشیخ صالح کمال مع بعض اٰخرین اهل العلم والافضال من ست دحلان بیت الفضل والکمال فاستجازوا فاجاز لهم باللسان ولم یزل متوقفا فی کتابة الاجازة لذلک العلامة الجلیل الشان اجلالا لشانه وتعظیما لمکانه والشیخ کلمه یلقی یطلب ویتقاضی حتی انشاله نسخة اخری حافلة کبری وسماها الاجازة الرضویة لمبجل مکة البهیة "جمع فادمی وذکر الشیخ باحسن الذکری فکانت **نسخة ثانیة** اسماء غانیة ثم ان المولی سبحنه وتعالی قدکان القی بین حضرة المولد والسید الماجد العلامة النبیل الفهامة الجمیل مولنا السید اسمعیل خلیل حافظ کتب الحرم الجلیل باول اللقیاد ترائی المحیا حیا فی الله فوق العادة لان الارواح جنود مجندة وکان السید سأله الاجازة فبهذه النسخة الجامعة اجازه مع اخیه السید مصطفی خلیل ادامهم الله بالعز والتبجیل وکتب لهما عند ذکر الاسماء ما یلیق بهما من ثناء وسناء ثم کتب **نسخة ثالثة** للعالم العامل الحاوی الشیخ احمد الخضراوی ثم تتابع الناس فکتب **نسخة رابعة** مختصرة جامعة وجیزة نافعة واستنسخ منها عدة نقول بترک البیاض

مکان اسم المجاز

فکلما اتی عالم یستجیز

کتب اسمه واعطاه نسخة

سے پہلے کتاب مکمل فرمادی اور والد صاحب نے مسودہ صاف فرما کر (حسبِ وعدہ) علماءِ حجاز کے پاس بھیج دی۔

پھر اگلے دن یعنی بتاریخ ۲۰ ذی الحجہ والد صاحب کی زیارت کے لیے حضرت مولانا الشیخ صالح کمال تشریف لائے جو برگزیدہ علماء کرام کے سرداد ہیں۔ ان کے ساتھ فضل و کمال کے گہوارے "دحلان" کے دیگر اہل علم اور اصحاب فضیلت بھی تھے۔ انہوں نے بھی اجازتیں مانگیں آپ نے سب کو زبانی اجازتیں بخشیں اور جلیل القدر علامہ (صالح کمال) کی جلالت شان اور عظمت مکان کے پیشِ نظر ان کے لیے سند اجازت لکھنے میں کافی توقف فرمایا۔ وہ جب ملتے سند کا مطالعہ فرماتے اور تقاضے پر تقاضا کرتے۔ یہاں تک کہ ان کی خاطر سند کا الگ بڑا نسخہ ارشاد فرمایا جس کا تاریخی نام "الاجازة الرضویہ لمبجل مکۃ البہیۃ" تجویز کیا اس نسخے کو اجازات کا جامع اور پوری طرح کامل بنایا۔ اس میں "شیخ" کا ذکر بڑے حسین الفاظ میں کیا۔ تو نسخہ ثانیہ ایسا حسین ہو گیا کہ ہر زیبائش سے مستغنی نظر آنے لگا پھر مولیٰ سبحانہٗ و تعالیٰ نے والد ماجد کے درمیان اور سید، بزرگ، علامہ، دانشمند، کثیر الفہم، باجمال، مولانا السید اسماعیل خلیل محافظ کتب حرم شریف کے درمیان پہلی ملاقات میں چہرے پر نگاہ پڑتے ہی فوق العادۃ "محبت فی اللہ" پیدا فرما دی کیونکہ (بمطابق حدیث مشکوٰۃ ص ۴۲۶) روحیں متعلق بالاجسام ہونے سے پہلے جمع کیے ہوئے لشکر کی صورت ہوا کرتی ہیں (تو جو عالم ارواح میں متعارف ہوں وہ عالمِ اجسام میں بھی متعارف و مانوس ہو جاتی ہیں) بعد از ملاقات سید صاحب نے بھی سند مانگی تو والد ماجد نے ان کو بھی اور ان کے بھائی سید مصطفیٰ خلیل کو بھی وہی نسخہ ثانیہ جامعہ مرحمت فرمایا (اللہ تعالیٰ ان سب کو عزت و عظمت بخشے) البتہ ان کے ناموں کے ساتھ ان کی شان کے لائق کلمات مدح و ثنا لکھے۔ پھر آپ نے تیسرا نسخہ باعمل عالم حاوی فروع و اصول شیخ احمد خضراوی کے لیے لکھا۔ ازاں بعد مستجیزین کا تانتا بندھ گیا۔ سندیں طلب کرنے والے علماء و مشائخ پے در پے بکثرت آنے لگے تو حضرت والد ماجد نے ان کے لیے سند کا چوتھا نسخہ تالیف فرمایا، جو مختصر بھی ہے اور جامع بھی۔ اور تھوڑے الفاظ پر مشتمل ہونے کے باوجود نافع بھی۔ اور آپ نے مجاز کے نام کی جگہ خالی چھوڑ کر اس نسخے کی متعدد نقلیں کروالیں۔ جب کوئی عالم دین سند لینے آتے تو والد ماجد خالی جگہ ان کا نام لکھ کر یہ نسخہ ان کے حوالے کر دیتے

فاوجزوا جازتکن عدة کرماء طلبوا مع ذلك النسخة الکبری وکانوا بذلك احق واحری فنهم من احاله علی حضرة الشیخ صالح کمال کی یستنسخوها من عنده لتخف الاثقال ومنهم من وعده الارسال الیه من عنده بعد الوصول الی وطنه وبلده فهاتان النسختان اعنی الثانیة الکبری والرابعة الجامعة الصغری کان کل منهما علی عدة اعلام لعلماء واعلام فذکر فی محل الاسم ما اختلفت العبارات وصح کل ما ذکر فی اخره من تاریخ الاثبات ثم کتب نسخة خامسة للشیخ عبد القادر الکردی تلمیذ الشیخ العلامة صالح کمال وولده السید عبد الله فرید لما کتب الیه یطلب منه الاجازة له ولشیخه العلامة ذی الافضال ثم کتب نسخة سادسة للسید محمد عمر المطوف ابن السید الجلیل ابی بکر الرشیدی المرحوم بکرم المتعال ثم سار الی حضرة المدینة المنورة فتلقاه علماؤها الکرام کعلماء مکة بالاکرام والاجلال حتی قال له الشیخ الصالح السید المولوی محمد کریم الله الفنجابی مجاور الحرم المدنی تلمیذ حضرة الشیخ العلامة الاجل مولینا الشیخ محمد عبد الحق الالٰه ابادی مجاور الحرم المکی السنی انی مقیم بالمدینة الامینة منذ سنین ویاتیها من الهند الوف من المعلمین فیهم علماء وصلحاء اتقیاء رأیتهم یدورون فی سکك البلد لایلتفت الیهم من اهله احد وأری العلماء والکبار العظماء الیك مهرعین وبالاجلال مسرعین ذلك فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم وقد طلب هنالك عدة من العلماء الاجازة فاجازها باللسان اکثر من اجازة لان عبد المصطفی فی حضرة المصطفی علیه افضل صلوات الله فی شغل یشاغل عمن سواه ولبعضهم عن ان یرسل من البلد کالفاضل الکامل مولانا الشیخ عمر بن حمدان المحرسی المدرس بالحرم النبوی السوی والسید الشریف اللطیف النظیف

اس طرح اختصار کے ساتھ اجازت بخشے۔ لیکن بایں ہمہ متعدد اہل کرم نے بڑا نسخہ مانگا اور وہ اس "نسخہ کبری" کے لائق وحقدار تھے، والد ماجد نے بوجہ جلد ہی ان حضرات میں سے بعض کو جناب شیخ صالح کمال کے سپرد کیا کہ ان کے پاس سے لکھوالیں اور بعض سے وعدہ فرمایا کہ وطن پہنچ کر بھیجیں گے تو دوسرا نسخہ جو بڑا ہے اور چوتھا نسخہ جو چھوٹا ہے مگر جامع! یہ دونوں علماء اعلام کے ناموں کی گنتی کے مطابق مرتب کیے گئے۔ تو ہم مختلف ناموں کے محل میں مختلف عبارات ذکر کریں گے اور ان کے ساتھ تاریخ اثبات بھی لکھیں گے جو آخر میں ذکر کی گئی۔ پھر آپ نے حضرت علامہ صالح کمال کے شاگرد شیخ عبدالقادر الکردی کے لیے اور ان کے سعادت مند لڑکے عبداللہ فرید کے لیے پانچواں نسخہ مرتب کیا جبکہ انہوں نے عریضہ بھیج کر اپنے لیے اور اپنے استاد علامہ صاحب افضال (صالح کمال) کے لیے اجازت نامہ طلب کیا۔ پھر چھٹا نسخہ سید محمد عمر الملطوف بن سید جلیل ابوبکر الرشید (المرحوم بکرم المتعال) کے لیے لکھا۔ ازاں بعد آپ عالی بارگاہ مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے، وہاں کے علماء کرام نے بھی مکہ مکرمہ کے علماء کی طرح آپ کا استقبال پورے اکرام و اجلال کے ساتھ کیا، یہاں تک کہ علامہ اجل حضرت مولانا الشیخ محمد عبدالحق الہ آبادی مجاور حرم مکہ معظمہ کے صالح اور سعادت مند تلمیذ حضرت مولانا محمد کریم اللہ الفنجابی مجاور حرم مدینہ منورہ نے ایک دن حضرت والد ماجد سے کہا میں سالہا سال سے مدینہ منورہ میں رہائش پذیر ہوں ہندوستان سے ہزاروں انسان آتے ہیں ان میں اہل علم، اہل اصلاح، اہل تقویٰ سب ہوتے ہیں انہیں دیکھا کہ وہ بلدہ مبارکہ کی گلیوں میں گھومتے ہیں کوئی ان کی طرف دھیان نہیں کرتا لیکن آپ کی مقبولیت کی عجیب شان دیکھتا ہوں کہ بڑے بڑے علماء عظماء آپ کی طرف دوڑے آ رہے ہیں اور تعظیم بجالانے میں جلدی کر رہے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے وہ بڑے فضل والا ہے۔ اور مدینہ منورہ میں بھی متعدد علماء کرام نے اجازتیں مانگیں آپ نے اکثر کو صرف زبانی اجازتیں دیں۔ کیونکہ "غلام مصطفیٰ" بارگاہ مصطفیٰ (علیہ افضل صلوات اللہ) میں ایسا مشغول ہو گیا کہ ماسوائے مصطفیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اسی بناء پر بعض علماء سے وعدہ فرمایا کہ وطن جا کر سند اجازت بھیجیں گے۔ یہ وعدہ فاضل کامل حضرت مولانا عمر بن حمدان محرسی مدرس حرم نبوی کے لیے اور صاحب سیادت و شرافت لائق لطافت و نظافت

مولنا السید مامون البری الا السید الجلیل السعید الحمید مولنا الشیخ محمد سعید شیخ الدلائل ذا الشرف والفضائل فکتب له نسخۃ سابحۃ عین وقت الرحیل من البلد الجمیل وعدان یرسل من الوطن للتفصیل ۔ ولما رجع الی الوطن ۔ اشتغل بتصنیف کتب ودفع فتن ۔ وقع التاخیر فاتت الکتب من الحرمین بالتذکیر ولنذکر ملخص تلک الصحائف مع کتاب اٰخر من سید جلیل مشحون باللطائف لیعلم الانام وصلا ہم حمد اللہ الوداد وحسن الاتحاد بین سیدنا الوالد ۔ وذلک السید

کتاب الشیخ عبد القادر الکردی المکی

حضرۃ مولنا الفاضل قدوۃ الرجال الاماثل سیدی عبد المصطفی احمد رضا دامت حیاته وفضائله امین اما بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالی وبرکاته فقد بلغنی من السید عمر الرشیدی عزمکم علی السفر فی غد یوم الخمیس فارجو کم سیدی انجاز ما وعدتم به من الاجازات العمومیۃ لی ولولدی عبد اللہ فرید کذلک حضرۃ الاستاذ الشیخ صالح کمال یروم منکم الاجازۃ التی عهدتم الیه بها ونسختی الجوابات من علم الغیب والنوط ۔ وان تم عزمکم علی السفر فی غدا فیدونا حتی نتودع منکم وشرفونا یا سیدی بما یلزم لکم من الاغراض والخدم حفظکم اللہ وابقاکم واسبغ علیکم جزیل النعم ۔ ودمتم فوق ما رمتم

وص ۱۳۲۴ محبکم الداعی عبد القادر کردی

مولانا سید مامون البری کے لیے تھا۔ ہاں سید جلیل الشان سعادت مند، صاحب ستائش موصوف بالشرف والفضائل مولانا الشیخ محمد سید شیخ الدلائل کے لیے ساتواں نسخہ اس وقت قلمبند فرمایا جبکہ بلدۂ جمیلہ سے کوچ کرنے کا وقت آگیا اور ان سے وعدہ کیا کہ وطن پہنچ کر تفصیل بھیجوں گا، پھر جب وطن پہنچے تو کتابیں لکھنے فتنے مٹانے میں ایسے مصروف ہوگئے کہ سندیں بھیجنے میں دیر لگ گئی اس پر کئی خطوط بطور یادد ہانی حرمین طیبین سے بریلی تشریف لائے۔ اب ہم وہ خطوط مختصراً ذکر کرتے ہیں اور ایک دوسرا خط بھی ذکر کریں گے جو خوبیوں سے بھرے ہوئے جلیل الشان سید صاحب کی طرف سے آیا تھا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ حضرت والد ماجد کے درمیان اور سید صاحب موصوف کے درمیان (بحمد اللہ الودا د) کتنا مضبوط رابطہ اور کیسا حسین اتحاد تھا۔

شیخ عبدالقادر کردی کا مکتوب

حضرت مولانا، فاضل، فضیلت والوں کے پیشوا سیدی عبدالمصطفیٰ احمد رضا (آپ کی حیات اور فضائل کو دوام نصیب ہو آمین) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد گزارش ہے کہ سید عمر رشیدی سے پتہ چلا کہ آپ کل بروز جمعرات جا رہے ہیں تو اے میرے آقا! میں امید رکھتا ہوں کہ مجھ سے اور میرے لڑکے عبداللہ فرید سے اجازات عمومیہ کی سندوں کا جو آپ نے وعدہ فرمایا تھا اسے روانگی سے پہلے پورا فرمائیں گے۔ یونہی استاذ محترم شیخ صالح کمال بھی وہ سند مانگتے ہیں جس کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہوا ہے نیز استاذ محترم آپ کی تصنیف کردہ دو کتابیں بھی مانگتے ہیں ایک وہ جس میں علم غیب سے متعلق اور دوسری وہ جس میں نوٹ (کاغذی سکہ) سے متعلق کیے گئے سوالوں کے جوابات ہیں اور اگر آپ نے کل جانے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے تو افادہ فرمایئے تاکہ ہم رخصت کرنے حاضر ہوں اور اے میرے آقا! آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو اور جو خدمت درکار ہو اس کے لیے ہم حاضر ہیں عزت بخشیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے، بقا بخشے اور بڑی بڑی نعمتیں مرحمت فرمائے (اور آپ تا عمر اپنی پسند سے بہتر حالت پر رہو۔

۹۔ ص ۱۳۲۴ھ

آپ کا محب دعاگو عبدالقادر کردی

کتاب العلامۃ الجلیل السید اسمٰعیل حافظ کتب الحرم

الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ شیخ الاسلام بلا مدافع و وحید العصر بلا منازع شیخنا و استاذنا و ملاذنا و قدوتنا و عمدتنا الیومنا و معادنا المولوی الشیخ احمد رضا خان سلمہ اللہ الحنان المنان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اولاً سؤالنا عن الذات الزکیۃ و ما حوتہ تلک الطلعۃ المرضیۃ المرغبیۃ نرجو الباری ان تکونوا و من لدیکم بخیر و عافیۃ و نعم من المولی علینا و علیکم دانیۃ کافیۃ ثانیاً تفضل علینا سیدنا بعدۃ اوراق من فتاویہ انموذجۃ نرجو اللہ عز شانہ ان یسھل و یقارب لکم الاوقات لاتمامھا فی اقرب حین فانھا حریۃ بان یعتنی بھا جعلھا اللہ تعالی لکم ذخرا الیوم المعاد و واللہ اقول والحق اقول انہ لو راھا ابو حنیفۃ النعمٰن لاقرت عینہ و لجعل مؤلفھا من جملۃ الاصحاب بیدانی متاسف علی ما فاتنا من تعریب الالفاظ الغیر العربیۃ فیا سیدی اقسم علیک باللہ العظیم و اتشفع بحبیبہ الکریم ان تمنوا بفضلکم و احسانکم علینا و علی کل نعمانی المذھب بتعریبھا فما کان منھا یسیرا یوضع علی الھامش و ما لم یتحملہ الھامش یوضع فی ورقۃ ثم تجعل بین الصحیفتین جعل اللہ سعیکم مشکورا و عملکم مبرورا ھذا و وعدتم الحقیر و اخاہ بارسال الاجازۃ بمرویاتکم فلم تات فکان اقرب الناس الیکم ابعدھم اذ کنا نسیا منسیا

علامہ جلیل سید اسماعیل محافظ کتب حرم کا مکتوب

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو اکیلا ہے اور درود و سلام ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ شیخ الاسلام جن کا کوئی مزاحم نہیں۔ یگانۂ روزگار جس میں اختلاف نہیں۔ ہمارے شیخ، استاد، جائے پناہ، قائد، دنیا و آخرت میں سہارا دینے والے الشیخ احمد رضا خاں (خدائے مہربان و احسان کنندہ آں موصوف کو باسلامت رکھے) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اولاً ہم آپ کی ستھری ذات کی اور ہر اس کی خیریت پوچھتے ہیں جو پیاری طلعت رضویہ کے گھیرے میں ہے۔ باری تعالیٰ سے امید ہے کہ آپ بھی اور آپ کے حلقے کے تمام افراد بھی بخیر و عافیت ہوں گے ہم کو اور آپ کو مولا تعالیٰ وافی کافی نعمتیں بخشے۔

ثانیاً اے ہمارے سردار! آپ نے بطور نمونہ اپنے فتاویٰ کے چند اوراق عطا کیے تھے ہم اللہ عز شانہ سے امید رکھتے ہیں کہ آپ کو فتویٰ نویسی میں مزید سہولتیں بخشے گا اور فتاوے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے اوقات میں برکت فرمائے گا کیونکہ یہ فتاویٰ اعتناء و اہتمام کے لائق ہے (اللہ تعالیٰ اسے آپ کے لیے توشۂ آخرت بنائے) قسم بخدا میں بالکل سچ کہتا ہوں۔ اگر امام اعظم نعمان بن ثابت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا فتاویٰ ملاحظہ فرماتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور اس کے مولف کو (آپ کو) اپنے خاص شاگردوں میں شامل فرماتے۔ مگر اس پر افسوس ہے کہ فتاویٰ کے وہ الفاظ ہم نہیں سمجھ سکے جو غیر عربی ہیں اور ان کا عربی میں ترجمہ نہیں ہوا۔ اے میرے سردار! میں آپ کی خدمت میں اللہ العظیم کی قسم دے کر بوسیلہ حبیب کریم (علیہ التحیۃ والتسلیم) عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنا فضل و احسان ہمیں اور ہر نعمانی المذہب (حنفی) پر مکمل فرمائیں اور غیر عربی الفاظ کا عربی میں ترجمہ کر دیں۔ پھر اگر ترجمہ تھوڑا ہو تو صرف حاشیہ پر لکھا جائے اور اگر حاشیہ کی برداشت سے باہر ہو تو الگ کاغذ پر لکھ کر اسے دو صفحوں کے درمیان رکھ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کوشش مشکور اور عمل مقبول فرمائے آپ نے مجھ حقیر سے اور میرے بھائی سے وعدہ فرمایا تھا کہ اپنی مرویات کی سند بھیجوں گا وہ سند ابھی تک نہیں پہنچی۔ تو کیا جو آپ سے زیادہ قریب تھے وہ زیادہ دور ہو گئے یا ہمیں بالکل

وتحريراتكم التي على حاشية ابن عابدين لايخفى جنابكم اننى من المحتاجين اليها جعلكم الله من المحسنين ويسلم عليكم سيدى الوالد والاخ مصطفى وبلغوا سلامنا على نجليكم الشيخ حامد والشيخ مصطفى ومن عندنا يسلم عليكم الشيخ اسعد واخوه الدهانان والشيخ بكر رفيع وارجو البارى المعبود ان يديم لنا بقاءكم بجاه النبى الحامد المحمود وان يحفظكم ومن لديكم من كل خائن وحسود وصلى الله على سيدنا محمد واله وصحبه وسلم حررفى ۱۲ ذى الحجة ۱۳۲۵ الداعى ولدكم

حافظ كتب الحرم المكى　　　السيد اسماعيل بن خليل

كتاب اخر منه ادام الله تعالى معاليه

بسم الله الرحمٰن الرحيم

وبه نعتنى الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لانبى بعده عمدة العلماء الافاضل قدوة الفقهاء الاماثل شيخ المحدثين على الاطلاق وسيد المحققين فى السبع الطباق سيدى وسندى وعمدتى واعتمادى وشيخى وملاذى وذخرى ليومى ومعادى سيدى المولوى الشيخ احمد رضا خان سلمه الرب المنان السلام عليكم ورحمة الله وبركاته ومغفرته اولا السوال عنكم ومن عزيز خاطركم نرجوا الله تعالى انكم ومن لديكم بخير وعافية ونعم من المولى علينا وعليكم وانية عافية ثانيا وصلنا عزيز مشرفكم على طراز تقاريظ علماء المدينة المنورة على صاحبها افضل الصلاة والسلام فقراء ناه والسرور والحبور متزايدات وتلونا ولدموع

بھلا دیا گیا ہے۔ نیز حضرت کو معلوم ہے کہ میں ان تحریرات کا محتاج ہوں جو آپ نے "حاشیۂ ابن عابدین" پر افادہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو محسنین میں شامل فرماتے، سیدی والد ماجد اور بھائی مصطفیٰ سلام پیش کرتے ہیں۔ ہماری جانب آپ کے صاحبزادگان شیخ حامد رضا اور شیخ مصطفیٰ رضا کی خدمات میں سلام۔ یہاں سے شیخ اسعد دھان اور ان کے بھائی نیز شیخ بکر رفیع سلام عرض کرتے ہیں۔ باری تعالیٰ معبود برحق سے امید رکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمارے لیے آپکی عمر دراز فرمائے اپنے اس نبی کے طفیل جو حامد بھی ہیں اور محمود بھی۔ اور یہ بھی دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے گرد وپیش کے تمام احباب کو ہر خائن اور ہر حاسد کے شر سے بچائے۔ آمین اور اللہ تعالیٰ درود بھیجے سلام اتارے ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ

دعا گو آپ کا فرزند محافظ کتب حرم السید اسماعیل بن خلیل

موصوف کا دوسرا مکتوب

(اللہ تعالیٰ ان کی بزرگیاں برقرار رکھے)

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربانی رحمت والا ہے۔ اسی پر میرا بھروسہ ہے۔

سب تعریفیں اللہ ہی کو ہیں جو اکیلا ہے۔ درود وسلام ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ افاضل علماء کے بھروسہ، اماثل فقہاء کے پیشوا، بالتخصیص جلہ محدثین کے استاذ، ساتوں طبقوں میں محققین کے سردار، میرے آقا، سید، بھروسہ بااعتماد، استاذ، جائے پناہ، آج دنیا میں کل حشر میں میرے ذخیرہ، سیدی المولوی الشیخ احمد رضا خاں (رب منان آپ کو باسلامت رکھے) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ومغفرتہٗ، اوّلاً آپ کی طبیعت مبارکہ کی خیریت مطلوب ہے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ آپ اور آپ کے پاس کے تمام احباب بخیر وعافیت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی کافی وافی نعمتیں ہم پر اور آپ پر اترتی رہیں۔

ثانیاً: مدینہ منورہ (علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام) کے علماء کی خوشنما تقاریظ پر آپ کا مکتوب گرامی موصول ہوا۔ پڑھا تو خوشیاں اور مسرتیں بڑھتی گئیں، تلاوت کی تو انسوؤں

والزفرات متتابعات فما علمنا هل ذلك لشدة الاشتياق ام لعدم
حصول الوصال والتلاق فراجعنا النفس وليناها بان قد حصل
لها بعض مناها ببلوغ المطلوب والمقصود لسیدی وسندی
من المرب المعبود وان الانجلاء به حاصل فما هذا القلق
الحاصل فحینئذ اطمأنت وطابت وقرت فالله سبحانه عز شانه
لا یحرمنا من تلك الطلعة السنیه بجاه سید البریه الحمد
لله قبل امس وصلنا عثمان عبد الستار المیمنی التاجر
بجده واخبرنا بان الوابور الذی ذهبتم فیه قد وصل
الی بمبئی بموجب تلغراف وصل الیه وبذلك حصل لنا
المأمول والامانی فنادیت النفس بشراك قد حصل
التهانی وسأله سبحانه طول بقائکم مع العافیه
بالنبی والسبع المثانی هذا واخبرکم سیدی من یوم
موادعتنا لجنابکم مصحوبین السلامة وتصحبکم
ان شاء الله تعالی ذهبت الی الشیخ احمد ابی الخیر برسالة
الانواط وابقیتها عنده وبعد ثلاث ذهبت الیه فوجدته
طربا بها الی الغایة ویقول الحمد لله علی وجود مثل هذا
الشیخ فانی لم ارمثله فی العلم والفصاحة وسعة
الباع مع حسن سبك العبارة ثم قال یا ولدی
ان الشیخ قد نحی فی رسالته نحو الصواب بلا شك
فیه ولا ارتیاب ومن طالعها لم یبق له فیها
شبهة ولا مریة وسیدی الشیخ صالح کمال ما من
مجلس الا ویذکرکما لاتکم وبحمد الله قد بنیتم
بارض الحرم محمودین وای ممدوین عظیمین وان شاء الله شاع

اور لمبے لمبے سانسوں کا سلسلہ دراز ہوتا گیا۔ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ سب کچھ شدتِ اشتیاق کی وجہ سے
یا اس لیے کہ بوقتِ مطالعہ آپ کے وصال وملاقات سے محرومی تھی۔ ہم نے بے قرار جانوں کو سمجھایا اور
تسلی دی کہ تمہاری آرزو پوری ہو چکی ہے کہ با اعتماد آقا (مولانا احمد رضا) اپنے رب معبود سے جو
مطلوب ومقصود (حاضری مواجہ عالیہ) چاہتے تھے وہ پورا ہو چکا ہے (کہ این نیز مراد ماست) اور
اس وقت ان کی توجہ بھی حاصل ہے (کہ ان کا رسلہ مکتوب زیرِ مطالعہ ہے) تو پھر اس قدر بیقراری
کیوں؟ اسپر بے قرار جانیں مطمئن ہوئیں انہیں خوشی اور قرار نصیب ہوا۔ اللہ عزّ سبحانہٗ سے
دعا ہے کہ سید البریہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طفیل ہمیں آپ کے پُرنور چہرے کی زیارت سے زیادہ
دیر محروم نہ رکھے۔ الحمد للہ کہ پرسوں جدہ کے تاجر عثمان عبدالستار یمنی نے آکر بتایا کہ جس جہاز سے آپ
روانہ ہوئے تھے وہ بخیریت بمبئی پہنچ گیا ہے انہیں یہ خبر بذریعہ ٹیلی گراف معلوم ہوئی تھی۔ بخیریت
پہنچنے کی خبر سے جب ہماری مراد وآرزو پوری ہوئی تو ہم نے اپنی ذات کو ندا کر کے خوشخبری سنائی
اور مبارک باد دی۔ حق سبحانہٗ سے سوال ہے کہ نبی کریم (علیہ التحیۃ والتسلیم) اور سورۃ الفاتحہ
کے طفیل آپ کو تادیر باعافیت رکھے۔ یہ لو۔ اس کے بعد۔ اے آقا! ہماری خبر یہ ہے کہ آپ کو
رخصت کرنے کے دن سے سب سلامتی کے ساتھ ہیں امید کہ آپ بھی بمشیئۃ تعالیٰ باسلامت
ہوں گے۔ مسئلہ "نوٹ" کے متعلق آپ کا رسالہ (کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس
الدراھم) شیخ احمد ابوالخیر کی خدمت میں لے گیا اور وہیں چھوڑ آیا، پھر تین دن بعد ان کے
پاس گیا تو انہیں رسالہ کی بابت ازحد خوش پایا۔ وہ حمدِ الٰہی بجالاتے ہیں کہ اس زمانہ میں
آپ جیسا عالمِ دین موجود ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے آج تک "مولانا احمد رضا" جیسا عالم فصیح
معلومات میں وسیع الباع، ستھری اور عمدہ تحریر والا شخص نہیں دیکھا۔ پھر فرمایا: بیٹا! بے شک
شیخ (احمد رضا) نے رسالہ میں بالکل صحیح و درست طریقہ اختیار کیا ہے اگر کوئی مبتلائے شبہات
ان کے رسالہ کا مطالعہ کرے گا تو اس کے دل میں کوئی شبہ نہ رہے گا اور سیدی شیخ صالح کمال
تو ہر مجلس میں آپ کے کمالات بیان کرتے رہتے ہیں الحمد للہ کہ آپ نے سرزمین حرم میں دو علمی
ستون قائم فرما دیے، وہ ستون کیسے عظیم الشان ہیں (۱۔ الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ
۲۔ کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم) خدا تعالیٰ نے چاہا تو آپ کا چرچا

وغيركم في سهل الارض وعاليها واقصى البلاد ودانيها
فان بلدتنا ام البلاد وليست الام كالاولاد ويسلم
عليكم والدنا السيد خليل افندي واخونا مصطفى
والشيخ مولنا عبد الحق ومولنا الشيخ صالح كمال والشيخ
اسعد الدهان واخوه الشيخ عبد الرحمن والسيد محمد
المرزوقي والشيخ بكر رفيع والكل يطلبوا منكم الدعاء
وسلموا لنا على اخويكم الاكرمين واخينا المكرم الشيخ
حامد واخيه المحترم الشيخ مصطفى وابن اخيكم الاجل
فتح الله علينا وعليهم ورزقنا التقوى واياهم ويرحم الله
عبدا قال امينا وارجوكم سيدي العزيز لاتنسونا من
دعواتكم الصالحة فاني ابنكم الثالث كما هولكم مايل
واجب علينا عند بيت الله الحرام والمشاعر العظام والسلام ودمتم
فوق ما رمتم وطول عمركم سه

وما الفضل الا انتم انت فمنه
وعطيه نقش الفص فاختم به عذرى

ودمتم والسلام حرر ۱۲ رجب ۱۳۲۴ھ ولدكم حافظ كتب زاده

كتاب السيد الجليل مولنا السيد مامون البري المدني

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله والصلاة على رسول الله الى الاستاذ العلامة
البارع والملاذ الفهامة اللامع صاحب القلم
الاسحار والكلم الفائق لطفها نسيم الاسحار
ذا الكمالات العالية السنى

عام ہوگا۔ ہموار و ناہموار زمین کے باشندے اور دور و نزدیک والے سب آپ کے فضل و کمال سے آگاہی پائیں گے کیونکہ ہمارا شہر (مکہ مکرمہ) تمام شہروں کے لیے ماں (اصل) ہے اور ماں اولاد کی طرح (ناقدرشناس) نہیں۔ والد محترم سید خلیل آفندی، بھائی مصطفیٰ، حضرت مولانا عبدالحق، مولانا شیخ صالح کمال، شیخ اسعد دھان، ان کے بھائی، شیخ عبدالرحمن، سید محمد المرزوقی، شیخ بکر رفیع سب سلام عرض کرتے ہیں اور آپ کی دعا کے طلبگار ہیں، ہماری طرف سے آپ کے دونوں کرم فرما بھائیوں کو ہمارے مکرم برادر شیخ حامد رضا کو ان کے محترم برادر شیخ مصطفیٰ رضا کو آپ کے جلیل القدر بھتیجے کو سلام (اللہ تعالیٰ ان سب کو اور ہم کو فتوحات بخشے، تقوٰی مرحمت فرمائے اور ہماری اس دعا پر "آمین" کہنے والے پر رحمتیں اتارے) اور اے عزت والے آقا! میں آپ سے پُرامید ہوں کہ نیک دُعاؤں کے وقت مجھے نہ بھُولیں گے کیونکہ میں آپ کا تیسرا فرزند ہوں۔ جس طرح کہ ہم بوقتِ دُعا آپ کو نہیں بھُولتے بلکہ کعبہ معظمہ میں اور مشاعر عظام میں آپ کے لیے دعا کرنا ہم پر لازم ہے والسلام (اپنی پسند سے بہتر حالت پر رہو اور لمبی عمر پاؤ)

(ترجمہ شعر) فضیلت انگشتری ہے۔ آپ اس کے نگینہ ہیں۔ آپ کا صافی دینا نگینے کا نقش ہے تو اس انگشتری کے ساتھ میرا عذر قبول کرنے کی مہر لگا دیجئے۔

ودمتم والسلام۔

۱۲ رجب ۱۳۲۴ھ میں لکھا گیا۔

آپ کا فرزند، محافظ کتب حرم سید اسمٰعیل بن سید خلیل

جلیل القدر سردار مولانا سید مامون البری المدنی کا مکتوب

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان رحمت والا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کو ہیں اور درود اس کے رسول پر۔ یہ خط ان کی طرف لکھا جاتا ہے جو استاذ ہیں، یکتا علامہ ہیں، جائے پناہ بہت سمجھدار اور تیز فہم ہیں، جن کا قلم جادو کی طرح فریفتہ کرتا ہے جن کی باتوں کا لطف نسیم سحر پر فوقیت رکھتا ہے۔ وہ ایسے کمالات عالیہ کے مالک ہیں کہ ہم ان کی

ولنتصور كنهما برسم او حد فهو الحقيق بان يقال انه
فى عصره اوحد كيف وفضله اشهر من نار على علم والمنبه
على عالى همه عند الامم المنشد لسان حاله سه

الخيل والليل والبيداء تعرفنى
والسيف والرمح والقرطاس والقلم

اعنى به حضرة الجناب المكرم المحترم وحيد الاوان
الشيخ سيدى احمد رضا خان ابقى الله عزه وجلاله
عن الزوال مامونا وعن آفات الدهر مصونا امين
بجاه سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم سلاما بعد
سلام ازهى من زهر الربى والطف من نسيم الصبا وثناء يفنا
هى الافق زهره وتباهى الرياض زهره لما تشرفنا بزيارة
اخيكم الفاضل النبيل والمحترم الجليل سألناه عن حضرتكم
ناخبرنا صحتكم وعافيتكم فسررنا سرورا تجل عن الحد وطلبنا
دوام ذلك من الواحد الاحد هذا وقد وقع منكم الوعد
عند وصولكم الى المدينة الطيبة بان تمنحوا من فضلكم الاجازة
فى علوم الحديث والتفسير وغيرهما للفقير والفقير منتظر انجاز ذلك
الوعد وكتابته وارساله آنجز حرما وعد وسح حتال
اذ وعد ونرجو ايضا من حضرتكم ان ترسلوا الينا بعضا من
تاليفكم العربيه وتصرفه من الفقير هذا ونسلم على مجلسكم الفاضل
وعلى كل من انتسب اليكم وجلس لديكم ونرجو كم ان لا تخرجونى
من خاطركم العاطر ونظركم العالى ونحن بالسطور اضعفنا للدعاء
لحضرتكم السلام محبكم الفقير الجانى السيد محمد مامون
الازرنجانى ثم المدنى محرم سنہ ۱۳۲۶

کنہ کا تصور نہ بذریعہ رسم کرسکتے ہیں نہ بذریعہ حد۔ وہ اس لائق ہیں کہ کہا جائے کہ ان جیسا فی زمانہ کوئی نہیں کیونکہ ان کا فضل وکمال اس آگ سے زیادہ مشہور ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر جلائی جاتی ہے (تاکہ دُور سے نظر آکر مسافروں کی رہنمائی کرے) یہ شعر ان کی مسلمہ بلند ہمتی پر تنبیہ کرتا ہے جسے ان کی زبان حال پڑھتی رہتی ہے۔

(ترجمہ شعر) مجھے (یہ سب چیزیں) پہچانتی ہیں، گھوڑے بھی (کہ میں شہسوار ہوں)، راتیں بھی (کہ ان میں جاگ کر یادِ خدا کرتا ہوں) بیابان بھی (کہ انہیں تلاشِ محبوب میں قطع کرتا ہوں)، تلوار اور نیزہ بھی (کہ ان سے جہاد کرتا ہوں)، کاغذ و قلم بھی (کہ عقاید اسلامیہ اور مسائل شرعیہ لکھتا ہوں)۔

ان سے میری مراد حضرت جناب مکرم محترم یگانۂ اقران سیدی احمد رضا خاں ہیں (اللہ تعالٰی آپ کی عزت وجلال کو زوال سے اور دہری آفات سے محفوظ رکھے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ کی خدمت میں سلام پر سلام پیش کرتے ہیں جو بلند ٹیلوں کی شگفتہ کلیوں سے زیادہ خوشنما اور نسیم صبا سے زیادہ پُرلطف ہے اور ایسی تعریف کرتے ہیں جو ستارہ زہرہ کی طرح چمکتی اور چمنستان کی نازک کلیوں پر فخر کرتی ہے۔ جب ہم آپ کے فضیلت والے، عقل والے، عزت والے، قدر والے بھائی کی زیارت سے مشرف ہوئے تو ان سے حضرت کے حالات دریافت کیے انہوں نے صحت وعافیت کی خبر دی تو ہم از حد خوش ہوئے۔ رب تعالٰی کی واحد و یگانہ ذات سے آپ کی عافیت کے دوام کی طلب ہے۔ جب آپ مدینہ طیبہ کے عالی دربار میں حاضر ہوئے تھے تو مجھ فقیر سے بنا بر فضل وکرم وعدہ فرمایا تھا کہ حدیث، تفسیر وغیرہ علوم دینیہ کی سند دوں گا۔ فقیر اس کا منتظر ہے آپ حسبِ وعدہ سندِ اجازت لکھ کر ارسال فرمائیں کیونکہ کریم جب وعدہ کرتا تو اسے پورا کرتا ہے اور سحابِ رحمت جب گرجتا ہے تو برستا ہے۔ نیز آپ کی بارگاہ سے امید ہے کہ اپنی بعض عربی تالیفات ارسال فرمائیں گے اور بس۔ آپ کے فاضل فرزند کو اور آپ سے نسبت رکھنے والے اور مجلس میں حاضری دینے والے ہر شخص کو سلام۔ آپ سے اس کرم کی بھی امید ہے کہ خاطر عالی سے اور بلند قیمت نگاہ سے ہمیں دُور نہ ہٹائیں گے۔ ہم ہاتھ پھیلا کر آپ کی خیریت کی دعا کرتے ہیں۔ والسلام آپ کا محب فقیر عاصی سید محمد امون الازہری زنجانی ثم المدنی۔ محرم ۱۳۲۶ھ

وها انا اذکر نسخ الاجازات

حامداً لرباً واهب العطیات واترك فی النسخة الثانیة بیاضا بعد ذکر الاسماء لمن عسی ان یطلبها من المستحقین والعلماء وصلی الله تعالی علی سیدنا واٰله وصحبه اجمعین والحمدلله رب العٰلمین

النسخة الاولی

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله احد من لا احد له وسند من لا سند له وافضل الصلاة واکمل السلام علی سید الکرام وسند الانام منتهی سلاسل الانبیاء العظام وعلی اٰله وصحبه رواة علمه ودعاة ادبه وبعد فقد تفضل علی المحدث الفاضل العالم الکامل السید النسیب الحبیب الاریب مجمع الفضائل منبع الفواضل مولٰنا السید الشیخ محمد عبدالحی ابن الشیخ الکبیر السید عبد الکبیر الکتانی الحسنی الادریسی الفاسی محدث الغرب بل محدث العجم والعرب ان شاء الوہب وانا حل بالبلد الحرام لثلث بقین من ذی الحجة سنة ثلث وعشرین بعد الالف وثلثمائة فاتانی وسمع منی الحدیث المسلسل بالاولیة وهو اول حدیث سمعه من هذا العبد الضعیف کما سمعته من مولای ومرشدی وسیدی وسندی وکنزی وذخری لیومی وغدی سیدنا الشاه اٰل رسول الاحمدی رضی الله عنه بالرضی السرمدی وهو اول حدیث سمعته منه عن محدث الهند المشهور فی العرب والسند مولٰنا الشاه عبدالعزیز الدهلوی وهو اول حدیث سمعه منه من شیخه وابیه الشاه ولی الله الدهلوی وهو اول حدیث سمعه منه وسلسلته مشهورة وفی کتابه المسلسلات مسطورة وسألنی اجازته واجازة جمیع ما ارویه عن مشایخی الکرام سیدنا ومرشدنا السابق ذکره الکریم وسیدی ووالدی وولی نعمتی ختام المحققین وامام المدققین حامی السنة ماحی الفتنة ذی التصانیف الباهرة والحجة القاهرة والمحجة الزاهرة حضرة المولوی محمد نقی علی خان

اپنے رب بخشش کنندہ عطیات کی حمد و ثنا بجالاتے ہُوئے اب اجازات کے مختلف نسخے ذکر کرتا ہُوں اور نسخۂ ثانیہ میں ذکر اسماء کے بعد بیاض چھوڑ دوں گا کہ حقدار علماء میں سے کوئی اور صاحب طلب کریں وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد و آلہٖ وصحبہٖ اجمعین والحمد للہ رب العالمین۔

پہلا نسخہ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہُوں جو بہت مہربان رحمت والا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کو ہیں، وہ اس کا ہے جس کا کوئی نہیں۔ اس کو سہارا دیتا ہے جس کا کوئی سہارا نہیں۔ افضل درود اور اکمل سلام ان پر جو نبیوں کے سردار اور ساری مخلوق کے سہارا ہیں جو عظمت والے پیغمبروں کے سلسلوں کی نہایت ہیں۔ آپ کی آل و اصحاب پر بھی جو آپ کے علم کے راوی اور اچھی روش و پاکیزہ دانش کے محافظ ہیں۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ محدث، فاضل، عالم، کامل، سید، نسب و حسب والے، ماہر، فضیلتوں کے مجمع، عزتوں کے منبع، حضرت مولانا سید محمد عبدالحی بن شیخ کبیر سید عبدالکبیر الکتانی الحسنی الادریسی الفاسی، مغرب کے محدث بلکہ بحیثیت کمالات عجم و عرب کے محدث، میرے پاس بتاریخ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ تشریف لائے، میں اس وقت مکہ مکرمہ میں تھا۔ انہوں نے آکر مجھ سے حدیث مسلسل بالاولیت کا سماع کیا اور یہ پہلی حدیث ہے جو انہوں نے اس عبد ضعیف سے سُنی۔

جس طرح میں نے یہ حدیث اپنے مولیٰ، اپنے مرشد، اپنے سردار، اپنے بھروسہ، اپنے خزانہ، دنیا و آخرت میں اپنے ذخیرہ سیدنا الشاہ آل رسول الاحمدی (رضی اللہ عنہ بالرضی السرمدی) سے سب حدیثوں سے پہلے سُنی ۔۔۔۔ اور انہوں نے یہ حدیث اپنے شیخ اپنے باپ الشاہ ولی اللہ دہلوی سے سب حدیثوں سے پہلے سُنی اور انہوں نے یہ حدیث محدث ہند، مشہور در عرب و سند مولانا الشاہ عبدالعزیز الدہلوی سے سب حدیثوں سے پہلے سُنی۔ ان کا سلسلۂ سند مشہور اور ان کی کتاب مسلسلات میں مذکور ہے۔ سید عبدالحی موصوف نے مجھ سے اس حدیث کی اور اس کے علاوہ ان تمام مرویات کی اجازت مانگی جن کی روایت کا میں درج ذیل (۹) مشایخ کرام کی طرف سے مجاز ہوں؛

۱۔ ہمارے آقا و مرشد جن کا ابھی ذکر شریف ہوا۔

۲۔ سیدی والد ماجد میری نعمت کے والی، اہل تحقیق کے خاتم، اہل تدقیق کے امام، حامی سنت، ماحی فتنۂ بدعت، عمدہ تصانیف، غالب حجت، روشن طریق والے حضرت مولانا محمد نقی علیخاں

القادری البرکاتی البریلوی قدس سرہ القوی المتوفی سنہ ۱۲۹۷ھ من ابیہ
الکریم العارف باللہ سیدنا المولوی رضا علی خان قدس سرہ و
شیخ العلماء بالبلد الامین الامام المحدث الفقیہ الامین سیدنا المولیٰ
السید احمد بن زین دحلان المکی قدس سرہ المکی عن الشیخ
عثمان الدمیاطی و مولٰنا الامام بن الہمام سراج اللہ فی البلد الحرام عبدالرحمٰن
ابن المولی عبداللہ السراج مفتی الحنفیۃ بمکۃ المحمیہ رحمہما اللہ
تعالٰی عن المولی جمال بن عبداللہ بن عمر مفتی الاحناف و مولٰنا السید
الصالح حسین صالح جمل اللیل شیخ الخطباء و امام الشافعیۃ بالبلدۃ
الحرمیۃ رحمہ اللہ تعالٰی عن المولی عابد السندی و مولٰنا حفیبد
مرشدی و صاحب سجادتہ الکریمۃ ذی السیادۃ الجلیلۃ والسعادۃ
الجمیلۃ والمقامات العظیمۃ سیدنا الشاہ ابی الحسین احمد النوری
ادام اللہ تعالٰی تنویرہ بالنوری المعنوی والصوری من الشاہ علی حسین
المراد آبادی و العبد الحقیر ما کان ھنالک و لا اھلا لذلک سہ

و کان علیّ ان اتیہ لکن
تقدم و التقدم للکرام

بید ان المامور معذور ولا سیما امر مثل ھذا السید
المشہور مع رجاء ان تشملنا جمیعا برکۃ صاحب الحوض
المورود و المقام المحمود بالاتصال الی حضرتہ بالطریق
المعہود علیہ من الصلوات افضلہا و من التسلیمات
اکملہا و من التحیات اجملہا و من البرکات
اجزلہا و ذالک ان السید من اھل بیت
الرسالۃ و اھل
البیت مکرمون

صاحب القادری البرکاتی البریلوی قدس سرہ القوی (المتوفی ۱۲۹۰ھ)۔ وہ اپنے والدگرامی عارف ربانی سیدنا المولوی رضا علی خاں (قدس سرہٗ) کی طرف مجاز ہیں۔

۳۔ امن والے شہر مکہ کے شیخ العلماء، امام، محدث، فقیہہ، امانت دار، سیدنا المولوی سید احمد بن زین دحلان المکی (قدس سرہ الملکی)۔ وہ حضرت عثمان دمیاطی کی طرف سے مجاز ہیں۔

۴۔ بلند ہمت امام، حرمت والے شہر میں اللہ کے روشن چراغ مولانا عبدالرحمٰن بن المولوی عبداللہ السراج مکہ محمیّة میں حنفیوں کے مفتی (رحمہما اللہ تعالٰی)۔ وہ مولوی جمال بن عبداللہ بن عمر مفتی الاحناف کی طرف سے مجاز ہیں۔

۵۔ نیک سردار شیخ الخطباء مکہ محترمہ میں امام الشافعیہ مولانا حسینؔ صالح جمل اللیل (رحمہ اللہ تعالٰی)۔ وہ مولی عابد السندی کی طرف سے مجاز ہیں۔

۶۔ میرے مرشد کے پوتے، ان کے سجادہ نشین، سیادت جلیلہ، سعادت جمیلہ کے صاحب اور مقامات عظیمہ کے مالک، سیدنا مولانا الشاہ ابوالحسین احمد النوری (اللہ تعالٰی ان کے نور معنوی اور نور صوری کی تنویر برقرار رکھے)۔ وہ شاہ علی حسین مرادآبادی کی طرف سے مجاز ہیں۔ عبد حقیر خود کو اس لائق نہیں سمجھتا کہ سید صاحب جیسے مقتدا مجھ سے سند حدیث حاصل کرتے اور میرے پاس چل کر تشریف لاتے۔

(ترجمہ شعر) ضروری تھا کہ میں جاتا مگر وہ آگئے پہلے
کرم والے نوازش میں ہمیشہ پہل کرتے ہیں

مگر درحقیقت مامور معذور ہوجاتا ہے خاصکر وہ مامور جسے اتنے بڑے شہرت یافتہ سردار نے امر فرمایا ہو۔ یہاں تو یہ امید بھی ہے کہ حوض مورود کے ساقی اور مقام محمود کے مالک حضرت جناب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی برکتیں ہم سب کو شامل ہوں گی کیونکہ طریق معہود پر دی گئی سند اجازت کے سبب ایک جدید اتصال بارگاہِ رسالت (علیہ السلام) سے پیدا ہوجائے گا اور دو میں افضل درود، سلاموں میں اکمل سلام، تحیات میں حسین تحیہ اور برکات میں بڑی برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو)۔ اس لیے کہ سید محترم اہل بیت رسالت سے ہیں اور اہل بیت کو

دنیا و اخری بنظر عنایۃ ذی الجلالہ فمن خصلت بینہ و بینہم وصلۃ یرجی لہ بفضل اللہ ونعمۃ رسولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حصل برکۃ ونحلۃ فلاجل ھذا الرجاء الجمیل و امتثال امر السید الجلیل اجزتہ بہ وبکل ما تصح لی روایتہ من المشایخ الکرام الممدوحین و التمست منہ ان لاینسی من دعائہ الصالح ھذا العبد الحقیر المھین واخوانہ وذریتہ والمحبین و اعظم الرجاء بحول ملک الارض والسماء یوم یلقی جدہ الکریم سید الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ والتسلیم اللھم یا مرسل ھذا الحبیب رحمۃ و نعمۃ صل وسلم وبارک علیہ عدۃ ما لک من علم وکلمۃ وبجاھہ عندک اصلح اعمالنا و حقق امالنا و خفف اثقالنا و حسن احوالنا و اخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین محمد و الہ واصحابہ اجمعین قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ الفقیر احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی غفر اللہ لہ ما مضی من ذنوبہ وما یاتی امین و کذلک اجزتہ بجمیع مؤلفاتی التی بلغت الی الان ماتین وما عسی ان یفتح لی بتوفیق ربی ومنھا الفتاوی المسماۃ بالعطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ وھی الی الان فی سبع مجلدات بحذف المکررات ونرجو المزید من فضل ربنا المجید وکذلک اجزتہ بجملۃ سلاسل الطریقۃ التی انا مجاز بھا من الطریقۃ العلیۃ العالیۃ القادریۃ البرکاتیۃ الجدیدۃ والقدیمۃ والقادریۃ الاھدلیۃ والقادریۃ المنوریۃ والچشتیۃ القدیمۃ والچشتیۃ الجدیدۃ

رب ذو الجلال کی نظرِ عنایت سے دنیا میں بھی عزتیں دی گئی ہیں اور آخرت میں بھی۔ تو جسے ان کے ساتھ تعلق ہوگا اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کرم سے ہر برکت اور ہر نعمت کی اُمید کی جا سکتی ہے۔

اس حسین آرزو کی خاطر اور اس جلیل الشان سید محترم کے امتثال امر کے لیے میں نے انہیں حدیث مسلسل بالاولیت کی اور ان تمام مرویات کی اجازت دی جن کی مجھے اپنے قابل ستائش مشائخ کرام سے اجازت ہے۔ سید صاحب سے التماس ہے کہ اپنی نیک دعا کے وقت اس حقیر و کمزور بندے کو نیز اس کے بھائیوں، بیٹوں اور دوستوں کو نہ بھولیں اور بڑی امید اس دن ہے جب کہ بحول تعالیٰ (میدان حشر میں) اپنے جد کریم سید الانبیاء (علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیم) سے ملاقات کریں گے۔ اے اللہ! اس حبیب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو رحمت و نعمت بنا کر بھیجنے والے! آپ پر درود و سلام اور برکتیں اس قدر نازل فرما جس قدر تیرا علم اور تیرے کلمات ہیں۔ اور تیری بارگاہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مرتبہ ہے اس کے طفیل ہمارے اعمال سنوار، آرزوؤں کو پورا، بوجھوں کو ہلکا اور حالات کو درست فرما۔ ہماری آخری دُعا یہی ہے کہ سب تعریفیں اللہ رب العالمین کو ہیں اور درود و سلام رسولوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل و تمام اصحاب پر۔

یہ الفاظ اپنے منہ سے کہے اور قلم سے لکھے فقیر احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی نے اللہ تعالیٰ گزشتہ اور آئندہ تمام گناہوں کی مغفرت فرمائے، آمین۔

اور میں نے سید محترم کو اپنی تمام تصانیف کی بھی اجازت دی جو اس وقت دو سو تک پہنچ چکی ہیں اور رب تعالیٰ کی توفیق سے اور بھی لکھی جائیں گی۔ ان میں ایک فتاویٰ بنام "العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ" بھی ہے جس کی مکررات کے علاوہ سات جلدیں مرتب ہو چکی ہیں اور رب مجید کے فضل و کرم سے مزید جلدوں کی امید ہے۔ میں نے انہیں طریقت کے ان تمام سلسلوں کی بھی اجازت دی جن کی مجھے اجازت ہے،

۱۔ طریقہ عالیہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ	۲۔ قادریہ قدیمہ
۳۔ قادریہ اہدلیہ	۴۔ قادریہ منوریہ
۵۔ چشتیہ قدیمہ	۶۔ چشتیہ جدیدہ

والسهروردية القديمة وّالسهروردية الجديدة والنقشبندية العلائية نسبة الى المولى السيد الكريم ابی العلا الاکبرا بادی وّ السلسلة البديعية والعلوية المنامية وصافحته بالمصافحات الاربع الخضرية وّالجنية وّالمعمرية وّالمنامية وكذلك اجزت بجميع مروياتی ومصنفاتی اولاد هذا السيد الجليل واحفاده وعقبه من يولد منهم الى اخر الدهر بشرطها المعروف عند اهل هذا الامر والله الحمد فی کل ورد و صدر وّصلی الله تعالی علی شفيع الحشر المخصوص بطيب النشر واله وصحبه وامته وحزبه امين وهذه سلسلتی فی الطريقة العلية القادرية البركاتية الفقير احمد رضا عن المولی السيد الشاه ال الرسول الاحمدی المارهری عن[۳] ابی الفضل شمس الملة والدين السيد ال احمد اچهی ميان عن[۴] ابيه السيد الشاه حمزة عن[۵] ابيه السيد الشاه ال محمد عن[۶] ابيه صاحب البرکات والدرجات السيد الشاه برکة الله عن[۷] السيد الجليل فضل الله الکالفوی عن[۸] ابيه السيد احمد عن[۹] ابيه السيد محمد عن[۱۰] الشيخ جمال الاوليا الجهان آبادی عن[۱۱] القاضی ضياء الدين النيوتنوی عن[۱۲] الشيخ محمد بهکاری نظام الدين القاری عن[۱۳] السيد ابراهيم الايرجی عن[۱۴] الشيخ

بهاء الملة والدين

۷. سہروردیہ قدیمہ ۸. سہروردیہ جدیدہ

۹. نقشبندیہ علائیہ (جو حضرت سید کریم ابوالعلاء اکبر آبادی کی طرف منسوب ہے)

۱۰. سلسلہ بدیعیہ ۱۱. علویہ منامیہ

اور میں نے ان سے چار مصافحے بھی کیے :

۱. مصافحہ خضریہ

۲. مصافحہ جنیہ

۳. مصافحہ معمریہ

۴. مصافحہ منامیہ

ان جلیل الشان سید صاحب موصوف کی طرح اپنی تمام مرویات و مصنفات کی ان کے بچوں اور پوتوں کو بھی اجازت ہے اور آخر زمانہ تک پیدا ہونے والی ان کی اولاد در اولاد کو بھی (جو علم دین حاصل کریں) ہر ایک کے لیے وہی شرط ہے جو اہل علم کے ہاں معروف ہے۔ اور اللہ کو حمد ہے ہر علمی گھاٹ میں اترتے وقت بھی اور سیراب ہو کر واپس ہوتے وقت بھی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود نازل ہو ان پر جو بروز محشر شفاعت فرمائیں گے اس دن اپنے کرم کی پاکیزہ خوشبوئیں آپ ہی بکھیریں گے۔ آپ کی آل واصحاب پر بھی اور آپ کی امت و گروہ پر بھی۔ آمین۔

سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں میرا شجرۂ طریقت یہ ہے :

الفقیر احمد رضا نے خرقہ بیعت حاصل کیا اپنے مرشد السید الشاہ آل رسول الاحمدی رضی اللہ عنہ ــــ انہوں نے شمس الملۃ والدین ابوالفضل سید آل احمد اچھے میاں سے ــــ انہوں نے اپنے والد السید الشاہ حمزہ سے ــــ انہوں نے اپنے والد سید الشاہ آل محمد سے ــــ انہوں نے اپنے والد صاحب البرکات والدرجات سید الشاہ برکت اللہ سے ــــ انہوں نے سید جلیل الشان فضل کالپوی سے ــــ انہوں نے اپنے والد سید احمد سے ــــ انہوں نے اپنے والد سید محمد سے ــــ انہوں نے حضرت جمال الاولیاء جہان آبادی سے ــــ انہوں نے قاضی ضیاء الدین نیوتنوی سے ــــ انہوں نے محمد بھکاری نظام الدین القاری سے ــــ انہوں نے سید ابراہیم الایرجی سے ــــ انہوں نے حضرت بہاء الملۃ والدین سے ــــ انہوں نے

عن[15] السید احمد الجیلانی عن[16] السید حسن عن[17] السید موسی عن[18]
السید علی عن السید[19] محی الدین ابی نصر عن[20] السید القاضی الامام
ابی صالح ھبۃ اللہ عن[21] ابیہ السید الامام الاجل ابی بکر
تاج الملۃ والدین عبد الرزاق عن[22] ابیہ قطب الارشاد و
مرجع الافراد و امام الاوتاد و برکۃ البلاد والرحمۃ
علی العباد واھب المراد باذن الجواد غوث الثقلین
و غیث الکونین و غیاث الدارین و مغیث الملوین
سیدنا الامام ابی محمد عبد القادر الحسنی الحسینی
الجیلانی القطب الصمدانی و النور الربانی عن[23] الامام ابی
سعید المخزومی عن[24] شیخ الاسلام والمسلمین ابی
الحسن علی القرشی الاموی الھکاری عن[25] الامام ابی الفرج
الطرطوسی عن[26] الامام ابی الفضل عبد الواحد عن[27] الامام
ابی بکر الشبلی عن[28] سید الطائفۃ العلیۃ ابی القاسم جنید
البغدادی عن[29] خالہ المولی الامام السری السقطی عن[30] الامام
المعروف الکرخی عن[31] السید الاجل ابن رسول اللہ صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم الامام علی الرضا ابن الامام موسی الکاظم
ابن الامام جعفر الصادق ابن الامام عالم اھل البیت محمد
الباقر ابن الامام السجاد زین العابدین ابن الامام السعید
الشھید ریحانۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ابی عبداللہ
الحسین ابن الامام زوج البتول واخی الرسول علی المرتضی کرم
اللہ تعالی وجوھھم ورضی عنا بھم احمد الرضی عن ابیہ[32] من جدہ[33]
عن جد ابیہ[34] عن جد جدہ[35] عن ابی جد جدہ[36] عن جد جد جدہ[37] عن[38]
خاتم النبیین و سید المرسلین قائد الغر المحجلین وسیلتنا

سید احمد[۱۵] الجیلانی سے ـــ انہوں نے سید حسن[۱۶] سے ـــ انہوں نے سید موسٰی[۱۷] سے ـــ انہوں نے سید علی[۱۸] سے ـــ انہوں نے سید محی الدین[۱۹] ابو النصر سے ـــ انہوں نے السید القاضی الامام ابو صالح ہبۃ اللہ[۲۰] سے ـــ انہوں نے اپنے والد جلیل القدر الامام تاج الملۃ والدین سید ابوبکر عبد الرزاق[۲۱] سے ـــ انہوں نے اپنے والد ماجد، قطب الارشاد، افراد کے مرجع، اوتاد کے امام آبادیوں کی برکت، بندوں پر رحمت، باذنہٖ تعالیٰ مراد پوری کرنے والے، جن وانس کی فریاد کو پہنچنے والے، دونوں جہان میں بارانِ رحمت، دنیا و آخرت میں مددگار، دن رات میں فریاد رس، امام محمد سیدنا عبد القادر[۲۲] الحسنی الحسینی الجیلانی، قطب صمدانی، نور ربانی سے ـــ انہوں نے الامام ابو سعید[۲۳] مخزومی سے ـــ انہوں نے شیخ الاسلام و المسلمین ابو الحسن[۲۴] علی القرشی الاموی الہکاری سے ـــ انہوں نے الامام ابو الفرح[۲۵] الطرطوسی سے ـــ انہوں نے الامام ابو الفضل عبد الواحد[۲۶] سے ـــ انہوں نے الامام ابوبکر الشبلی[۲۷] سے ـــ انہوں نے سید الطائفۃ العلیۃ ابو القاسم جنید[۲۸] البغدادی سے ـــ انہوں نے اپنے ماموں حضرت الامام السری[۲۹] السقطی سے ـــ انہوں نے الامام المعروف[۳۰] الکرخی سے ـــ انہوں نے سید اجل[۳۱] ابن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) الامام علی الرضا سے جو فرزند ہیں الامام موسٰی الکاظم کے جو فرزند ہیں امام جعفر الصادق کے جو فرزند ہیں عالم اہلبیت الامام محمد الباقر کے جو فرزند ہیں الامام السجاد زین العابدین کے جو فرزند ہیں صاحب سعادت، صاحب شہادت، ریحانۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو عبد اللہ الامام الحسین کے جو فرزند ہیں سیدہ بتول زہرا کے شوہر پاک، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر الامام علی المرتضٰی کے (اللہ تعالیٰ ان سب کے وجوہ مبارکہ کو عزتیں بخشے اور ان سب کے طفیل ہم سب سے اچھی طرح راضی ہو) ـــ انہوں نے اپنے والد ماجد[۳۲] موسٰی الکاظم سے ـــ انہوں نے الامام علی الرضا کے دادا[۳۳] (جعفر الصادق) سے ـــ انہوں نے الامام علی الرضا کے باپ کے دادا[۳۴] (الامام الباقر) سے ـــ انہوں نے الامام علی الرضا کے دادا کے دادا[۳۵] (الامام زین العابدین) سے ـــ انہوں نے الامام علی الرضا کے دادا کے دادا کے باپ[۳۶] (الامام الحسین) سے ـــ انہوں نے الامام علی الرضا کے دادا کے دادا کے دادا[۳۷] (المولیٰ علی شیرِ خدا) سے ـــ انہوں نے نبیوں[۳۸] کے خاتم، رسولوں کے سردار، چمکتی پیشانی، چمکتے ہاتھ پاؤں والوں کے قائد سے جو دین و دنیا میں ہمارے وسیلہ ہیں'

فی الدنیا والدین المبعوث رحمة للعلمین سیدنا ومولنا وشفیعنا و
حبیبنا وعوننا ومغیثنا وغوثنا ومغیثنا ابی القاسم قاسم خزائن الآلاء
والمکارم محمد رسول رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی اٰلہ وصحبہ وعلیہم جمیعا
وعلینا بہم ولہم وفیہم ومعہم آمین الٰہ الحق آمین والحمد للہ رب العالمین
۲۰ ذی الحجۃ ۱۳۲۳ھ وقد تقدم ذکر الاجازۃ بھا یا القول لصاحبہ الشیخ حسین
جمال بن عبدالرحیم عم اللہ الجمیع بحسن الختام وجمال الایمان والرحم المقیم امین

النسخة الثانیة

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ المسلسل احسانہ المتصل انعامہ غیر
منقطع ولامقطوع فضلہ واکرامہ ذکرہ سند من
لاسند لہ واسمہ احد من لا احد لہ وافضل الصلوات
العوالی النزول واکمل اسلام المتواتر الموصول علی اجل
مرسل کشاف کل معضل العزیز الاعز المعن
الحبیب الفردوق وصل کل غریب فضلہ الحسن
مشہور مستفیض وبالاستناد الیہ یجود
صحیحا کل مریض وتدجاء جودہ
المزید فی متصل الاسانید بل کل
فضل الیہ مسند عنہ یروی والیہ یرد
فمرط فضائلہ العلیۃ
مسلسلات
الاولیۃ و
کل درجۃ

جنہیں سارے جہانوں پر رحمت فرمانے کے لیے بھیجا گیا ہے جو ہمارے سردار، ہمارے مولیٰ، ہماری شفاعت فرمانے والے، ہمارے محبوب، ہمارے مددگار، ہمارے معین، ہمارے غوث، ہمارے فریاد رس ہیں جو نعمتوں اور بزرگیوں کے خزانوں کے قاسم ہیں یعنی سیدنا ابوالقاسم محمد رسول رب العالمین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔

اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر اور سلسلہ عالیہ کے تمام مشائخ پر اور ان کے سبب سے ان کی خاطر ان کے زمرے میں شامل کر کے ان کی معیت میں لے کر ہم پر۔ آمین، اے سچے معبود آمین۔ اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کو ہیں ــــ ۲۷ ذوالحجہ ۱۳۲۳ھ ــــ اس سے پہلے یہ بات مذکور ہو چکی ہے کہ سید صاحب کے ساتھی جناب حسین جمال بن عبدالرحیم نے زبانی اجازت لی تھی۔

اللہ تعالیٰ سب کا خاتمہ اچھا کرے اور سب کو جمال ایمان اور دائمی رحمت سے نوازے آمین

دوسرا نسخہ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان رحمت والا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کو ہیں جس کا احسان قایم رہتا ہے اور انعام ختم نہیں ہوتا اس کا فضل وکرم نہ رُکتا ہے نہ روکا جاتا ہے اس کا ذکر بے سہاروں کا سہارا اور اس کا نام بے بسوں کا بس ہے۔ اونچی شان والے نیچے اترنے والے درودوں میں سے افضل درود اور لگاتار پہنچنے والے سلاموں میں سے اکمل سلام ان پر جو رسول معظم ہیں، آپ ہر قسم کی دشواریاں دور فرماتے ہیں، نادر الوجود ہیں۔ عزتوں کے مالک بھی ہیں اور عزتوں کے بخشنے والے محبوب بھی۔ ہر مسافر کو منزلِ مقصود تک پہنچانے میں یگانہ ہیں۔ آپ کا حسین فضل شہرت و وسعت والا ہے آپ سے سہارا لے کر ہر بیمار تندرست ہو جاتا ہے۔ آپ کی سخاوت کی زیادہ بارشیں انہی پر اترتی ہیں جنہوں نے آپ سے روابط و تعلقات قائم رکھے ہیں بلکہ ہر فضیلت آپ ہی کی طرف منسوب ہے آپ ہی سے دوسروں کی طرف جاتی ہے پھر آپ ہی کے حضور لوٹ کر آتی ہے۔ آپ کے عالی فضائل (کے موتیوں) کی لڑیاں روزِ اوّل سے پروئی ہوئی ہیں اور ہر ستھرا موتی آپ کے

من بحره مستخرج وکل منذر جود فی ساشلیه مدرج
فهو المخرج من کل حرج وهو الجامع ذلہ الجوامع
علمه مرفوع وحدیثه مسموع ومتابعه مشفوع
والامر عنه موضوع وغیره من الشفاعة قبله ممنوع
عالیه الاسناد فی محشر الصفوف وامرالموقف علی رایه
موقوف حوضه المورود لکل وارد مسعود فیافوز
من هو منه منهل ومعلول فیه کل علة من
محلل تنزل حزبه المعتبر والشذوذ منه منکر
وطریق الشاذ الی شواظ سقرحافظ الامة من الامور
المدلهمة الذاب عنا کل تلبیس وتدلیس و
الجابر لقلب باش مضطرب من عذاب بئیس لحاکم
الحجة الشاهد البشیر محتجم فی مدحه کل
بیان وتقریر عسکره لایدرک وما علیه مستدرك
مقبوله یقبل ومتروکه یترك تعدد طرق
الضعیف الیه فمن سننه الصحاح التعطف علیه فیجبر
باعتضاده قلبه الجریح ویرتقی من ضعفه الی درجة
الصحیح مدار اسانید الجود والاکرام منتهی سلاسل
الانبیاء الکرام صلی الله تعالی علیه وعلیهم وسلم
ملأ آفاق السماء واطراف العالم وعلی اله وصحبه وکل
صالح من نجباله وحزبه رواة علمه ودعاة شرعه
ودعاة ادبه وعلی کل من له وجادة ومناولة
من افضاله الواصلة المدارة المتواصلة بحسن ضبط
محفوظ النظام من دون وهم ولا ایهام

ہی بحرِ فیض سے نکلا ہے ۔ جود و سخا کی بارشیں برسانے والے آپ کے جھکاریوں میں داخل ہیں ۔ تمام تنگیوں سے آپ ہی نکالتے ہیں ۔ آپ ہی میں سب خوبیاں پائی جاتی ہیں جو کلمات بولنے میں مختصر اور مفہوم میں وسیع ہوں وہ آپ ہی کو نصیب ہوتے ہیں ۔ آپ کا جھنڈا بلند ہے ۔ آپ کی بات[۱۲] مقبول اور آپ کے متبع کے حق میں شفاعت منظور ہے ۔ آپ سے ہر قسم کا بوجھ ہٹایا گیا ہے اور دوسروں کو آپ سے پہلے شفاعت کرنے سے روکا گیا ہے[۱۳] ۔ بروزِ محشر لوگوں کی تمام صفیں آپ ہی پر بھروسہ[۱۴] کریں گی ۔ اس دن آپ ہی کی مرضی[۱۵] کے مطابق کام ہوگا ۔ آپ کا حوض ہر پیاسے بخت پیاسے کے لیے گھاٹ ہے جہاں سے تشنگی بجھے گی تو وہ شخص کسی درجہ خائز المرام ہوگا ۔ جو اس گھاٹ سے بار بار پیئے گا تو ہر دکھ سے نجات پائے گا ۔ آپ کے فرمانبرداروں کا گروہ ہی قابلِ اعتبار ہے ۔ ان سے الگ رہنا بہت برا ہے ۔ جو الگ ہوا اس کا راستہ جہنم کی بھڑکتی آگ کی خالص لپٹ کی طرف جاتا ہے ۔ آپ ہی امت کو کالے گھپ اندھیروں سے بچاتے ہیں ۔ آپ ہی ہم سے ہر مکر و فریب کو زائل کرتے ہیں ۔ بڑے عذاب سے غمگین ہونے والے پریشان دل کی پریشانیاں آپ ہی دور فرماتے ہیں ۔ حاکم ، حجت ، شاہد ، بشیر جیسی صفات سے آپ ہی موصوف ہیں ۔ آپ کی کما حقہ مدح و ثنا کرنے میں ہر بیان عاجز اور ہر تقریر گونگی ہے ۔ آپ کی رفعتِ شان ادراک سے بالاتر ہے ۔ اس پر اضافہ ناممکن ہے ۔ آپ جسے قبول فرمالیں وہ مقبول بارگاہ اور جسے چھوڑ دیں وہ راندۂ درگاہ ہو جاتا ہے ۔ کمزور شخص ادھر ادھر سے پھر پھرا کر آپ کی طرف آتا ہے تو آپ اپنی عادت مبارکہ کی بدولت اسکے حال پر رحم فرماتے ہیں تو اُس کا زخمی دل آپ سے قوت پا کر بھر جاتا ہے اور کمزوری و ناتوانی سے درجۂ صحت و توانائی تک ترقی کر جاتا ہے ۔ آپ جود و اکرام کے تمام سہاروں کے مرکز اور انبیاء کرام کے سلسلے کے خاتم ہیں ۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اور ان سب انبیاء پر اس قدر درود و سلام نازل فرمائے جس سے آسمان کے کنارے اور جہان کے اطراف بھر جائیں اور آپ کی آل و اصحاب پر اور آپ کے گروہ کے ہر لائق شخص پر جو آپ کے علم کا راوی ، شریعت کا داعی اور ادب کا محافظ ہے اور اس پر بھی جو آپ کے احسانات کے ملنے سے تونگر ہوا ۔ وہ احسانات جو تعلقات کو جوڑتے ہیں تعداد میں زیادہ ہیں اور ایک محفوظ نظام و حسین ضابطے کے تحت مربوط ہیں جن میں نہ وہم کو دخل ہے نہ ابہام کو

وّلا اختلاط بالاعداء اللیام متاڑ دی خبیر د حُوی
اجازۃ دغلب حقیقۃ الکلام مجازہ آمین
اما بعد فاسمع یا سعد جعلنی اللہ وایاک واحبابنا
ممن رُزق السعد وسبق لہ من ربہ حسن الوعد فتبل
خلق السماء وصوت الرعد ونصر فی الدین اوفر من عدۃ
حصل ذی وفرۃ وذات جعدۃ وخذل بعدای وعداک من
عدا منھم ومن لم یعدۃ ھو یرید العدوان من بعد
ریاحنۃ الزمان وبرکۃ الآوان یا طیب الوجود وطیّب
الجود ومن وجھہ انضر من روض مجود وفیضہ اجود من
جود یجود امجید المجید الجیّد الجائد مرد ی
المارد ومجدی الاماجد یا صالح الاعمال وصدیق الاقوال
یا ابا الافضال وابن الکمال الا یا سامعین ھل عرفتم
الاسم وان لم تعرفوا فھذا نظم خذوا منہ رؤس الشطور
تنبئ باسم مبین النور ؎

صلحت قلوب العارفین فاصلحت
اعضاءھم فی طاعۃ الفضال
لاغروان نحن احوال الملک
حتا نملک الملک فی الاحوال!
کم عالم فی عالم الدنیا بدا
ما علمہ الا شقاشق قال
العلم قل وبعد فیہ تکثر
سکن علیک بما لح نکمال

یا اھل مکۃ والبلدۃ المبارکۃ اتم تعلموا من ھذا الذی سمیت توھا

نہ برے دشمنوں کی آمیزش کو۔ یہ درود و سلام اس وقت تک نازل ہوں جب تک
خبر مروی اجازت حاصل اور مجاز پر حقیقت غالب ہوتی رہے۔ آمین
حمد و صلوٰۃ کے بعد، اے سعادت مند! سن۔ اللہ تعالیٰ مجھے تجھے اور تیرے میرے احباب کو
ان میں سے کرے جنھیں سعادت ملی احسان کے لیے رب تعالیٰ کی طرف سے آسمان کے پیدا ہونے
اور بادل کے گرجنے سے پہلے اچھا وعدہ ہوا اور انہیں دین میں اتنی امدادیں ملیں جو تعداد میں ان سے
زیادہ ہیں جن کے بال لمبے یا گھونگریالے ہیں نیز اللہ تعالیٰ میرے اور تیرے سب دشمنوں کو بے حد
کرے جنہوں نے سرکشی کی یا سرکشی کے ارادے پر تا حنوز قائم ہیں۔
(اے زمانے کی نکوئی، اے وقت کی برکت، اے وجود کے ستھرے، اے سخاوت کے
اچھے، اے وہ جن کا چہرہ عمدہ باغ سے زیادہ تر و تازہ اور جن کا فیض تیز بارش سے زیادہ فیاض ہے،
اے بزرگ گرامی قدر، ستھرے کردار والے، موسلا دھار باران کرم، اے خبیثوں اور سرکشوں پر تباہیاں
ڈالنے والے، اے شریفوں اور معززوں کو عطائیں دینے والے، اے صالح افعال اور سچے
اقوال والے، اے صاحبِ فضل اور صاحبِ کمال۔ سننے والو! کیا تمہیں ان کا نام معلوم ہے
جن سے میں مخاطب ہوں۔ معلوم نہ ہو تو درج ذیل نظم کے ہر مصرعے کا پہلا حرف لے کر جوڑ لو
تو یہ حروف نور بیان کرنے والے کا نام ظاہر کر دیں گے (ص ال ح ک م ال: صالح کمال)۔

ترجمۂ نظم: ۱۔ پہلے اہلِ عرفان کے دل سنورتے ہیں پھر وہ دل ان کے تمام اعضاء کو سنوار کر اس ذات
کی عبادت پر لگا دیتے ہیں جو کثیر الفضل ہے۔
۲۔ اس پر تعجب نہیں کیونکہ بادشاہ کے اپنے احوال جب ستھرے ہو جائیں تو اس کے پورے
ملک کے احوال ستھرے ہو جاتے ہیں۔
۳۔ اس دنیا میں کئی علماء ایسے بھی ابھرے ہیں جو اونٹ کے بلبلانے کی سی آوازوں کے سوا
کچھ نہیں جانتے (ان کے پاس زبانی جمع خرچ کے سوا کچھ نہیں ہوتا)
۴۔ علم کم ہو گیا ہے اور دعویٰ علم دور تک پہنچ گیا ہے تو تجھ پر (اندریں حالات) ان کا دامن تھامنا
لازم ہے جو کمال کے صالح ہیں (صالح کمال کا)

مکہ والو! اے مبارک شہر کے باشندو! کیا تم نہیں جانتے میں نے کس کا نام لیا اور یہ

الخطاب لمن تمیّت الیس امامکم والقائد امامکم
علم العلماء الاعلام المشتهر کالرکن بالبلد الحرام
الیس هذا الابیض اقدم واسود مستلم الید کالرکن
الاسود سیّد مسوّد جیّد مجود الا فاعرفوا الحق من
الاباطیل ومیزوا الصدق من المخزعبیل فربّ
احمق سفیه یقال له فقیه فقیه ما فیه وربّ
شعب او شعیب من شعاب الضلال یدّعی جبل الفضائل
والافضال هذا وحب حبّی قد حبی قلبی قبل ان القاه
وحیّی محیاه لفضل طار الی الهند ریّاه فلما
تواجهنا توافقنا وتمادّ وتقابل تعاشقنا فانّ الارواح
جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف بل صار کنفس
واحدة وهو الذی نصرنی وودّنی قبل ان یلقانی فی
وبغیب رعانی وبعدُ ما رآنی وذلک انه محب السنن و
ناصر اربابها وذابّ الفتن وکاسر اصحابها جزاه
الله عنی وعن الدین کل خیر وحمی حماه
عن کل ضر وضیر ولقّاه سرورا ووقاه
شرورا آمین یا من کان عزیزا غفورا ،
ولقد طال بنا المجالس وحصل بها
الانس آنس فتذاکرنا العلوم
وتحادثنا الفهوم قرّت الاعیان
ووعت الاذان فوق ما کان فی تصور
الاذهان فلما زاد احدا منا طول الجلوس
الا لوعة فی القلوب وشوقا فی

گنگوہ کس کے لیے بڑھا۔ کیا وہ تمہارے امام، قائد، پیشرو نہیں۔ کیا وہ تمہارے بڑے بڑے علماء کے سردار نہیں۔ کیا وہ سرزمین حرم میں رکن اسود کی طرح مشہور نہیں۔ کیا وہ وہ نہیں جن کا رنگ گورا ہے، جو سب سے آگے ہو کر چلتے ہیں اور سب سے بزرگ و گرامی قدر جانے جاتے ہیں، جن کے ہاتھوں کو حجر اسود کی طرح چوما جاتا ہے جن کی بزرگی و شرافت سب کو مسلم ہے، جن کی عمدگی و خوب صورتی انتخاب فرمودہ ہے۔ سنتے ہو! حق کی شناخت کرو، لغویات سے بچے رہو، سچ کو جھوٹ سے اور حق کو باطل سے ممتاز رکھو، کیونکہ کچھ احمق و پاگل ایسے بھی ہیں جنہیں خواہ مخواہ فقیہ کہا جاتا ہے اور گمراہی و بے دینی کی کچھ وادیاں ایسی بھی ہیں جنہیں فضیلتوں و شرافتوں کے پہاڑ کہنے کی جسارت کی جاتی ہے (العیاذ باللہ) یہ لو۔

چونکہ پیارے ممدوح کے فضل و کمال کی فراوانی ہندوستان تک پرواز کر چکی تھی اس لیے ملاقات کرنے اور چہرے پر نگاہ پڑنے سے پہلے ہی ان کی محبت دل نشین ہو گئی تھی، پھر جب روبرو ہوتے تو عقاید میں موافق محبت میں صادق بلکہ ایک دوسرے کے جاں نثار ثابت ہوتے۔ کیونکہ (بمطابق حدیث مشکوٰۃ ص ۴۲۵) تمام روحیں عالم ارواح میں جمع کیے ہوئے لشکر کی طرح ہوتی ہیں جو عالم ارواح میں ایک دوسرے سے شناسا ہوئے، وہ یہاں آکر بھی آپس میں الفت کرتے ہیں بلکہ ایک جان کی مانند ہو جاتے ہیں (بنا بریں) حضرت صالح کمال نے ملاقات سے پہلے بھی میری مدد فرمائی اور دشمنوں کے شر سے بچایا، غیب ہونے کی صورت میں بھی میرے حال کی رعایت کی اور یہ سلسلہ ملاقات کے بعد بھی جاری رکھا۔ کیونکہ وہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی) سنتوں کے محب ہیں اور اہل سنت کے مددگار ہیں، فتنہائے بدعات کو دفع کرتے ہیں اور اور ان کے بانیوں وحامیوں کی کمریں توڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں میری طرف سے اور دین اسلام کی طرف سے ہر خیر کی جزا دے اور ان کی حمایت میں آنے والے تمام افراد کو ہر نقصان اور ہر تکلیف سے بچائے اور انہیں بوقت ملاقات ستر بخشے اور شر و فساد سے محفوظ رکھے۔ اے عزت والے بخشنے والے رب! یہ دعا قبول فرما۔ میری ان کی طویل مجلسیں منعقد ہوئیں جن سے طرفین مانوس ہوئے، ہم نے علمی مذاکرے کیے سوال کیے اور جواب دیے تو میری اور ان کی آنکھوں نے نیز میرے اور ان کے کانوں نے اس سے زیادہ دیکھا اور سنا جس کا ذہنوں میں تصور تھا تو ان لمبی مجلسوں نے ہمارے دلوں میں محبت کی سوزش اور جانوں میں

النفوس وانشأنی لسانی ما انشاہ جنانی

فیالیتها طالت وحسن مضی قضا

بان مدی وصل الحبیب قصیر

وکیف وذا نجل الکمال وانّنی

اخو النقص حظی فی الکمال یسیر

وارجو لقا دار الهنا وکأن قد

قد اسعد بختی ہاتف سیصیر

فیا من منّ بمنّہ علینا بهذا اللقیا کلما رویت
ظمینا فزدنا السقیا واجمع بیننا یا قریب المجیب علی
حوض الحبیب وفی دار التقریب صلی الله تعالی علیه وسلم
وعلی اٰله وصحبه وبارک وکرم سبحٰن الله مالی غبت
غبّ ان خاطبت ولذة الخطاب بغیة الاحباب نعم فیا
عالم العلام یا علامة یا من علمه علم غنی عن علامة
فعلام تطلب علام علامه رفعک الله کم تتواضع
هذا مسلک فانّما یتضوّع أمثل یوازیک بل هو
یدانیک فتسأل منه اجازة الحدیث وسائر مرویاتی
ومحویاتی من قدیم وحدیث نعم فهمت الامراد
اسمی رضا وصرت عینی فانت عین الرضا

وعین الرضا عن کل عیب کلیلة

فتحسب مثلی صالحا لکمال

ومالی صلاح للکمال کمالها

کمالا قذی فی صالح بن کمال

ولطالما تمنا ما سوّلت ؛ وفی نعم وبه

شوق کی لذت کے سوا کچھ نہ بڑھایا اور میری زبان نے وہ اشعار کہے جنھیں میرے دل نے انشا کیا۔

(ترجمہ اشعار) کاش کہ یہ علمی مجلسیں اور طویل ہوتیں لیکن کیا کریں۔ تقدیر کا فیصلہ ہے کہ محبوب کا وصل بہت جلد انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔

یہ تمنا کس طرح پوری ہو میرا ممدوح تو کمال کی نسل سے (ہونے کی وجہ سے کمال مجسم) ہے اور میں ناقص ہوں تو مجھے کمال سے تھوڑا حصہ ہی مل سکتا ہے۔

مگر دارا لہنا (جنت) میں ملنے کی امید اس قدر قوی ہے گویا اس کا وقوع ہوگیا تو یہ میری خوش بختی ہے جو عنقریب مجھے اس جانب بلائے گی۔ اے وہ ذات جس نے بسبب اپنے کرم کے ہم پر اس ملاقات کے ذریعے ایسا احسان فرمایا کہ ہم نے جب جب دیدار کا شربت پیا، پیاس بڑھی، تو اے قریب رہنے والے، اے دعاؤں کے سننے والے! ہماری اس سیرابی میں اضافہ فرما، اپنے محبوب (علیہ السلام) کے حوض پر بھی اور دار التقریب (جنت) میں بھی ہمیں جمع فرما (اللہ تعالیٰ آپ پر بھی اور آپ کی آل و اصحاب پر بھی درود و سلام، برکت اور کرم نازل فرمائے۔

سبحان اللہ! مجھے کیا ہوگیا کہ (حضرت صالح کمال سے) خطاب کرتے کرتے مخاطبت ترک کردی اور غیوبت اختیار کرلی، حالانکہ خطاب کی لذت دوستوں کو مرغوب ہوا کرتی ہے — تو ہاں اے عالموں کے عالم، اے علامہ، اے وہ جن کا علم اونچے پہاڑ کی طرح علامت سے مستغنی ہے آپ اپنے علامہ ہونے کی نشانی (سند) کیوں طلب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مزید رفعتیں بخشے۔ آپ کتنی تواضع کر رہے ہیں۔ یہ دیکھو آپ کے علم و فضل کی کستوری مہکتی اور پھیلتی جارہی ہے۔ کیا مجھ جیسا آپ کے برابر ہو سکتا ہے یا آپ کے قریب پہنچ سکتا ہے؛ کہ آپ مجھ سے حدیث شریف کی اور میری پرانی و نئی تمام مرویات و محویات کی اجازت طلب کریں۔ ہاں اصل بات معلوم ہوگئی کہ میرا نام "رضا" ہے اور آپ میری عین (آنکھ) کی مانند ہوجانے کی وجہ سے عین الرضا ہوئے۔

(ترجمہ اشعار) اور عین الرضا عیب نہیں دیکھ سکتی بنابریں آپ نے مجھے (عیب سے دور) کمال کا صالح سمجھ لیا۔ حالانکہ عین الرضا کی طرح مجھ میں کمال کی صلاحیت نہیں عین الرضا (عیب بینی سے) اس طرح پاک ہے جس طرح صالح بن کمال (عیبوں کے) خس و خاشاک سے میں عرصے تک ٹال مٹول کرتا اور نعم دبلی (ہوں

ایاما صرفت نعلمی بقصر ذراعی وقصور باعی و لحیائی من فضلک ان امدّ مجیزاً ابغا فضل مثلک و لکن کلما تلعثمت طال تقاضاک و مالی بد من طلب رضاک فالحقیر ماموروالمامور معذور و العذر مقبول عند الصدور و جهاک علی برکۃ اللہ وبرکۃ رسولہ)

وکتب لحضرۃ مولٰنا السید اسمٰعیل واجبہ الجمیل مکان العبارۃ الواقعۃ بین الہلالین من[۲۳] الی ھنا ھکذا

یا سلالۃ نسل اسمعیل یا خلیل الجلیل یا ابن الخلیل علیہما الصلاۃ والسلام بالتبجیل یا محمود فعال تجل عن شکری وطلعۃ آسمالھا اسمٰی اِسمٰاعیل بہا صبری یا منشیٔ خطب منابر الہمم بل حافظ کتب حرم الکرم الا یا سامعین ھل عرفتم الاسم وان لم تعرفوا فہذا نظم خذوا منہ روٴس الشطور تنبیٔ باسم مبین النور سہ

اللہ ارسل للخلال خلیلا

سد الخلال و لم یخل خلیلا

منحت بنوہ خلال خیر طبقۃ

من طبقۃ وتعم جیلاً جیلا

ہاں) میں دن گزارتا رہا کیونکہ میں اپنے بازوؤں کو چھوٹا اور ہاتھوں کے پھیلاؤ کو کوتاہ سمجھتا تھا اور آپ کی فضیلت کے پیشِ نظر شرم آتی تھی کہ ایسے فاضل کو سندِ حدیث دینے والوں میں شمار کیا جاؤں؛ لیکن میں نے جس قدر پس و پیش کی آپ کا تقاضا بڑھتا گیا۔ آخر مجھے آپ کی خوشنودی بھی مطلوب ہے اور چونکہ حقیر مامور ہے اور مامور معذور ہوتا ہے اور برگزیدہ لوگ عذر قبول کیا کرتے ہیں۔ اس لیے میں آپ کو اللہ و رسول (جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم) کی برکت پر اجازت دیتا ہوں، لیجئے۔)

صـ۱۹ سے یہاں تک دو ہلالوں کے درمیان والی عبارت کی بجائے حضرت مولانا سید اسمٰعیل اور ان کے برادرِ جمیل کے لیے یہ عبارت لکھی

اے حضرت اسمٰعیل کی اولاد کے خلاصہ، اے رب جلیل کے دوست، اے حضرت خلیل کے فرزند (علیہما الصلاۃ والسلام بالتبجیل)، اے ستھرے کردار والے جو اس سے برتر ہے کہ اس کا شکریہ ادا کرسکوں، اے چمکتے چہرے والے جس کا استعمال شدہ بوسیدہ لباس بابرکت و بلند رتبہ ہے اس کی وجہ سے قرار پاتا ہوں ورنہ بے صبری بڑھتی ہے! اے ان خطبوں کے انشاء کنندہ جو حوصلوں کے منبروں پر پڑھے جاتے ہیں بلکہ اے حرم محترم کے کتب خانہ کے نگران۔ سننے والو! ان کا نام جانتے ہو جن کا میں نے ذکر کیا؟ اگر معلوم نہیں تو درج ذیل نظم کے ہر مصرعے کا پہلا حرف لے کر جوڑ لو۔ وہ حروف نورِ ہدایت کے پھیلانے والے کا نام بتادیں گے۔

ترجمۂ نظم:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی حاجت برآری کے لیے اپنا خلیل (علیہ السلام) بھیجا، انہوں نے رستے بند کیے اور کسی محتاج کو اپنے کرم سے محروم نہ رکھا۔

۲۔ ان کی اولاد کو بھی بہترین خصلتیں عطا ہوئیں اور وہ خصلتیں ہر قبیلہ تک پہنچیں

يا عز بيت جاء فيه المصطفى
مصطفى الحق الجليل أثيلا
خلت القرون وما خلا ذا البيت من
لطف الاله ولن يرى تحويلا
يمن الخليل مع الحبيب توافقا
بيديه الرب الجليل جليلا

الا وهو الذی شد معتدی و مددی و نصر و ما
قصر و رد الفساد و سد فساد و بذ العدی وکل من
عدا ورد علیهم فاستدوا بردی آذنا بذوا الهدی
ونبذوا التقی ونهضوا بالهوی فهووا من غوی فی
هوة الهوان بما تدحوی ؛ و اتی ما اتی علی من
عتا و عشا و عصی و اراد تنقیص شان المصطفی صلی
الله تعالی علی مصطفاه و اله وصحبه ومن والاه والحمد
لله فقد رضاه و لئن احببته فالانسان عبد الاحسان
و قد فاذ فحاز حسن الخُلق والخَلق وهما ماهما
فی جلب قلب الخلق ولکن لا ادری لم احبنی و من
عنده ذنبی ما ذنبی ما فی شئ یوجب
ردا او یجلب نظرا او یسلب رداً وقد اعتللت من غرة
السنة الی شهر تام فاهتم لی حضل الاهتمام
فما مر یوم الا اتانی مع بعد منزله من مکانی
ولما خف المرض و تاهب للرحیل فما قدر
من نهار ان متا اتفق الاتیان فاشتقت
الیه اشتیاق

۳۔ کس قدر بزرگی والا ہے وہ گھرانہ جس میں محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ظہور ہوا۔ بڑی عزت تو مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے مخصوص ہے۔

۴۔ صدیاں گزر گئیں اس گھرانے پر ہمیشہ اللہ کا لطف و کرم رہا اور آئندہ بھی اس کی مہربانیاں ان سے نہ پھریں گی۔

۵۔ خلیل کی برکت حبیب کے ساتھ موافقت کیے ہوئے ہے تاکہ رب جلیل اسے ہمیشہ کے لیے بڑے مرتبے پر رکھے۔

سنتے ہو! یہ وہی ہیں جنہوں نے میرا بازو مضبوط کیا، قوت بڑھائی اور کمی ذکی، فساد کو رد کیا اور دوبارہ سر اٹھانے سے روکا تو سیادت میں سب پر غالب آئے۔ دشمنوں کو ہٹایا، سرکشوں کو متفرق کیا اور مخالفین کو ایسے جواب دیے کہ وہ تباہی کے خوف سے بھاگ نکلے۔ کیونکہ انہوں نے ہدایت کی مخالفت کی خوفِ خدا کو پس پشت ڈالا اور نفسانی خواہش سے مقابلہ کے لیے کھڑے ہوئے تھے، پھر کیا ہوا! تمام گمراہ اپنی جمع کی ہوئی سکیموں سمیت رسوائی کے گہرے کھڈ میں جا گرے اور ان پر ذلت کا وہ زبردست عذاب آیا جو آیا۔ یہ عذاب ہر اس شخص پر مسلط تھا جس نے سرکشی کی، فساد پھیلایا، نافرمانی کی اور مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان گھٹانے کا ارادہ کیا (اللہ تعالیٰ اپنے مصطفیٰ پر اور ان کی آل و اصحاب پر اور جملہ محبین پر رحمتیں نازل فرمائے اللہ تعالیٰ کے لیے اسی قدر تعریف ہے جسے وہ پسند فرمائے) اگر میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو اس کا سبب ظاہر ہے کیونکہ انسان نیکی (کرنے والے) کا غلام ہوتا ہے اور میرا ممدوح نیکی کرنے میں کامیاب ہوا بلکہ اس نے حسن خلق بھی اور حسنِ خُلق بھی دونوں خوبیاں حاصل کیں، اور یہ دو خوبیاں مخلوق کی دلکشی میں عجب کمال رکھتی ہیں۔ لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ مجھ سے کیوں محبت کرتے ہیں۔ انہوں نے از خود میری اس قدر کیوں حمایت فرمائی مجھ میں وہ کونسی خوبی ہے جو دوستی کی موجب نظر کی جالب اور ازالۂ اعتراضات (بدگو ہراں) کی باعث ہے۔ میں ابتداء سال پورا مہینہ بیمار رہا انہوں نے میری خاطر بڑا اہتمام فرمایا ہر روز تشریف لاتے باوجودیکہ ان کا دولت خانہ میری قیام گاہ سے دور تھا، اور جب مرض ہلکا ہوا اور بیماری کا عارضہ کوچ کرنے لگا تو دو دن نہ آتے اس پر میرے دل میں ان کی زیارت کا

الظمآن لماء بارد فی یوم صائف

فکتبت الیہ تحکیما یا معف

ھذان یومان ما فزنا بطلعتکم

ولو قدرنا جعلنا رأسنا قدما

قالوا اتا خلیل للعلیل شفا

الا تحبون ان تبرؤ الناسقما

عودتمونا طلوع الشمس کل ضحی

وھل سمعتم کریما یقطع الکرما

فعاد و عاد و جاد و اجاد حفظہ الجواد فی کل خلوۃ

وناد و لعمری ما دریت من امری ما یوجب ھذا الاکرام

والاحسان التام منہ ومن ابیہ النبیہ الشریف

الوجیہ السید الجلیل سیدنا ومولینا افندی

خلیل ادامہ اللہ تعالی بالتبجیل فمع عدم تعارف

سابق ولا فضل فی یلائم ویوافق قام لی قیام

اب رحیم وکیف لا واسمہ خلیل وھو من آل الخلیل

ابرھیم وما معنی ابرھیم الا الاب الرحیم ثم من

آل من ھو بالمؤمنین رؤف رحیم علیہ وعلی الخلیل

والھما افضل الصلاۃ واکمل التسلیم فلا اقسم برب

اکرم ھذا البیت الکریم وانہ لقسم لو تعلمون

عظیم انی آنست فیھما بوارق تبرق وشوارق تشرق

من لمعات اشعۃ شمس تجلت بعبق مشرق

افق شفق انک تحمل الکل وتکسب

معدوم وتعین علی نوائب الحق

شوق اس قدر غالب ہوا جیسے گرمیوں میں پیاسے کو ٹھنڈے پانی کی طلب ہوتی ہے تو میں نے انہیں متوجہ کرنے کے لیے تین اشعار لکھ بھیجے۔

(ترجمہ اشعار):

۱۔ ان دو دنوں میں آپ کے چمکتے چہرے کی زیارت نہ ہو سکی۔ اگر ہم قادر ہوتے تو سر کے بل چل کر خود پہنچتے۔

۲۔ کہتے ہیں مخلص دوست کی ملاقات سے بیمار تندرست ہو جاتا ہے۔ کیا آپ کو پسند نہیں کہ ہماری بیماری آپ کے ہاتھوں دور ہو۔

۳۔ ہر روز بوقتِ چاشت آفتابِ علم و عرفان کی زیارت کا آپ ہی نے عادی بنایا تھا۔ تو کیا آپ نے کسی کریم کی بابت سُنا ہے کہ اس نے سلسلۂ کرم منقطع کر دیا ہو۔

پھر کیا تھا، خط پڑھتے ہی تشریف لائے، عیادت فرمائی، کرم کیا اور خوب کیا (رب کریم تنہائیوں میں اور مجلسوں میں ان کی حفاظت فرماتے)۔ زندگی دھندہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ اس اکرام و احسان کا اصل سبب کیا ہے۔ یہ حسنِ سلوک نہ صرف انہوں نے کیا بلکہ ان کے ابا جان سیدنا و مولانا آفندی خلیل نے بھی ــــ جو شہرت، شرافت، وجاہت، سیادت، جلالت کے مالک ہیں (اللہ تعالیٰ موصوف کو عظمت و بزرگی کے ساتھ دوام بخشے) ــــ میرا ان سے کوئی سابق تعارف نہ تھا اور نہ ہی مجھ میں ان کے ذوق کے مطابق کوئی نمایاں خوبی تھی۔ بایں ہمہ وہ میرے لیے مہربان باپ کی طرح کھڑے ہو گئے۔ اسی طرح کیوں نہ کرتے ان کا نام خلیل ہے وہ حضرت خلیل ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد سے ہیں اور ابراہیم کے معنے "مہربان باپ" کے ہیں، پھر وہ ان کی آل سے ہیں جو مومنوں پر رؤف بھی ہیں اور رحیم بھی۔ (ان پر اور جناب خلیل پر اور دونوں کی آل پر افضل درود اور اکمل سلام اترے) ــــــــ قسم ہے اس رب کی جس نے کعبہ معظمہ کو عزت بخشی اگر تم جانو تو بے شک یہ قسم بڑی ہے، میں نے دونوں باپ بیٹا کی پیشانیوں میں (سعادت ابدی کی) ایسی روشنیاں چمکتی دیکھی ہیں جو اَتْلَقُ تَخْیِیْلُ اَنْکَیِّ وَتَکْیِیْبُ الْمَعْدُوْمِ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ کے افق کی خوشبوؤں میں طلوع ہونیوالے

جزاهما الله عنی وعن السنة کل خیر وفضل ونعمة ومنة وقاهما ما یکرهان فی کل حین وکل آن اسمع واستجب یا رحمن، آمین آمین یا حنان لوجهك الحمد وعلیك التکلان۔ فطلق فبث فبث ما خاطبت تلذة الخطاب بغیة الاحباب نعم فیا حبی وحبیبی وطبی وطبیبی ولبی ولبیبی یا قرة عینی وذرة زینی وتاج رأسی وبهجة نفسی سألتنی انت واخوك النجیب الحبیب النبیب اللبیب الاریب اخو الوفا والصدق والصفا السید مصطفی اعطاه الله من العلم والمنی والغنا والهنا فوق ما نتمنی اجازة الحدیث وسائر مرویاتی من قدیم وحدیث وما انا الا اذل الخلیقة مثل لاشیئ فی الحقیقة ولکن الکرام حسان الظنون ونحن الظن یعرف الصالحون وامرکما علی الرأس والعین لا اجد وجها للخلاف ولا یدین فها کما علی برکة الله وبرکة رسوله الخ وارسله علی ید بعض الاصدقاء لما توجه الی الحجة ۱۷ شوال ستہ ۱۳۲۶ الف وثلثمائة وست وعشرین رجاء الوصول علی حسب المامول والحمد لله رب العلمین

وکتب لحضرة السید مامون البری المدنی هکذا

یا مامون السریرة مصون السیرة غرس دوح الشرف والسیادة عرف روح الظرف والسعادة العالم الاجل الکامل الابجل مورد الفضل السنی والفیض الهنی والقلب الغنی حضرة سیدی السید مامون البری المدنی

آفتاب کی کرنوں سے پیدا ہوئی ہیں۔ واللہ تعالیٰ دونوں کو میری طرف سے اور تمام اہلسنت کی طرف سے جزائے خیر دے اور فضل و نعمت دنیوی بخشے اور دونوں کو ہر آن مکروہات سے بچائے اے رحمٰن! سن اور قبول فرما۔ آمین آمین۔ اے حنّان! تیری ذات کو حمد ہے اور تجھی پہ بھروسہ ہے) مجھے کیا ہوگیا، میں نے ممدوح سے مخاطب ہونے کے بعد ان کا ذکر الفاظ غیب سے کیوں شروع کردیا۔ حالانکہ خطاب کی لذت تو اہلِ محبت کو مرغوب ہوا کرتی ہے۔ ہاں تو اے میرے پیارے، میرے حبیب، میری مراد، میرے طبیب، میری عقل، میرے ہوشمند، اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک، میری زیبائش کے موتی، میرے سر کے تاج، میری جان کی رونق! آپ نے اور آپ کے بھائی سید مصطفیٰ نے جو نجابت و شرافت کے حسب و نسب کے عقل اور دانائی کے مالک اور وفاداری، صدق شعاری، صفا پسندی سے موصوف ہیں (اللہ تعالیٰ انہیں دولتِ علم سے آرزوؤں کے پورا ہونے سے خوشگوار دولتمندی سے ہماری تمنا سے زیادہ مرحمت فرمائے)۔ (آپ دونوں) نے مجھ سے حدیث کی اور نیز دیگر جملہ مرویات کی اجازت طلب کی ہے حالانکہ میں خود کو مخلوق میں ادنیٰ سمجھتا ہوں بلکہ محض لاشئ جانتا ہوں مگر آپ جیسے اہلِ کرم اچھے گمان کرتے ہیں اور اچھے گمانوں سے ہی نیک لوگ پہچانے جاتے ہیں اور چونکہ آپ کا حکم میرے سر اور آنکھوں پر ہے، نہ اس سے منہ پھیر سکتا ہوں نہ ہاتھ روک سکتا ہوں لہٰذا آپ دونوں کو اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) کی برکت پر اجازت دیتا ہوں، لیجئے ـــــ یہ سندِ اجازت بتاریخ ۱۰ شوال ۱۳۲۶ھ بعض مخلصوں کے ہاتھ روانہ فرمائی جبکہ وہ حج کے لیے روانہ ہوئے اور اس کی وصولی کی اطلاع بھی حسبِ منشا آگئی۔ الحمد للہ رب العٰلمین۔

اور حضرت سید مامون البری المدنی کے لیے سندِ اجازت اس طرح لکھی

اے پاک باطن، پاک سیرت، شرافت و سیادت کے شجرِ عظیم، دانائی و سعادت کی خوشبوئے دلنشیں، جلیل القدر، عظیم المرتبت، باکمال عالمِ دین، بلند فضیلت والے، مبارک نیتی والے، غنی دل والے حضرت سیدی السید مامون البری المدنی (اللہ تعالیٰ

جعلك الله مامن الدين مامون اليقين امان الطالبين سالتني بحسن ظنك بل لطيف منك اجازة الحديث وسائر مروياتي من قديم وحديث وما انا في عير العلم ولا نفير الفنون نكن الكرام حسان الظنون فهاك على بركة الله تعالى وبركة رسوله وارسله على يد بعض العلماء من اهل فنجاب حين توجه الى لثم تلك الاعتاب الليالي الخلون من شوال السنة المذكورة فان وصل والا فسيرسل المطبوعة المنظورة

وكتب لعلماء عشرة كرام بررة من مكة المطهرة

مولانا السيد ابي حسين المرزوقي امين الفتوى ومكين التقوى وجنة الزمان مولانا الشيخ اسعد الدهان واخيه النبيه الشيخ عبد الرحمن والفاضل العلامة حضرة الشيخ عابد بن حسين مفتي المالكية واخيه مولينا الشيخ علي بن حسين ذي القريحة الزكية وابن اخيهما الشيخ جمال بن محمد الامير ومولنا الشيخ عبد الله ابن الجهبذ الكبير والعلم الشهير ابي الخير الكثير والسيد الجليل المرداد مولنا الشيخ عبد الله دحلان والشيخ المنيح مولنا بكر رفيع ومولنا الشيخ حسن العجمي حفظهم الله جميعا بلطفه السمي

آپ کو دین کے لیے جائے پناہ یقین کے لیے حفاظت گاہ دین کے طالبوں کے لیے امن گاہ بنائے)
آپ نے اچھا گمان رکھنے بلکہ بھلائی کا ارادہ فرمانے کی بنا پر مجھ سے حدیث شریف کی اور میری نئی و
پرانی تمام مرویات کی اجازت طلب کی ہے حالانکہ میں قافلۂ علم اور گروہ فنون میں خود کو شمار نہیں کرتا
لیکن چونکہ اہلِ کرم اچھے گمان رکھا کرتے ہیں اس لیے آپ کو اللہ و رسول (عزّ جلالہ و صلی اللہ
علیہ وسلم) کی برکت پر اجازت دیتا ہوں، لیجئے۔

یہ سندِ اجازت بعض علماء پنجاب کے ہاتھ شوال ۱۳۲۶ھ کی ابتدائی تاریخوں
میں روانہ فرمائی جبکہ وہ ان مقدس چوکھٹوں کو چومنے کی خاطر متوجہ ہوئے اگر پہنچ گئی
تو بہتر ورنہ دوبارہ مطبوعہ نظرثانی شدہ بھیجی جائے گی۔

مکہ پاک کے درج ذیل دس نیک علماء کرام

۱۔ مولانا سید ابوحسین المرزوقی جو فتوٰی دینے میں امین اور تقوٰی اختیار کرنے میں پختہ ہیں۔

۲۔ اور حضرت مولانا اسعد الدہان جنہیں زمانے کی نکوئی حاصل ہے۔

۳۔ اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جو نہایت سمجھدار ہیں اور اسعد الدہان کے بھائی ہیں۔

۴۔ اور حضرت الشیخ عابد بن حسین جو فاضل علامہ ہیں اور مالکی فقہ کے مفتی۔

۵۔ اور حضرت مولانا علی بن حسین جو شیخ عابد کے بھائی ہیں اور طبعاً تیز فہم ہیں۔

۶۔ اور شیخ جمال بن محمد الامیر جو ان دونوں کے برادرزادہ ہیں۔

۷۔ اور بہت بڑے نقاد علم میں مشہور اور مضبوط مولانا ابوالخیر صاحب خیر کثیر کے فرزند مولانا
الشیخ عبداللہ۔

۸۔ اور حضرت مولانا عبداللہ دحلان جو سید ہیں اور جلیل الشان۔

۹۔ اور مولانا بکر رفیع جو علم و عمل میں مضبوط ہیں۔

۱۰۔ اور حضرت مولانا حسن العجمی

(واللہ تعالٰی ان سب پر اپنا لطف عظیم مجید فرمائے)

(ان دسوں) کے لیے وہ عمدہ اوصاف مع ان کے ستھرے اعلٰی اور اصل ناموں کے

ما سیاتی فی النسخة الرابعة من الاوصاف الائمة مع
اسمائهم الجمیلة الجلیلة النصاب بیدان الکلام
ههنا محول من الغیبة الی الخطاب

وکتب لفلذة کبد المدینة المنورة

مولنا السید محمد سعید شیخ الدلائل من
العترة الطاهرة اتینا مثل ما یجیء مع اسمه المضیٔ

وکتب لذی الفضل السنی مولنا الشیخ عمر المحرسی المدنی

ایها الفاضل الکامل حسن الشمائل غصن دوح الفضائل
الطیب الزکی الفطن الذکی مولنا الشیخ عمر بن حمدان
المحرسی المالکی حرسه مالکه بالفیض الملکی ویرتل ان ثناء العلی
الاکبر لهؤلاء العلماء الاثنی عشر بعد الطبع لعموم النفع

والکتابة الجدیدة فی تاریخ سنة ۱۳ھ
واخر کل

سألتنی اجازة الحدیث وسائر مرویاتی من القدیم والحدیث وما انا اهلا
لذلک ولا من فرسان تلک المعارک ولکن حسن ظن منک وحسن الظن احسن
المسالک وبه یدرک اعلی المدارک فهاک

ثم اتفقت العبارات

علی برکة الله وبرکة رسوله واحمد رضاه وکمال قبوله اولاً اجازة جمیع ما اثرته
اوجنه علی اساتذتی وبهذا الوجه الاعلی صحت لی عنهم روایتی من القرآن العظیم
واحادیث النبی الکریم علیه وعلی اله افضل الصلاة والتسلیم وکتب الحدیث
من صحاح وسنن ومسانید وجوامع ومعاجیم واجزاء وکتب حموله
علی مسلک المحدثین وطریقة ائمتنا المحققین

تحریر فرمائے جونسخہ رابعہ میں آرہے ہیں۔ مگر یہاں غیب سے خطاب کی طرف کلام کا رُخ پھیرا گیا ہے۔
اور مدینہ منورہ کے جگر گوشہ مولانا السید محمد سعید (جو شیخ الدلائل ہیں اور اہل بیت اطہار سے
ہیں) کے لیے بھی وہ اوصاف لکھے جو ان کے روشن نام کے ساتھ مذکور ہوں گے۔
اور حضرت مولانا عمر الحرسی المدنی (جو فضیلت والے ہیں) کے لیے اس طرح تحریر فرمایا:
اے فاضل کامل، اچھی خصلتوں والے، شجرۂ فضیلت کی شاخ۔ پاک، صاف، دانا، تیز فہم
مولانا عمر بن حمدان الحرسی (مالک الملک کی فیض کے ساتھ ان کی حفاظت فرمائے)۔ ———
(بلندی والے رب نے چاہا تو عموم نفع کی غرض سے ان بارہ علماء کے پاس بعد از طبع سند
اجازت بھیجی جائے گی اور کتابت جدیدہ کی تاریخ یہ ہے ۱۲ھ)

سب کے آخر میں یہ الفاظ لکھے ہیں

آپ نے مجھ سے حدیث کی اور میری نئی وپرانی مرویات کی اجازت طلب کی ہے حالانکہ
میں (بخیال خود) اس کی اہلیت نہیں رکھتا اور نہ ہی ان معرکوں کا شہسوار ہوں لیکن آپ نے
میری بابت اچھا گمان کیا ہے اور (مومن کے متعلق) اچھا گمان بہترین طریقہ ہے اس کے
ذریعہ اعلیٰ مدارک حاصل ہوتے ہیں۔

ازاں بعد سب کی عبارتیں متفق ہیں

تو اللہ و رسول (جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم) کی برکت پر اجازت لیجئے۔ میں آپ کو
اللہ کی رضا کی اور اس کے کمال قبول کی حمد کرتے ہوئے:
اولاً: ان تمام علوم کی اجازت دیتا ہوں جنہیں میں نے اساتذہ کرام پر پڑھا ——— اور
اس اعلیٰ وجہ کی بنا پر میرے لیے اساتذہ سے قرآن عظیم کی روایت اور نبی کریم (علیہ
وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم) کی احادیث کی روایت صحیح اور ثابت ہے اور کتب
حدیث کی ان تمام قسموں کی بھی جنہیں صحاح، سنن، مسانید، جوامع معاجیم اجزاء کہا جاتا ہے
——— نیز مسلک محدثین کے مطابق اور ہمارے جلیل القدر اماموں کے روشن طریقہ کے

الاجلاء الغراء البیضاء والفقہ الحنفی الحنفی الوفی الصافی الصفی
المنتھی سندہ الی امام الائمۃ کاشف الغمۃ سراج
الامۃ مالک الازمۃ شافعی وشافع مقلدیہ بنص احمد
من عرفاء اللہ وواجدیہ من اصلہ ثابت وفرعہ نابت وفضلہ ثابت،
سیدنا الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمن بن ثابت عن الامام
حماد بن سلیمن عن الامام ابرھیم النخعی احد الدسان عن
بحری العلوم والمکرمۃ سیدینا اسود وعلقمۃ
عن کنیف ملئ علما وعدمن اھل بیت الرسالۃ
العظمی من رضی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
لامتہ مارضی وکرہ لامتہ ماکرہ لھا ھذا الرضی
وھو سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی عنہ وعنھم
الکریم الودود عن سید المرسلین شارع الشرع
المبین مفیض الاحکام علی ائمۃ الدین بما نا سبھم ومن
لھم من المقلدین صلی اللہ تعالی علیہ وعلیھم اجمعین عن امین الوحی
جبریل علیہ الصلاۃ بالتبجیل عن الملک الجلیل العزیز الجمیل جل
جلالہ وعم نوالہ وکتب الفقہ من کل مذھب واصول الفقہ والجدل
المھذب والتفسیر والعقائد والکلام المحدث للرد والتفریح والنحو
والصرف والمعانی والبیان والبدیع والمنطق والمناظرۃ و
الفلسفۃ المدلسۃ والتکسیر والھیأۃ والحساب والھندسۃ
فھذہ احد وعشرون علما ۔ اخذت جلھا بل کلھا من
امام العلما خاتمۃ المحققین سیدنا الوالد قدس
سرہ الماجد وسائر المشایخ شرفوا بنعمۃ الاجازۃ
فلنعم المجیزون ولنعمت الاجازۃ

مرا فق حنفی اصولِ حدیث کی کتابیں ہیں ان کی روایت بھی میرے لیے صحیح اور ثابت ہے۔ —— اور فقہ حنفی کی روایت بھی —— یہ فقہ پیاری بھی ہے اور پوری بھی، صاف ستھری بھی ہے اور فقہوں میں چنی ہوئی بھی۔ اس کی سند اماموں اماموں کے کاشف اُمت کے چراغ ازمنہ تحقیق کے مالک سیدنا احمد کی تصریح کے مطابق میری اور اپنے جملہ مقلدین کی شفاعت فرمانے والے، اللہ کے عارف اور اس کی بارگاہ کے مقرب، جن کے علم و عمل کی اور فضل و کمال کی جڑ قائم ہے اور اس کی شاخیں اُگتی اور پھیلتی رہتی ہیں یعنی سیدنا الامام الاعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تک پہنچتی ہے —— پھر آپ امام حماد بن سلیمان سے روایت کرتے ہیں —— وہ یکتائے زمان امام ابراہیم النخعی سے —— وہ علم و سخا کے دو دریاؤں یعنی سیدنا اسود اور سیدنا علقمہ سے —— وہ ان سے جو علم سے بھری ہوئی گٹھڑی ہیں اور رسالت عظمٰی کے اہل بیت میں شمار کیے گئے ہیں جن کی پسند و ناپسند کو رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنی امت کے لیے پسند و ناپسند قرار دیا یعنی سیدنا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ وعنہم الکریم الودود) —— وہ ان سے جو رسولوں کے سردار اور شرع مبین کے بانی ہیں اور ائمہ دین پر ان کی شان کے لائق اور ان کے مقلدین پر احکام شرعیہ کا افاضہ فرماتے رہتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین) —— آپ وحی کے امین حضرت جبریل سے (علیہ الصلوٰۃ بالتبجیل) —— آپ اللہ تعالیٰ سے جو جلال، عزت اور جمال کا بادشاہ ہے (جل جلالہ وعم نوالہ)، علم قرآن[1]، علم حدیث[2]، اصول حدیث[3]، فقہ حنفی[4] کی طرح درج ذیل علوم کی روایت بھی میرے لیے صحیح اور ثابت ہے: کتب فقہ جملہ مذاہب[5]، اصول فقہ[6]، جدل مہذب[7]، علم تفسیر[8]، علم العقاید والکلام[9] (جو مذاہب باطلہ کے رد و ابطال کے لیے ایجاد ہوا)، علم نحو[10]، علم صرف[11]، علم معانی[12]، علم بیان[13]، علم بدیع[14]، علم منطق[15]، علم مناظرہ[16]، علم فلسفہ مدلسہ[17]، علم تکسیر[18]، علم ہیئت[19]، علم حساب[20]، علم ہندسہ[21]۔ یہ اکیس علوم ہیں جنہیں میں نے اپنے والد قدس سرہ الماجد سے حاصل کیا (جو علماء کے امام اور محققین کے خاتم ہیں) اور باقی مشائخ نے بھی نعمت اجازت بخشی۔ تو کتنے اچھے ہیں اجازت دینے والے اور کتنی عمدہ ہے ان کی دی ہوئی اجازت۔

وثانیا اجازة ما لی اجازته من الجهابذة مما لم اقرأه
اصلا علی الاساتذة لکن ترجیحی فیه لاتخذه
یکون ما تعلمت مغنیا عن تعلمه اوبجری العادة
مغنیا فی تفهمه حتی التصوف اعنی فقد رما الیه
سبیل التعرف بالتعلم الظاهر وامعان النظر
وحسن التدبر وانعام الفکر والا فمعناه طور وراء
العقول لا طریق الیه قبل الوصول رزقنا المولی
حظا وافرا منه بجاه الرسول علیه وعلی اله
الصلاة والسلام المقبول آمین وتلک العلوم عشرة
کاملة القراءة والتجوید والتصوف والسلوک والاخلاق
واسماء الرجال والسیر والتواریخ واللغة والادب بفنونه
علی الاطلاق فاجزت لکم بقسمی هذه العلوم
الجلائل بتمافیها من المتون والشروح والحواشی
والرسائل للعلماء المتقدمین والمتاخرین
من کل ما ارویه من مشایخی الاکرمین لحضرة
مولائی ومرشدی وسیدی وسندی
وکنزی وذخری لیومی
وغدی مجمع الطریقین
ومرجع الفریقین من العلماء والعرفاء
الاطهر املحق
الاصاغر
بالاکابر سیدنا الشاه
ال الرسول الاحمدی

ثانیاً: (آپ کو) ان علموں کی بھی اجازت دیتا ہوں جنہیں میں نے اساتذہ سے بالکل نہیں پڑھا پر نقاد علماء کرام سے مجھے ان کی اجازت حاصل ہے۔ (بفضلہ تعالیٰ) میری طبیعت پڑھے ہوئے علموں کی پناہ میں آنے کی وجہ سے غلطیوں کے حملوں سے محفوظ ہے میں نے جتنا پڑھا ہے اس نے مجھے ان علموں کے پڑھنے سے مستغنی کر دیا ہے یا حسبِ عادت ان کی صحیح سمجھ حاصل کرنے میں پوری پوری کفائت کی ہے۔ یہاں تک کہ علم تصوف، کہ اس کی انتہائی حد اگرچہ احاطۂ عقل میں آنے سے وراء ہے اور واصل الی اللہ ہونے کے بغیر وہاں تک نہیں پہنچا جا سکتا لیکن تعلّم ظاہری کی بدولت یا نظر و فکر میں کوشش کرنے کے سبب یا حسن تدبر اور صحیح سوچ بچار کے ذریعہ جتنا تصوف حاصل ہو سکتا ہے اتنا حاصل ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے رسول مقبول (علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام) کے طفیل اس کا وافر حصہ ہم کو مرحمت فرمائے، آمین ——— اور وہ پورے دس علم ہیں:

۱۔ قرأت	۲۔ تجوید
۳۔ تصوف	۴۔ سلوک
۵۔ اخلاق	۶۔ اسماء الرجال
۷۔ سیر	۸۔ تواریخ
۹۔ لغت	۱۰۔ ادب مع جملہ فنون

تو میں آپ سب کو ان علوم جلیلہ کی دونوں قسموں کی اجازت دیتا ہوں ——— ان علوم میں جتنے "متن"، جتنی "شرحیں"، جتنے "حواشی" اور جتنے رسائل علماء متقدمین اور متاخرین نے تصنیف کیے ہیں ان سب کی اجازت ہے ——— میں ان سب کی اپنے ان مشائخ کرام سے روایت کرتا ہوں:

۱۔ مثلاً میں اپنے مولیٰ، اپنے مرشد، اپنے سردار، اپنے سہارا، اپنے خزانہ، دنیا و آخرت میں اپنے ذخیرہ سے راوی ہوں جو شریعت و طریقت کے جامع اور پاک لوگوں کی دونوں جماعتوں یعنی عالموں و عارفوں کے مرجع ہیں جن کی توجہ اصاغر کو اکابر بنا دیتی ہے یعنی سیدنا الشاہ آل الرسول الاحمدی (اللہ تعالیٰ انہیں

رضی اللہ تعالی عنه بالرضی السرمدی عن شیوخ اجلاء
منهم الشاہ عبدالعزیز الدهلوی عن ابیه الشاہ
ولی اللہ المحدث المکثر القوی وکحضرة اجلی و
نعمة ربی وولی نعمتی وما لک رقی ورقبتی ختام المحققین
وامام المدققین حامی السنن ماحی الفتن ذی التصانیف
الباهرة والحجة القاهرة والمحجة الظاهرة سیدنا
المولوی محمد نقی علی خان القادری البرکاتی
البریلوی قدس سره القوی عن ابیه الکریم العارف
باللہ ذی الفضائل والجاہ سیدنا المولوی محمد
رضا علی خان قدس اللہ سره ومثواه عن المولی
خلیل الرحمن المحمد آبادی عن الفاضل محمد اعلم
السندیلی عن ملک العلماء بحر العلوم ابی العیاش
محمد عبد العلی اللکنوی وکشیخ العلماء بالبلد
الامین الامام المحدث الفقیه الرزین المولی السید
احمد بن زینی بن دحلان المکی قدس سره
الملعی عن الشیخ عثمن الدمیاطی وغیره من
الفائقین المحاطی وکالمولی الاجل الفقیه الابجل
درة التاج وبدر السراج مفتی الحنفیه بمکة المحمیه
سیدنا الشیخ عبد الرحمن السراج ابن المفتی الاجل
عبد اللہ السراج الوهاج عن جمیل الاتصاف بجمال
الاوصاف مولنا جمال بن عبد اللہ بن عمر المکی
مفتی الاحناف وکالشیخ المبارک الصالح السید
حسین بن صالح جمل خلیل المکی کلاهما عن شیخ المحدث الرحلة عابد السندی المدنی

دائمی رضا بخشے) ـــــ وہ اپنے جلیل القدر مشائخ سے روایت کرتے ہیں جن میں عبدالعزیز صاحب الدہلوی بھی ہیں۔ وہ اپنے والد الشاہ ولی اللہ سے جو کثیر العلم قوی الفہم محدث ہیں۔

۲۔ اور مثلاً میں اپنے والد ماجد سے راوی ہوں جو میرے لیے رب تعالیٰ کی رحمت ہیں اور میری نعمت کے والی، میری ذات اور گردن کے مالک، محققین کے خاتم اور مدققین کے پیشوا، سنتوں کے حامی اور فتنوں کے ماحی، عمدہ تصانیف، غالب حجۃ اور روشن طریق والے ہیں یعنی سیدنا مولانا محمد نقی علی خان القادری البرکاتی البریلوی (قدس سرہ القوی) ـــــ وہ اپنے کریم باپ، عارف ربانی، صاحب فضیلت و وجاہت سیدنا المولوی محمد رضا علی خاں (قدس اللہ سرہ و مثواہ) سے ـــــ وہ مولانا خلیل الرحمٰن محمد آبادی سے ـــــ وہ الفاضل محمد السندیلی سے ـــــ وہ عالموں کے بادشاہ، علموں کے سمندر ابوالعیاش محمد عبدالعلی لکھنوی سے۔

۳۔ اور مثلاً میں امن والے شہر مکہ مکرمہ کے شیخ العلماء، محدث، پختہ رائے والے فقیہ، مولانا سید احمد بن زین بن دحلان المکی (قدس سرہ الملکی) سے راوی ہوں ـــــ وہ شیخ عثمان الدمیاطی وغیرہ سے جو عطائے کثیر والوں پر فوقیت رکھتے ہیں۔

۴۔ اور مثلاً میں جلیل القدر مولا، عظیم الشان فقیہ، "تاج علم کے گوہر کبیر، شب وجود میں بدر منیر"، مکہ معظمہ میں احناف کے مفتی سیدنا الشیخ عبدالرحمٰن السراج سے راوی ہوں جو مفتی اجل عبداللہ السراج الوہاج کے صاحبزادے ہیں ـــــ وہ اوصاف جلیلہ سے اچھی طرح موصوف ہونے والے مولانا جمال بن عبداللہ بن عمر المکی مفتی الاحناف سے۔

۵۔ اور مثلاً میں صاحب برکت صاحب صلاح حضرت سید حسین بن صالح جمل اللیل المکی سے راوی ہوں ـــــ یہ دونوں الشیخ عابد السندی المدنی سے جو ایسے محدث گزرتے ہیں کہ مستفیدین دُور دُور سے چل کر ان کے پاس آتے تھے

وکحفید مرشدی وصاحب سجادتہ ووارث علمہ وسیادتہ وسعادتہ السید الشاہ ابی الحسین احمد النوری نورنا اللہ بنورہ المعنوی والصوری وغیرہم رحمہم اللہ الجمیع کل مساء وصبیح آمین وثالثاً اجازۃ جمیع علوم ما اخذتہا من احد اصلا لاقراءۃ ولاسماعاً ولامذاکرۃ بہا تستفاد ولاکان فیہا قراءات غنی عنہا او لہا اعداد ولاجرت العادۃ اصلا فی الاقران والانداد ان یحصلوا ہذہ العلوم من دون تعلیم ولاارشاد وانما تفضل القدیر علی ہذا العاجز الفقیر ان حللتہا بمحض نظری فی کتبہا واعمال فکری من دون استناد ما الی احد غیری فکان ابو عذرتہا واول داخل فی حجرتہا وہذہ اربعۃ عشر علما الارثماطیقی والجبر والمقابلۃ والحساب الستینی واللوغارثمات وعلم التوقیت والمناظر والمرایا وعلم الاکر والزیجات والمثلث الکروی والمثلث المسطح والہیأۃ الجدیدۃ والمربعات ونبذ من علمی الجفر والزائرجہ مما للذہن الیہ سبیل ولو بالمعالجہ فان ما ابرز من الصدر درآ فی السطور ولو باجزاء یجاز اذا غمض الغائر یمکن کشفہ ولو بالتدبر وامعان التفکر

۶۔ اور مثلاً میں اپنے مرشد پاک کے پوتے، ان کے سجادہ نشین، ان کے علم کے نیز انکی سیادت اور سعادت کے وارث الشاہ سید ابوالحسین احمد النوری سے راوی ہوں۔
(واللہ تعالیٰ ان کے نور معنوی اور صوری سے ہمیں منور فرماتے)
ان کے علاوہ دیگر مشایخ کرام سے بھی راوی ہوں۔ واللہ تعالیٰ ان سب پر صبح و شام رحمتیں نازل فرمائے۔

ثانیاً، ان علوں کی بھی اجازت دیتا ہوں جنہیں میں نے کسی افادہ بخش استاذ سے حاصل نہیں کیا نہ پڑھ کر نہ سُن کر نہ باہمی گفت گو سے اور حاصل کردہ علوم ان علموں کی تحصیل سے نہ مستغنی کر سکتے ہیں نہ ان کی استعداد دے سکتے ہیں اور مجھ جیسے ہزمان ایسے علموں کو تعلیم و تعلم کے بغیر حاصل کرنے کے عادی بھی نہیں مگر اس عاجز فقیر پر رب قدیر نے ایسا فضل فرمایا کہ میں نے انہیں محض کتب بینی سے اور نظر و فکر کے استعمال سے حل کر لیا کسی پر اعتماد کر کے اس کے حضور زانوے تلمذ تہ کرنے کی ضرورت نہ پڑی گویا اپنے اقران میں ان علوم کا موجد ہوں اور ان کی گود میں مجھ ہی کو بیٹھنا نصیب ہوا ہے۔ یہ علوم تعداد میں چودہ[۱۴] ہیں:

۱۔ ارثماطیقی
۲۔ جبر و مقابلہ
۳۔ حساب سینی
۴۔ لوغارثمات
۵۔ علم التوقیت
۶۔ مناظر و مرایا
۷۔ علم الاکر
۸۔ زیجات
۹۔ مثلث کروی
۱۰۔ مثلث مسطح
۱۱۔ ہیئاۃ جدیدہ
۱۲۔ مربعات
۱۳۔ جفر
۱۴۔ حصہ زائرجہ

یہ چودہ علوم ایسے ہیں کہ ان تک بذریعہ کوشش ذہن کی رسائی ہو سکتی ہے کیونکہ جو علم سینوں سے تحریر کی جانب منتقل کیا جاتے اگرچہ اس کی تحریر میں انتہائی اختصار اور حد درجہ کی پیچیدگی اختیار کی گئی ہو تو وہ تدبر اور گہرے تفکر کے ذریعہ معلوم و مکشوف ہو سکتا ہے

اما ما لم یذکر اصلا او بقی فی الصدر ولم یؤد
الیہ فی ورد ولا صدر فکیف ینبش ما فی القبور
وہل من سبیل الی ذات الصدور ولقد صدقوا
ان صدور الاحرار قبور الاسرار جعلنا اللہ منہم
بالحبیب المختار علیہ الصلاۃ والسلام الدائم
المدرار فالی ہہنا جاءت العلوم خمسۃ
واربعین سبحنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک
انت العلیم الحکیم المبین المحیین ولی فی کلہا
او جلہا تحریرات وتعلیقات من زمن طلبی الی ہذا
الحین فانی قلما قرءت کتابا او طالعت وکان
فی سلکی حین اطلعت الا ولی علیہ بعض الحواشی
اما بالاعتراض او برفع الغواشی واکثر ذلک علی
مسلم الثبوت فی اصول الحنفی و النصف الاول من صحیح البخاری
وعلی صحیح مسلم وجامع الترمذی وشرح الرسالۃ القطبیۃ للسید
الزاہد الہروی وحاشیۃ علی الامور العامۃ من شرح المواقف للجرجانی
والشمس البازغۃ للجونفوری وصل ذلک زمن طلبی حین مطالعتہا الاجل
سبقی وعلی التیسیر شرح الجامع الصغیر للمناوی وشرح ملخص
الہیأۃ للچغمینی و نصف شرح تشریح الافلاک للاصلی وثلث مقالات
من تحریر اقلیدس للطوسی والزیج الاجد ورد المحتار للعلامۃ الشامی
وآخر الکل احتز نحو ارجوان لو جردت تعلیقاتی من ہوامشہ لجئت مجلدا
او اکثر مع ان فیہا ما ہی ایماءات وحوالات علی اسفاری او علی فتاوای وتحریراتی الاخر
بید انی منذ فرغت من الدرس وعدّ اسمی فی المحصلین وذلک لنصف شعبان سنۃ ۱۲۸۶ الف
ومائتین وست وثمانین وانا اذ ذاک ابن ثلثۃ عشر عاما وعشرۃ اشہر وخمسۃ ایام ودفعنا
وتاریخ فرضت علی الافتاء وتوجہت الی الاحکام وحججت للفال بحمد ذی الجلال

ہاں وہ علم جسے نہ زبان سے بیان کیا جائے نہ قلم سے ——— اور جُوں کا توں سینے میں محفوظ رکھا جاتے اور اس کی طرف کسی کلام میں خفیف سا اشارہ بھی نہ ہو، اس کا معلوم کرنا بڑا دشوار ہے کیونکہ مافی القبور کو کریدا نہیں جا سکتا اور ما فی الصدور کی جانب رسائی نہیں ہو سکتی۔ بزرگوں نے سچ فرمایا کہ احرار کے سینے اسرار کی قبریں ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ ہم کو اصحاب اسرار کے زمرے میں داخل فرماتے بطفیل حبیب مختار (آپ پر مسلسل اور لگاتار درود وسلام نازل ہو)۔ تو یہاں تک پینتالیس علوم ہُوئے۔ اے اللہ! پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے سکھایا، بیشک تُو ہی علم و حکمت والا ظاہر کرنے اور مدد فرمانے والا ہے، اور میں نے ان جملہ علوم کی بڑی بڑی کتابوں پر حواشی بھی لکھے ہیں حاشیہ نویسی کا سلسلہ زمانۂ طالب علمی سے اب تک جاری ہے کیونکہ اس وقت میرا یہ دستور رہا کہ جب کوئی کتاب پڑھی اگر وہ میری ملک میں ہے تو اس پر حواشی لکھ دیے اگر اعتراض ہو سکتا ہے تو اعتراض لکھ دیا اور اگر مضمون پیچیدہ ہے تو اس کی پیچیدگی دُور کر دی ——— حنفی اصول فقہ کی کتاب مسلم الثبوت پر صحیح بخاری کے نصف اول پر صحیح مسلم اور جامع ترمذی پر شرح رسالۂ قطبیہ پر حاشیہ امور عامہ پر اور شمس بازغہ پر اکثر حواشی اس وقت لکھے جبکہ طلب علم کے زمانہ میں اپنے سبق کے لیے مطالعہ کرتا تھا۔ علاوہ ازیں تیسیر شرح جامع صغیر پر شرح چغمینی اور تصریح پر اقلیدس کے تین مقالوں اور الزیج الاجد پر اور علامہ شامی کی ردّالمحتار پر بھی حواشی لکھے۔ ان سب میں پچھلی یعنی ردالمحتار کے حواشی سب سے زیادہ ہیں مجھے امید ہے کہ اگر انہیں کتاب سے الگ کر دیا جاتے تو دُو جلدوں سے بڑھ جائیں گے حالانکہ ان میں اپنی دُوسری کتابوں اپنے فتاوٰی اور اپنی تحریرات کا حوالہ دے کر اشارات بھی کیے گئے ہیں ——— مگر میں نے جب پڑھنے سے فراغت پائی اور میرا نام فارغ التحصیل علماء میں شمار ہونے لگا۔

اور یہ واقعہ نصف شعبان ۱۲۸۶ھ کا ہے اس وقت میں تیرہ سال دس ماہ پانچ دن کا تھا اسی روز مجھ پر نماز فرض ہُوئی تھی اور میری طرف شرعی احکام متوجہ ہُوئے تھے ——— اور یہ نیک فال ہے کہ بحمدہ تعالیٰ میری

ان علمة التاريخ غفور[۱۲۸۹] دبالزبر والبينات تعويذ[۱۲۸۹] فارجوا
الغفور ان يغفرلى ويقينى حل مكروه ويجيذ كما ان
تاريخ ولادتى المختار[۱۲۷۲] فلعل الكريم يتقبل ويختار
وذلك ان ولادتى يوم السبت وقت الظهر عاشر شوال سنة
اثنتين وسبعين بعد الالف والمائتين من هجرة
سيد الثقلين وسيلتنا فى الدارين عليه وعلى اله
الصلاة والسلام الى تعاقب الملوين وكان الطالع
بحساب صور الكواكب الزهرة فيما حاسبت منزل
غفر فلعل الغفور عفا وغفر و الفال الحسن فى الشرع
معتبر، فمنذ ذلك تركت الفلسفه لانى لم ار فيها
الا زخرفه ورأيت ظلمتها تاتى بالرين وتجلب الشين
وتلب الزين فخفت منها على الدين خوف المدّين
المثقل من ثقل الدّين واشتغالى بالهيأة والهندسة
والزيج واللوغارثمات وفنون الرياضى ليس ليكون
فيه ارتيا فى تبل انما التوجه تزويجا للقلب على
جهة التفكه نعم ربما اقصد بها حل التاقيت وتحديد
الاوقات نفعا للمسلمين فى الصوم والصلوات اما
فتوى التى انا بها ولها وزرقت بحبها
شغفا دونها فاحد شلشة ولنعمت
الشلشلة اول الكل واولى الكل
واعلى الكل واغلى الكل
حمايه جانب سيد المرسلين
صلوات الله تعالى وسلامه عليه وعليهم اجمعين

تاریخ فراغت کلمۂ "غفور" (بخشنے والا) اور "تعویذ" (پناہ میں لینا ہے۔ بخشنے والے رب سے اُمید کی جاتی ہے کہ وُہ مجھے بخشے گا اور ہر مکروہ سے بچا کر اپنی پناہ میں لے گا ——— یونہی میری ولادت کی تاریخ "المختار" (پسندیدہ) ہے۔ امید ہے کہ رب کریم مجھے مقبول اور پسندیدہ فرمائے گا کیونکہ میری ولادت بروز ہفتہ بوقت ظہر ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ میں ہوئی تھی سن ہجری ان کی طرف منسوب ہے جو ثقلین کے سردار ہیں اور دارین میں ہمارے وسیلہ ہیں (آپ پر اور آپ کی آل پر درود و سلام اس وقت تک نازل ہو جب تک دن رات کے آنے جانے کا سلسلہ قائم ہے) اور میں نے چمکدار تاروں کی صورتوں کے حساب سے معلوم کیا ہے کہ میری ولادت منزل "غفر" میں ہوئی تھی۔ امید ہے کہ بخشنے والا پروردگار معاف رکھے گا اور بخشے گا کیونکہ اچھی فال شرعاً معتبر ہوتی ہے۔

تو اس وقت میں نے فلسفہ ترک کر دیا کیونکہ اس میں دھوکے اور ملمع سازی کے سوا کچھ نظر نہیں آیا، میں نے دیکھا کہ اس کے خلمانی اصول دل کو زنگ آلود کرنے اور بُرائی کو ہانک کر لانے اور آراستگی کو دُور کرنے کا اثر رکھتے ہیں۔ اس سے دین کی بابت مجھے ایسا خوف پیدا ہوا جیسا کہ تنگدست دیندار کو قرض کے بوجھ کا ہوتا ہے ——— علم ہیئات، ہندسہ، زیج، لوغار، تمات اور فنون ریاضی میں میری مشغولیت حصول مہارت کے لیے نہیں ہوتی بلکہ محض تفریح طبع کے طور پر ہوا کرتی ہے ہاں بعض دفعہ صوم و صلوٰۃ کے اوقات کی تحدید کے لیے اور مسلمانوں کے فائدہ کی خاطر نظام الاوقات مرتب کرنے کے لیے فنون مذکورہ کی جانب بالقصد متوجہ ہو جاتا ہوں ——— میرے وہ فنون جن کے ساتھ مجھے پوری دلچسپی حاصل ہے جن کی محبت عشق و شیفتگی کی حد تک نصیب ہوئی ہے وہ تین ہیں اور تینوں بہت اچھے ہیں:

۱۔ سب سے پہلا، سب سے بہتر، سب سے اعلیٰ، سب سے قیمتی فن یہ ہے کہ رسولوں کے سردار (صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین) کی جناب پاک کی

ان اطالة لسان كل ذهابى
مهين بكلام مهين وهذا هو
حسبى ان تقبل ربى هذا هو ظنى
برحمة ربى وقد قال انا عند
ظن عبدى بى ثم نكاية بقية
المبتدعين ممن يدعى الدين
وما هو الا من المفسدين ثم
الافتاء بقدر الطاقة على المذهب
الحنفى المتين المبين فهذه
موكلة علىّ عليها معولى وما ابرد على
صدرى ان اكون لها وتكون لى و
حسبنا الله ونعم الوكيل نعم
المولى ونعم الولى ويدخل فى
مراد هذه العلوم الاربعة عشر التى
حصلت بالتفكير بمجرد الفكر خمسة
علوم اخر وهى علم الفرائض والحساب
والهيأة والهندسة والتكسير فانى
ما تعلمت منها على الاستاذ الكريم الا
ما هو شيء يسير تعلمنى فى صباى
حصص الفرائض وطريق التقسيم لا فى
الكتاب بل فى ساعة واحدة بلسانه
الكريم ومن الحساب اربع قواعد
فحسب الجمع والتفريق والضرب والتقسيم

حمایت کے لیے اس وقت کمربستہ ہو جاتا ہوں جب کوئی کینہ وہابی گستاخانہ کلام کے ساتھ آپ کی شان میں زبان دراز کرتا ہے میرے پروردگار نے اسے قبول فرمالیا تو وہ میرے لیے کافی ہے مجھے اپنے رب کی رحمت سے امید ہے کہ وہ قبول فرمائے گا کیونکہ اس کا ارشاد ہے کہ میرا بندہ میری بابت جو گمان رکھتا ہے میں اس کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ فرماتا ہوں۔

۲۔ پھر دوسرے نمبر پہ وہابیوں کے علاوہ ان تمام بدعتیوں کے عقاید باطلہ کا رد کر کے انہیں گزند پہنچاتا رہتا ہوں جو دین کے مدعی ہونے کے باوجود دین میں فساد ڈالتے رہتے ہیں۔

۳۔ پھر تیسرے نمبر پہ بقدر طاقت مذہب حنفی کے مطابق فتوے تحریر کرتا ہوں وہ مذہب جو مضبوط بھی ہے اور واضح بھی۔ تو یہ تینوں میری پناہ گاہ کی حیثیت رکھتے ہیں انہی پر میرا بھروسہ ہے۔ میرا ان کے لیے مستعد رہنا اور ان کا میرے ساتھ مخصوص ہونا میرے سینے کو خوب ٹھنڈا کرتا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے لیے کافی ہے وہ بہترین کارساز بہترین مولیٰ، بہترین والی ہے۔

وہ چودہ علوم جو فقیر کو بعض نظر و فکر سے حاصل ہوئے ہیں ان کے ساتھ یہ پانچ بھی شامل ہیں:

۱۔ فرائض ۲۔ حساب

۳۔ ہیئت ۴۔ ہندسہ

۵۔ تکسیر

کیونکہ میں نے ان کی معمولی سی ابتدائی باتوں کے علاوہ کسی کرم فرما استاذ سے کچھ نہیں پڑھا، بچپن میں استاذ محترم نے "علم فرائض" میں وارثوں کے حصے اور ان کی تقسیم کا طریقہ بتایا تھا وہ بھی زبان مبارک سے، کتاب کے بغیر، صرف ایک گھڑی کے اندر، اور حساب کے صرف چار قاعدے سکھائے تھے:

۱۔ جمع ۲۔ تفریق

۳۔ ضرب ۴۔ تقسیم

وذلك ایضا الصاحة البهائی الفرائض التی هی نصف علوم المدین
العظیم و من الهیأة عدة اوراق الی دائرة الارتفاع من شرح
ملخص الهیأة للچغمینی و من الهندسة الشکل الاول من تحریر
اقلیدس للنصیر الطوسی و لا ادری ما رأی منی سیدی الوالد
قدس الواجد سره الماجد حتی قال لی حین قرأت علیه الشکل
الاول لاحاجة لك الی اطالة العمل ستحل حله بفکرك و ذهنك
فاشغل بالك بعلوم دینك و قد شاهدت برکة مقاله الکریم رأی
العین و الحمد لله تبارك شأنه فی المولوین رفع الله فی الجنان درجاته
و لا اخلانا من برکاته و من التکسیر بعض طرق المثلث و المربع
ثم التقریب بفتح التقدیر غامض فیما اجمع و علم الاصحاب
وقائعها و حقائقها علی قدر التیسیر و اقرأهم کتبها بالتحقیق
و التنقیر فکانها تسعة عشر علما ما علمنیها الا فیض اسماء و کذلك انشاء
النظم و النثر فی العربیة و الفارسیة و الهندیة و کذا الخطین النسخ
و النستعلیق ما علمنی الاستاذ الا الصور الحرفیة و کذلك تلاوة الکتاب
المجید بما یسّر المولی سبحانه و تعالی من التجوید ثم التعلم النعمة من معلم
فکانت ثمانیة و عشرین فنا من محض فیض الملهم و حاشا لله ما قلته
فخرا و تمدحا بل تحدثا بنعمة الکریم المنعم و لا اقول انی ما هو جید
فیها او فی غیرها فما احویها و انما القصاری ادنی
مشارکة نسأل الله ان یجعلها مبارکة و
انا اعلم ان لا اقل الطلبة فی کل شیء
علی غلبة و لکن المولی
سبحانه و تعالی یرفع من
یشاء و یضع من یشاء

ان قاعدوں کی تعلیم اس لیے دی تھی کہ علم فرائض میں جو علوم دینیہ کا نصف ہے ان کی
ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ اور علم ہیئت سے شرح چغمینی کے چند اوراق دائرۃ الارتفاع
تک پڑھائے تھے ــــ اور علم ہندسہ سے نصیر طوسی کی تحریر اقلیدس کی صرف شکل اول
کی تعلیم دی تھی ــــ میں نے جب سیدی والد (قدس الواجد سرہ الماجد) سے شکل اول تک
پڑھا تو خدا معلوم انہوں نے مجھ میں کیا دیکھا کہ زیادہ پڑھنے سے روک دیا اور فرمایا اس میں اپنا وقت
ضائع نہ کرو اپنی فکر اور ذہن کے ذریعہ خود ہی اس سب کو حل کر لے گا۔ اپنے آپ کو صرف علوم دینیہ
کی تحصیل و تکمیل میں مشغول رکھ میں نے ان کے اس ارشاد گرامی کی برکت اپنی آنکھوں سے مشاہدہ
کی ہے۔ سب تعریفیں دن رات کے اندر صرف اللہ تبارک شانہ کو ہیں۔ (اللہ تعالیٰ جنتوں میں
حضرت والد ماجد کے درجات بلند فرماتے اور ہمیں ان کی برکتوں سے خالی نہ کرے) اور علم
تکسیر سے مثلث و مربع کے بعض طرق سکھاتے۔ ازاں بعد فقیر نے قدرت والے رب کی مدد سے
ان تمام علوم و فنون میں غواصی کی اور ان کے دقائق و حقائق آسان کر کے ان کے اصحاب کو
سکھائے اور ان کی کتابیں پوری چھان بین اور تنقید کے ساتھ پڑھائیں ــــ تو گویا یہ
انیس ۱۹ علوم ایسے ہیں جن کی تعلیم صرف آسمانی فیض سے مجھے حاصل ہوئی یونہی نظم عربی،
نظم فارسی، نظم ہندی، نثر عربی، نثر فارسی، نثر ہندی کا انشاء، خط نسخ، خط نستعلیق،
اور مولیٰ تعالیٰ کے آسان فرمانے سے قرآن مجید کی تلاوت مع التجوید کی تعلیم بھی کسی استاذ
سے حاصل نہیں کی ــــ مجھے استاذ نے دونوں خطوں کی صرف حرفی صورتیں سکھائی تھیں اور
بس ــــ پہلے ۱۹ اور یہ ۹ کل ۲۸ فنون بنتے ہیں جنہیں میں نے محض رب تعالیٰ کے الہامی
فیض سے حاصل کیا ہے ــــ اللہ کی پناہ میں نے یہ باتیں فخر اور خواہ مخواہ کی خودستائی کے
طور پر بیان نہیں کیں بلکہ منعم کریم کی عطا فرمودہ نعمت کا ذکر کیا ہے۔ میرا یہ دعویٰ بھی نہیں کہ
ان میں اور ان کے علاوہ دیگر حاصل کردہ فنوں میں بہت بڑا ماہر ہوں۔ میں تو اپنی انتہائی
کوشش یہ سمجھتا ہوں کہ ان علموں سے کچھ حصہ نصیب ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے سوال ہے کہ
وہ مزید برکت فرمائے ــــ میں سمجھتا ہوں کہ ہر فن کے معمولی طالب علم کو مجھ پر غلبہ ہے
لیکن مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ جسے چاہتا ہے بلند کرتا ہے جسے چاہتا ہے گراتا ہے۔ یونہی

و یمنح من یشاء و یمنع من یشاء لا معقب لحکمه
ولا راد لفضله ونعمه ان الله یفعل ما یرید
والحمد لله العلی المجید ورابعًا اجازۃ
جمیع مؤلفاتی التی نافت الماتین و
عسی ان ینفع لی بتوفیق ربی الی حین الحین
منها فتاوای الملقبۃ بالعطایا النبویہ
فی الفتاوی الرضویہ وھی الآن مع حذف المکررات
فی سبع مجلدات وارجو المزید من فضل ربنا
المجید وکذلک اجزت بھذہ الاربع اولادکم
واخوانکم واحفادکم ومن احببتم
لہ بشرط المعلوم عند ائمۃ ھذہ
العلوم وخامسا اجزتکم بجمیع
سلاسل الطریقۃ الانیقہ التی
انا مجازبھا ومأذون فیھا
بالاستخلاف لارشاد الخلیفۃ
للخلیفۃ وھی الطریقۃ العلیۃ
العالیۃ القادریۃ البرکاتیۃ الجدیدۃ
والقادریۃ الآبائیۃ القدیمۃ والقادریۃ
الاھدلیۃ والقادریۃ الرزاقیۃ و
القادریۃ المنوریۃ والچشتیۃ النظامیۃ الحقیقۃ
والچشتیۃ المحبوبیۃ الجدیدۃ والسھروردیۃ الواحدیۃ
والسھروردیۃ الفضلیۃ والنقشبندیۃ العلائیۃ
الصدیقیۃ

جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے محروم رکھتا ہے نہ اس کے حکم کو کوئی پھیر سکتا ہے نہ اس کے فضل اور نعمتوں کو کوئی رد کر سکتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کو ہیں جو بلندی اور بزرگی والا ہے۔

رابعاً: اپنی تمام مولفات کی بھی اجازت دیتا ہوں جو دو سو سے بڑھ چکی ہیں اور رب تعالیٰ کی توفیق سے آخری دم تک اور بھی لکھی جائیں گی۔ ان مولفات میں ایک فتاویٰ بھی ہے جو "العطایا النبویة فی الفتاوی الرضویة" کے نام سے موسوم ہے جس کی اس وقت کرات کے علاوہ سات جلدیں مرتب ہو چکی ہیں اور رب مجید کے فضل سے اور جلدوں کے مرتب ہونے کی امید ہے ——————

اور یونہی ان چاروں کی اجازت آپ کے بیٹوں، بھائیوں، پوتوں اور نواسوں کو بھی دیتا ہوں اور ان کو بھی جنھیں آپ حضرات چاہیں ہر ایک کے لیے وہی شرط ہے جو علوم مذکورہ کے ائمہ کے ہاں معلوم و مسلم ہے۔

خامساً: طریقت کے ان تمام و پسند سلسلوں کی بھی اجازت دیتا ہوں جن کی مجھے اجازت حاصل ہے جن میں کسی کو اپنا قائم مقام و جانشین کرنے کا صاحب خلافت کے ارشاد کے مطابق میں ماذون ہوں۔ وہ سلاسل طریقت یہ ہیں:

۱۔ طریقہ عالیہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ
۲۔ قادریہ آبائیہ قدیمہ
۳۔ قادریہ اہدلیہ
۴۔ قادریہ رزاقیہ
۵۔ قادریہ منوریہ
۶۔ چشتیہ نظامیہ قدیمہ
۷۔ چشتیہ محبوبیہ جدیدہ
۸۔ سہروردیہ واحدیہ
۹۔ سہروردیہ فضیلیہ
۱۰۔ نقشبندیہ علائیہ صدیقیہ

والنقشبندیۃ العلائیۃ العلویۃ نسبۃ الی السید الکریم
الھادی المولی ابی العلا الاکبر آبادی والسلسلۃ البدیعیۃ و
العلویۃ المنامیۃ وعددہ قرب سلاسلی فی البیعۃ
الی النبی الاکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی آلہ و
صحبہ وسلم فانی بایعت علی ید شیخی ومرشدی السید آل الرسول
الاحمدی بایع علی ید الشاہ عبد العزیز الدھلوی فی ھذہ السلسلۃ
وحدھا للزنتوی نحن من منھل قربھا الروی بایع فی رؤیاہ
الصالحۃ علی ید امیر المؤمنین و مولی المسلمین
علی المرتضی کرم اللہ تعالٰی وجھہ الاسنی بایع
علی ید من یدہ ید اللہ وبیعۃ بیعۃ اللہ سیدنا
ومولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ و
علی آلہ وصحبہ و اھلہ وحزبہ وبارک وسلم و
شرف وکرم فھذہ والحمد للہ سندہ ثلاثی من العبد
الذلیل الی الموردہ جلیل علیہ افضل الصلاۃ والسلام
باستجیل کما علی سند فی صحیح البخاری ویفتح لکم
یاحبینا الشیخ رباعیا کما علی سند فی صحیح مسلم علیھما
رحمۃ الباری والشیخ عبدالعزیز فی شرح رؤیاہ ھذہ رسالۃ
لطیفۃ وکراسۃ منیفۃ والحمد للہ علی آلائہ الشریفۃ ونعمائہ
اللطیفۃ وسادسا اجازۃ جمیع ما اجازنی بہ مشایخی
الکرام ببرکاتھم السنیۃ من خواص القرآن العظیم و
الاسماء الالٰھیۃ ودلائل الخیرات والحصن الحصین
والقصر المتین والاسماء الاربعینیۃ
وحزب البحر و حزب البر

۱۱۔ نقشبندیہ علائیہ علویہ (جو حضرت سید کریم ہادی مولیٰ ابو العلاء اکبر آبادی کی جانب منسوب ہے)

۱۲۔ سلسلہ بدیعیہ

۱۳۔ علویہ منامیہ ——— یہ آخری سلسلہ بیعت میرے تمام سلسلوں میں نبی کریم سے زیادہ قریب ہے۔ (اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر درود وسلام بھیجے) کیونکہ میں نے اپنے شیخ اپنے مرشد سید آل الرسول الاحمدی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ انہوں نے حضرت اس سلسلہ میں الشاہ عبد العزیز الدہلوی کے ہاتھ پر بیعت کی تاکہ ہم قریب والے چشمے سے سیراب ہو کر پئیں جو جنت سیراب کرتا ہے ——— انہوں نے اپنے سچے خواب میں اہل ایمان کے امیر اہل اسلام کے مولیٰ سیدنا علی المرتضیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی (اللہ تعالیٰ ان کے پُر نور چہرے کو عزتیں بخشے)——— انہوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی جن کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ اور جن کی بیعت اللہ کی بیعت ہے یعنی ہم سب کے آقا ہم سب کے مولیٰ حضرت جناب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دست حق پرست پر۔ (اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر اور آپ کے سب گھر والوں اور سارے لشکر پر درود وبرکت سلام اتارے اور شرافت وکرامت بخشے) تو بحمدہ تعالیٰ صحیح بخاری کی اعلیٰ سند کی طرح یہ سند بھی ثلاثی ہے جو اس عاجز بندے سے جلیل الشان آقا تک صرف تین واسطوں سے پہنچتی ہے (علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام بالتبجیل)——— تو اے میرے پیارے مستجیز آپ حضرات کے لیے یہ سند بواسطہ فقیر رباعی ہوگی، جس طرح صحیح مسلم کی اعلیٰ سند رباعی (چار واسطوں والی) ہے حضرت شاہ عبد العزیز (علیہ الرحمۃ) نے چھوٹا مگر شاندار پمفلٹ بھی اس خواب کی شرح میں لکھا ہے (سب تعریفیں اللہ کو ہیں اس کی شریف ولطیف نعمتوں پر)۔

سادساً: درج ذیل ادعیہ وغیرہا کی بھی اجازت دیتا ہوں مجھے ان سب کی میرے مشائخ کرام نے مع اپنی برکات سنیہ کے اجازت بخشی ہے:

۱۔ قرآن عظیم کے خواص
۲۔ اسماء الٰہیہ
۳۔ دلائل الخیرات
۴۔ حصن حصین
۵۔ قصیدہ غوثیہ
۶۔ اسماء اربعین
۷۔ حزب البحر
۸۔ حزب البر

وحزب النصر و سائر احزاب الحضرة الشاذلية و حزب مائة الف واربعة من الاولياء و حرز الاميرين والحرز اليمانی و الدعاء المغنی و الدعاء الحیدری و الدعاء العزرائیلی والدعاء السریانی والقصیدة الخمریة الملقبة بالغوثیة والصلوٰة الغوثیة المدعوة بصلوٰة الاسرار المجربة لنجاح الحاجات باذن الغفار و قصید البردة و دعاء بشمخ و تکسیر ماشعثان و نسیم تکسیر و ارسال الهواتف و اشیاء کثیرة من هذا الجنس عسی ان لا تدخل تحت وصف واصف بشرط ان لا یبدی بها بقطیعة رحم ولا اثما ثم ولا علی سنی صحیح العقیدة وان ظلم کما هو بحمد الله تعالی داب هذا الحقیر وداب مشایخی بجمیل الهمم فانا اذا ظلمنا واذانا احد من اخواننا اهل السنة لا نا خذ السیف قط بایدینا وانما نجتزی بالجنة ثم نشاهد بحمد الله تعالی ان المولی قد کفانا کل شیء بجمیل المنة و معلوم ان هذه السیوف اشد واحد من صوارم الحدید فمن قتل بهذه کمن قتل بتلك وان لم یقتص منه فی الشرع المجید لحکمه بالظاهر و ثمه یوم تبلی فیه السرائر فجل الصبر علی کل حال جمیل و حسبنا الله ونعم الوکیل و ما ینتظر الصابرون فی الدنیا الا فرجا له اقتراب و لا فی الاخرة الا اجرا بغیر حساب وسابعها اجازة جمیع الاذکار ۴

الاشغال و الاوفاق والاعمال ما وصلنی من مشایخی

۹۔ حزب النصر
۱۰۔ سلسلہ شاذلیہ کے تمام احزاب
۱۱۔ ایک ورد کہ چار ولیوں کا حرز
۱۲۔ حرز الامیرین
۱۳۔ حرز یمانی
۱۴۔ دعاء مغنی
۱۵۔ دعاء حیدری
۱۶۔ دعاء عزرائیل
۱۷۔ دعاء سریانی
۱۸۔ قصیدہ خمریہ جس کا مشہور نام قصیدہ غوثیہ ہے۔
۱۹۔ صلوٰۃ غوثیہ جسے صلوٰۃ الاسرار کہا جاتا ہے جو بخشنے والے رب کے اذن سے حاجت برآری کیلئے مجرب المجرب ہے۔
۲۰۔ قصیدہ بردہ
۲۱۔ دعاء بشخ
۲۲۔ تکبیر عاشقاں
۲۳۔ نیم تکبیر
۲۴۔ ارسال الہواتف

ان کے علاوہ اس قسم کی اور بھی بہت سی چیزیں ہیں جو احاطۂ[۲۳] وصف میں شاید نہ آسکیں۔ اجازت کی شرط یہ ہے کہ مندرجہ دعائیں قطع رحمی اور ناجائز کام کے لیے نہ پڑھی جائیں اور ان سے کسی صحیح العقیدہ سنی کو نقصان نہ پہنچایا جائے اگرچہ اس نے ظلم کیا ہو ـــ بحمدہ تعالیٰ اس عبد حقیر کی اور میرے عالی ہمت مشایخ کی یہی عادت ہے کہ اگر سنی بھائیوں میں کوئی ہم پر ظلم کرے یا ایذا پہنچائے تو ہم اپنے ہاتھوں میں ان دعاؤں کو تلواریں بنا کر نہیں پکڑتے بلکہ انھیں بطور ڈھال استعمال کرتے ہیں پھر ہم بحمداللہ تعالیٰ مشاہدہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری کفایت فرمادی اور اپنی قدرت جمیلہ کے سبب ہر شر سے بچا لیا ـــ ویسے یہ امر یقینی ہے کہ ان دعاؤں کی تلواریں لوہے کی تلواروں سے زیادہ سخت اور زیادہ تیز ہیں تو جس نے ان سے قتل کیا وہ اتنا ہی مجرم و گناہگار ہوگا جتنا مجرم ان سے قتل کرنے والا ہوتا ہے۔ اگرچہ شریعت مطہرہ میں ایسے شخص سے قصاص نہیں لیا جاتا کیونکہ شرعی حکم کا تعلق ظاہر سے ہوتا ہے۔ لیکن ایک دن ایسا آنے والا ہے جس میں نیتوں پر بھی گرفت ہوگی بلکہ ہر حال میں صبر کرنا بہتر ہے۔ اگرچہ غیر سنی نے ایذا پہنچائی ہو ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے وہ بہترین کارساز ہے۔ صبر والے دنیا میں اس کشادگی کے منتظر ہوتے ہیں جو قریب ہے اور آخرت میں اس اجر و ثواب کے مستحق ہوتے ہیں جو بے حساب ہے۔

سابعاً: ان تمام اذکار، اشغال، اوفاق اور اعمال کی بھی اجازت دیتا ہوں جو مجھ تک میرے استاذوں

و اسیادی و ما استخرجت منها بفکری و اجتهادی
توجد تها بحمد الله حسب مرادی و فوق مرادی
هذا وقد سمعتم منی الحدیث المسلسل بالاولیة
و ما انالها فحکم بالمصافحات الاربع الخضریة
والجنیة والمعمریة والمنامیه المتصلات
منی الی حضرة الرسالة والخلیفة الاعظم لذی
الجلالة جل جلاله وصلی الله تعالی علیه وسلم
وعلی اله وصحبه وبارك وکرم امین یا ارحم
الراحمین هذا ورجائی منکم ان لا تنسوا هذا
العاجز الفقیر المحتاج الحقیر و القلب الکسیر
و الذنب الکثیر وذریة و اخوانه ومحبیه
وخلانه من دعواتکم الصالحة المتواترة
بالعفو والعافیة فی الدین والدنیا والاخرة
وتمام العافیة ودوام العافیة والشکر علی العافیة
و انتعون رحمته لنا کافیة ولاسقامنا الظاهرة والباطنة
شافیة و لاعدائنا عنا دافعة نافیة بجاہ من لم یخف عنه خافیة
علیه وعلی اله الصلوات الصافیة و التسلیمات الکثیرة الوافیة و
ان ینصرنا ویعیننا ویکرمنا ولایهیننا وینصرنا بالدین بناء و
یمن علینا بمن جلته بما من علی عبد صالح صدیق رزق من
بیه کمال التوفیق وکان عند الله مرتضی ووجهه عبد المصطفی احمد
رضا صلی الله علی نبی تقی علی ارضی وبارك وسلم الی یوم القضا اجدد
ما یأتی وما مضی ولا حاجة الی ابهاکم بصرف الاوقات فی نکایة الفتن واهانة
اصحابها وحمایة السنن واعانة اربابها لانه بحمد الله دیدنکم المبین لکن تذکی

آقاؤں کی جانب سے پہنچے ہیں یا جنہیں میں نے اپنی فکر اور کوشش سے استخراج کیا ہے اور بحمدہٖ تعالٰی اپنی مراد کے موافق بلکہ اس سے بڑھ کر پایا ہے ـــــ یہ لو ـــــ آپ حضرات نے مجھ سے حدیث مسلسل بالاولیت کا سماع کر لیا اب آپ کو چاروں مصافحوں کے شرف سے بھی نوازتا ہوں:

۱۔ مصافحہ خضریہ　　　　۲۔ مصافحہ جنیہ

۳۔ مصافحہ معمریہ　　　　۴۔ مصافحہ منامیہ

مجھے ان چار مصافحوں کے سبب رب ذوالجلال کے خلیفہ اعظم کی بارگاہ رسالت سے متصل ہونے کا شرف نصیب ہوا ہے (جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ وبارک وکرم آمین یا ارحم الراحمین) یہ لو ـــــ آپ سب سے اُمید ہے کہ اس عاجز فقیر محتاج حقیر، ٹوٹے دل والے، کثیر لغزش والے کو اور اس کی اولاد، بھائیوں، محبوں اور دوستوں کو اپنی نیک دعاؤں کے وقت فراموش نہ کریں گے اور دین و دنیا و آخرت کے عفو و عافیت کی اور عافیت کے تمام و دوام کی اور عافیت پر شکر بجا لانے کی اور ہمارے لیے اللہ کی رحمت کے کافی ہونے کی اور ہماری ظاہری باطنی بیماریوں سے شفا پانے کی اور دشمنوں کے ہم سے دُور ہونے کی دعائیں بکثرت کرتے رہیں گے ان کے وسیلہ سے جن سے کوئی شئے مخفی نہیں۔

(آپ پر اور آپ کی آل پر صاف ستھرے درود اور حق ادا کرنے والے بہت سلام نازل ہوں) اور یہ بھی دُعا کریں گے کہ اللہ تعالٰی ہماری نصرت و امداد فرمائے اور ہمیں عزت بخشے، ذلت سے بچائے دین کے ساتھ ہماری اور ہمارے ساتھ دین کی مدد فرمائے۔ ـــــ اور ہم پر اپنی حسن تدبیر سے ایسا احسان کرے جیسا احسان کہ اس نے اپنے اس بندے پر کیا جو صالح دوست ہیں (صالح بن کمال) جنھیں ان کے رب نے توفیق میں کمال بخشا ہے جو اللہ کی بارگاہ میں پسندیدہ ہیں اور مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بسیار حمد کنندہ اور رضا جوئندہ تسلیم کیے گئے ہیں (وہ نبی جو ستھرے ہیں اُونچا مقام رکھتے ہیں، بے شمار عطاؤں کے ملنے پر بہت راضی ہیں ان پر اللہ تعالٰی اس قدر درود و برکت اور سلام قیامت تک اتارے جس قدر ساعتیں آئیں گی اور جس قدر آ کر گزر گئیں) اس کی حاجت نہیں کہ میں آپ کو وصیت کروں کہ ہر وقت فتنوں کے مٹانے اور اہل فتنہ کی سرکوبی کرنے، سنتوں کے بچانے اور اہل سنت کی مدد کرنے میں مصروف رہو کیونکہ یہ کام تو بحمدہٖ تعالٰی آپ کی واضح عادت میں داخل ہے۔ ہاں یاد دلاتا ہوں

والذکری تنفع المؤمنین فانه ذلک اعظم القرب واقضی مرضاة للنبی والرب جل جلاله تعالی وتکرم وصلی اللہ تعالی علیه وسلم اللھم یا مرسل ھذا الحبیب رحمة ونعمة ، صل وسلم وبارک علیه عدد مالک من علم وکلمة و بجاھه عندک استر عوراتنا وآمن روعاتنا وکفر عنا سیأتنا وتقبل مناحسناتنا واقض لنا بالخیر جمیع حاجاتنا واصلح اعمالنا وحقق آمالنا وخفف اثقالنا وحسن احوالنا واجعلنا یا مولنا مع حبیبک صلی اللہ تعالی علیه وسلم کالکلب مع مولاه یاکل من فضلتہ وینعم بنعمته ویفدیه بمحجته ویحمی حماه واجعل آخر مقالنا لسانا وجنانا وتصدیقا وایمانا واقرارا واعلانا نشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک له ونشھد ان سیدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله بالھدی ودین الحق ارسله صلی اللہ تعالی وسلم علیه الی یوم الدین وعلی اله وصحبه واولیائه وعلمائه وامته اجمعین وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین وکانت الاجازة للیلتین بقیتا من ذی الحجة بمکة المحمیة سنة الف وثلثمائة وثلث وعشرین من الھجرة النبویة علیه وعلی آله افضل الصلاة واکمل التحیة لاجل ھذا سمیتھا الاجازة الرضویة لمبجل مکة البھیة[۲۳][۱۳] واتفقت الکتابة لتسویف الاجابة عما تقدم لست مضین من صفر وتم التبییض بتسع خلون ونرجو من اللہ البرکة والعون والصلاة والسلام بعدد کل شیئ وشیئ علی امام الانام وسید الکون الذی ھدی وتمم العرو الحبک بالعز والھون وعلی اله واصحابه وھم المصطفون

اور یاد رکھنا مسلمانوں کو نفع دیتا ہے کہ فتنوں کو مٹانا اور سنتوں کو بچانا بہت بڑی عبادت ہے اور
قرب الٰہی کا بہت بڑا ذریعہ۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی اور نبی کریم کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے (جل جلالہٗ
تعالیٰ و تکرم وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ اے اللہ! اے وہ ذات جس نے اس محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)
کو رحمت و نعمت بنا کر بھیجا ہے آپ پر درود و سلام اور برکتیں اس قدر نازل فرما جس قدر تیرا علم اور
تیرے کلمات ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تیری بارگاہ میں جو بلند مرتبہ ہے اس کے طفیل ہمارے
عیب چھپا، خوف سے بچا، لغزشیں مٹا، نیکیاں قبول فرما اور جملہ حاجات بخیریت پوری فرما ہمارے اعمال
کی اصلاح کر، آرزوؤں کو پورا اور بوجھوں کو ہلکا کر اور ہمارے اعمال کو حسن بخش۔ اور اے ہمارے
مولیٰ ہمیں اپنے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھ ایسی معیت مرحمت فرما جیسی معیت کہ
کتا اپنے آقا سے بجا کرتی ہے۔ کتا اپنے آقا کا پس خوردہ کھاتا ہے اس کے انعامات سے نوازا
جاتا ہے اسکی راہ میں جاں نثاری کرتا ہے اور اس کے گرد و پیش کا محافظ و پہریدار بنا رہتا ہے۔ اور
ہمیں تادم واپسیں ایسا کر دے کہ ہم بوقت موت دل کے ساتھ تصدیق کریں اور زبان کے ساتھ اقرار
و اعلان کریں اور گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں، وہ اکیلا اور لاشریک ہے اور یہ بھی
گواہی دیں کہ ہمارے آقا حضرت جناب محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور
اس کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت کے ساتھ اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ
آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر اور آپ کی اُمت کے اولیاء و علماء پر اور سب امت پر درود و
سلام نازل فرماتے۔ ہماری آخری دعا یہی ہے کہ سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔ (انھیں
زبانی اجازت تو بتاریخ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ مکہ مکرمہ میں دی گئی تھی (جس نبی برحق کی طرف سن ہجری
منسوب ہے ان پر اور ان کی آل پر افضل درود اور اکمل تحیہ) اسی بنا پر میں نے اس سند کا تاریخی نام
"الاجازۃ الرضویۃ لمبجل مکۃ البھیۃ" [۱۳۲۳] رکھا ہے لیکن بسبب اس تاخیر کے جس کا ذکر ہو چکا ہے
سند اجازت کی کتابت ۶ صفر کو اور اس کی تبییض ۹ صفر کو مکمل ہوئی)۔ ہم اللہ تعالیٰ کی برکت اور
مدد کی آرزو رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جتنے شخص اور جتنے رنگ پیدا ہوئے ہیں اتنے درود اور اتنے سلام
ان پر نازل ہوں جو مخلوق کے امام اور جہان کے سردار ہیں جنھوں نے اپنی امت کی حسرت اور ذلت کو
عزت اور رفعت سے بدل دیا اور آپ کی آل و اصحاب پر جو چمکتے ہوئے ہیں۔ درود و سلام اس شان کے

بحيث يدفعان ما حصل مين ومون ويبدلان لنا بالقربة حصل بين زبون ويوجبان لنا فى الدنيا والآخرة الحفظ والصون آمين آمين يا ارحم الراحمين قاله بفمه ونمقه بقلمه عبد المصطفى احمد رضا المحمدى السنى الحنفى القادرى البركاتى غفر الله له ما مضى من ذنوبه وما يأتى آمين والحمد لله رب العلمين

النسخة الثالثة

للشيخ الجليل البرئ عن المساوى مولينا الشيخ احمد الخضراوى المكى اتى زائرا واحضر كتاب تذكرة له واستكتب على بعض صحائفه الاجازة فلم يبق عندنا نسخة وكانت بالغة فى الوجازة

النسخة الرابعة

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله احد من لا احد له وسند من لا سند له وافضل الصلاة واكمل السلام على سيد الانام منتهى سلاسل الانبياء العظام وعلى اله وصحبه رواة علمه ودعاة ادبه وبعد فقد سألنى

تنوع العبارات بحسب الاجازات

(۱) الفضل الجليل السيد الجميل جامع الفضائل الانسية قامع الرذائل الدنسية الفقيه الوجيه النبيل النبيه مولنا الشيخ السيد ابو الحسين محمد المرزوقى سلمه الله تعالى ابن السيد العالم الكبير عبد الرحمن المكى رحمه الله تعالى

اتریں کر دو دونوں ہم سے ہر عیوب اور ہر بوجھ کو دور کر دیں اور ہر جدائی و دوری کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب سے بدل دیں اور دنیا و آخرت میں ہماری حفاظت و صیانت کو ثابت کر دیں آمین آمین یا ارحم الراحمین۔

عبدالمصطفیٰ احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی نے یہ باتیں اپنے منہ سے کہی ہیں اور قلم سے لکھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ گزشتہ اور آئندہ تمام گناہوں کی مغفرت فرمائے آمین والحمد للہ رب العالمین۔

تیسرا نسخہ

جلیل القدر بزرگ، برائیوں سے محفوظ مولانا الشیخ احمد الخضراوی المکی زیارت کو آتے اور اپنی یادداشت کی کتاب حاضر کی کہ اس کے کسی صفحے پر اجازت لکھ دیجیے۔ اس وقت چونکہ سندوں کی نقلیں ختم ہو گئی تھیں اس لیے انھیں مختصر سند لکھ کر دی گئی۔

چوتھا نسخہ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان رحمت والا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کو ہیں جو یکتا ہے جس کا کوئی نہیں اس کا وہ ہے جس کا کوئی سہارا نہیں اس کا وہ سہارا ہے افضل درود اور اکمل سلام ان پر جو مخلوق کے سردار ہیں۔ جن پر عظمت والے پیغمبروں کے سلسلے ختم ہوتے ہیں اور آپ کی آل و اصحاب پر جو آپ کے علوم کے راوی اور آپ کی اچھی روش و پاکیزہ دانش کے محافظ ہیں ـــــ حمد و صلوٰۃ کے بعد ـــــ مجھ سے سند مانگی۔

مختلف اجازات کے سبب قسم قسم کی عبارتیں

۱۔ فاضل جلیل سید جمیل۔ انسانی فضیلتوں کے جامع، گندی برائیوں کے قامع (تباہ کنندہ) باوجاہت فقیہہ، نامور دانا حضرت مولانا سید ابو الحسین محمد المرزوقی نے (اللہ تعالیٰ انھیں سلامتی بخشے) جو عالم کبیر السید عبدالرحمٰن المکی (رحمۃ اللہ علیہ) کے صاحبزادے ہیں۔

(أوائل صفر سنة ۱۳۲۳ھ بمكة المكرمة) (۲) ذو القدر المنيع والفخر البديع مولانا
الفاضل بكر رفيع المكي حفظه الله تعالى (وكان ذلك لثلاث خلون من صفر
سنة ۱۳۲۳ھ في مكة المكرمة) (۳) الشيخ الاسعد الامجد الاوحد الارشد
المتضلع من الفنون الحائز بين الاصول والفصول مولانا الشيخ اسعد الدهان
ابن العالم العامل الفاضل الكامل الولي العارف بالله الرحمن حضرة الشيخ المرحوم
بكرم الله تعالى احمد الدهان (۴) مولانا الفاضل اخو الفضائل وابن الافاضل
وابو الفواضل المتفنن في العلوم والمتمكن في الفهوم مولانا الشيخ عبد الرحمن
الدهان ابن العالم العلامة والفاضل الفهامة الولي العارف بالله الرحمن
حضرة الشيخ المرحوم بكرم الحنان احمد الدهان (۵ صفر سنة ۱۳۲۳ھ في مكة
المحمية) (۵ و ۶ و ۷) الفاضل الاجل الكامل الابجل الاوحد الامجد بحر
العلوم الاصلية والفرعية مفتي المالكية سابقا وابن مفتي المالكية بالاحكام
الشرعية مولانا الشيخ محمد عابد ابن العلامة المرحوم بكرم الله تعالى الشيخ
حسين المكي واخوه الفاضل الفقيه الجليل الكامل النبيه النبيل ذو التصانيف
البهية في العلوم النقلية والعقلية مولانا الشيخ علي بن حسين المرحوم
وابن اخيه الفاضل مولانا الشيخ محمد جمال ابن الشيخ محمد امير
ابن الشيخ حسين سلمهم الله تعالى وابقاهم وعن الطرد والضير وقاهم امين
(۹ صفر سنة ۱۳۲۳ھ يوم الاربعاء بمكة المحمية) ثم سألوني الاجازة الكبيرة التي
كتبها الفاضل العلامة الكامل الفهامة مفتي الحنفية سابقا حضرة الشيخ
صالح كمال حفظه ذو الجلال فاجزتهم بها بارك الله تعالى لهم جميعا فيها
فليستنسخوا نسختها من عنده والله ينعم علينا جميعا برفده امين (۸) الفاضل الكامل
العالم العامل الصفي الوفي امام المقام الحنفي مولانا الشيخ عبد الله ميرداد ابن
العلامة الاجل الاوحد الابجل الزاهد العابد الورع التقي النقي من حل
شين وضير حضرة مولانا الشيخ احمد

(اوائل صفر ۱۳۲۴ھ در مکہ مکرمہ)

۲۔ مضبوط طاقت والے، نادر فضیلت والے مولانا الفاضل بکر رفیع المکی نے (اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے)۔ (۲ صفر ۱۳۲۴ھ در مکہ مکرمہ)

۳۔ حضرت صاحب سعادت یکتا بزرگ ہدایت یافتہ فنون علمیہ میں مضبوط، اصول و فروع کے جامع مولانا الشیخ اسعد الدہان نے جو باعمل عالم باکمال فاضل اللہ رحمٰن کے ولی وعارف حضرت الشیخ احمد الدہان (المرحوم بکرم تعالیٰ) کے صاحبزادے ہیں۔

۴۔ مولانا الفاضل، خوبیوں والے، فضل وکمال والوں کے فرزند، اصحاب فضیلت کے باپ، علموں میں ماہر، فنوں میں مضبوط مولانا عبدالرحمٰن الدھان نے جو عالم، علامہ، فاضل، فہامہ، اللہ رحمٰن کے ولی وعارف حضرت الشیخ احمد الدہان (المرحوم بکرم الحنان) کے صاحبزادے ہیں۔

۵۔ فاضل جلیل القدر کامل عظیم الرتبت یکتا بزرگ علوم اصلیہ و فرعیہ کے سمندر مالکی فقہ کے سابق مفتی حضرت مولانا محمد عابد نے ــــــــ جو مفتی المالکیہ در احکام شرعیہ الشیخ العلامہ حسین المکی (المرحوم بکرم اللہ تعالیٰ) کے فرزند ہیں۔

۶۔ اور ان کے بھائی فقیہ جلیل کامل نامور دانا علوم عقلیہ ونقلیہ میں خوبصورت تصانیف والے حضرت مولانا علی بن حسین (المرحوم) نے۔

۷۔ اور ان کے برادر زادہ فاضل مولانا الشیخ محمد جمال بن الشیخ محمد امین بن الشیخ حسین نے۔ اللہ تعالیٰ تینوں کو سلامتی و بقا بخشے اور ضرر و نقصان سے بچائے۔ (۹ صفر بروز بدھ ۱۳۲۴ھ در مکہ مکرمہ)

ازاں بعد ان تینوں نے بڑی سند بھی طلب کی جو فاضل علامہ کامل فہامہ احناف کے سابق مفتی حضرت الشیخ صالح کمال کو لکھ کر دی تھی۔ (رب ذوالجلال ان کی حفاظت فرمائے) تو میں نے انہیں اجازت دی اور کہا کہ حضرت صالح کمال کی سند اجازت کی نقلیں لے لو۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس سند اجازت کی برکتیں بخشے۔ اور ہم سب پر اپنی بخشش کے سبب انعام فرمائے۔ آمین

۸۔ فاضل کامل عالم عامل باصفا باوفا مصلی حنفی کے امام مولانا الشیخ عبداللہ میرداد نے، جو اجل علامہ یکتا بزرگ زاہد عابد متقی پرہیزگار پاک از عیب ونقص مولانا الشیخ احمد

ابی الخیر میرداد حفظہما الملک الجواد فی کل خلوۃ و ناد (وکان ذلک لاول عقد خلا من صفر آخذا من خیر ولا صفر من ظفر آمین بحرمۃ سید البشر صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلی آلہ وصحبہ الغرر) (۹) الفاضل الجلیل النبیہ النبیل مولنا الشیخ حسن العجیمی المکی ابن الفاضل الفاضل الشیخ عبدالرحمن المرحوم من اولاد العلم الشہیر والعلامۃ الکبیر صاحب التصانیف الغرر والتآلیف الزہر آلابہی من الدرر حضرۃ الشیخ الاجل مولنا حسن بن علی العجیمی المکی قدس سرہ الملکی (وکان ذلک لاول عقد خلا من صفر آخذا من ظفر ۱۳۲۳ھ بمکۃ المحمیۃ (۱۰) العالم السالم البار مولنا السید سالم بن عیدروس البار العلوی الحضرمی اللہ تعالیٰ یسلمہ عن کل ضر ویحمی (۱ صفر ۲۳ھ) (۱۱) الوالد الصالح الشاب المفلح بکرم اللہ تعالیٰ ملتزم العلم فی الحرم الکریم السید علوی بن حسن الکاف الحضرمی رزقہ اللہ العلم النافع الجلیل الحمی (۱۲) السید ابوبکر بن سالم البار العلوی الحضرمی (ولا تتذکر ہل کتب لہ او احیل علی ما کتب لابیہ) (۱۳) الفاضل الجلیل الکامل النبیل غرس دوح الفضل و النبیل ذو العلم والعرفان مولنا السید عبداللہ دحلان ابن اخی العلامۃ الکبیر الامام الشہیر سیدنا وشیخنا السید احمد بن زینی دحلان تغمدہ اللہ بالرحمۃ والرضوان (۲۲ صفر ۱۳۲۳ھ) (۱۴) السید محمد بن عثمٰن دحلان (وکانت ہذہ الاجازۃ یوم الرواح من مکۃ الامینۃ الی المدینۃ السکینۃ واکبر ظنی ان ہذا السید احیل علی الاجازۃ قبلہا او بالارسال وصل (۱۵) الفاضل الکامل ذو المفاخر والفضائل الشاب الصالح المستقیم علی الدین القدیم والصراط القویم جامع اسباب الفضل والشرف مولنا الشیخ محمد یوسف حفظہ اللہ عن موجبات التلہف مدرس مدرسۃ مولینا رحمۃ اللہ

ابوالخیر میرداد کے صاحبزادے ہیں (اللہ تعالیٰ کریم بادشاہ ان دونوں کی خلوۃ وجلوۃ میں حفاظت فرمائے)، ۱۰ ارصفر ۔ اللہ تعالیٰ اس مہینے کو خیر وظفر سے خالی نہ کرے آمین بطفیل سید البشر (اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل پر اور چمکنے والے صحابہ پر درود وسلام بھیجے)

۹۔ فاضل جلیل، نامور عقلمند حضرت مولانا حسن العجیمی المکی بن القاضی حضرت مولانا عبدالرحمٰن (المرحوم) نے ـــــ جو علم شہیر، علامہ کبیر، چمکتی مصنفات والے، خوبصورت مولفات والے جو کر موتیوں سے زیادہ خوشنما تحتی ہیں حضرت الشیخ الاجل مولانا حسن بن علی العجیمی المکی کی اولاد سے ہیں (در مکہ مکرمہ ۱۰ صفر ۱۳۲۴ھ اللہ تعالیٰ اسے خالی از ظفر نہ کرے)

۱۰۔ علم والے، سلامتی والے، نیکی والے مولانا السید سالم بن عیدروس بیک العلوی الحضرمی نے اللہ تعالیٰ انھیں ہر نقصان سے بچائے اور حمایت فرمائے۔ ۱۱ صفر ۱۳۲۴ھ۔

۱۱۔ فرزند صلاح والے، جوان فلاح والے محرم شریف میں بکرم تعالیٰ تحصیل علم کا التزام کرنیوالے الکریم السید العلوی بن حسن الکاف الحضرمی نے۔ (اللہ تعالیٰ انھیں نفع بخش جلیل الشان بلند پایہ علم بخشے۔

۱۲۔ سید ابوبکر بن سالم البار العلوی الحضرمی نے (یاد نہیں کہ ان کے لیے الگ کتابت ہوئی تھی یا انھیں ان کے والد صاحب کے حوالے کر دیا گیا تھا۔

۱۳۔ فاضل جلیل کامل عقلمند، شجرۂ فضیلت وعظمت کی شاخ صاحب علم وعرفاں مولانا السید عبداللہ دحلان نے جو علامہ کبیر امام شہیر ہمارے آقا ہمارے شیخ السید احمد بن زینی دحلان کے برادر زادہ ہیں (اللہ تعالیٰ انھیں رحمت ورضا میں چھپائے، ۲۲ صفر ۱۳۲۴ھ)

۱۴۔ السید محمد بن عثمان دحلان نے (یہ اجازت اس وقت دی جبکہ ہم امن والے شہر مکہ مکرمہ سے رخصت ہو کر سکون والے شہر مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہونے والے تھے غالب سید صاحب موصوف کو پہلے اجازت نامہ میں شریک کر لیا تھا یا ان سے وعدہ ہوا تھا کہ پھر لکھ کر بھیجیں گے)

۱۵۔ فاضل کامل فضیلتوں اور بزرگیوں والے نیک جوان سیدھے راستے اور پرانے دین پر قایم رہنے والے فضل وشرافت کے اسباب کے جامع مولانا رحمت اللہ (علیہ رحمۃ تعالیٰ،

علیہ رحمۃ اللہ ۲۳ صفر الخیر ۱۳۲۳ھ)

ثم اتفقت العبارة

وانا حل بالبلد الحرام اجازة مروياتی عن مشایخی الکرام وما کنت اهلا لذلك ولا من فرسان تلك المعارك ولکن الصالحون حسان الظنون ونحن الظن نفع مزید فالله سبحنه وتعالی عند ظن الجید فاجزته علی برکة الله تعالی بجمیع ما تصح لی روایته من القران العظیم واحادیث النبی الکریم علیه افضل الصلاة والتسلیم وکتب الحدیث من صحاح وسنن ومسانید وجوامع ومعاجیم واجزاء وشروح وکتب اصوله واسماء رجاله والفقه والتفسیر والقراءة والتجوید والکلام واصول الفقه والسیر والتواریخ والادب والنحو والصرف واللغة والمعانی والبیان والبدیع والمنطق والحکمة والهندسة والهیئة والتکسیرات وسائر کتب المقاصد والالات من کل ما اروبه عن مشایخی الاکرمین کحضرة مولای ومرشدی وسیدی وسندی وکنزی وذخری لیومی وغدی مجمع الطریقین ومرجع الفریقین من العلماء والعرفاء الاطاهر ملحق الاصاغر بالاکابر سیدنا الشاه ال الرسول الاحمدی رضی الله تعالی عنه بالرضی السرمدی عن شیوخ اجلاء منهم الشاه عبد العزیز الدهلوی عن ابیه الشاه ولی الله المحدث الدهلوی وکحضرة ابی ورحمة ربی وولی نعمتی و مالك رقی ورقبتی ختام المحققین وامام المدققین حامی السنن ماحی الفتن ذی التصانیف الباهرة والحجة القاهرة والمحجة الزاهرة

منحانیہ

کے مدرسہ کے مدرس مولانا الشیخ محمد یوسف نے (اللہ تعالیٰ انھیں اسبابِ غم سے بچائے۔

۲۲ صفر ۱۳۲۳ھ)

ایک عبارت برائے جملہ مستجیزین

جبکہ میں مکہ مکرمہ میں حاضر تھا کہ میں انھیں ان تمام مرویات کی روایت کی اجازت دوں جن کی روایت کی مجھے میرے مشائخ کرام سے اجازت ہے حالانکہ میں بخیال خود اس کی اہلیت نہیں رکھتا اور نہ ہی ان معرکوں کا شہسوار ہوں۔ لیکن نیک لوگوں کے گمان نیک ہوتے ہیں۔ اور نیک گمان بہت مفید ثابت ہوتے ہیں کیونکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بندوں کے ساتھ ان کے گمان کے مطابق معاملہ فرماتا ہے۔ اس بنا پر میں انہیں علی برکتہ تعالیٰ درج ذیل کتب وعلوم وفنون کی اجازت دیتا ہوں جن کا میں مجاز ہوں۔ قرآن مجید[۱] نبی کریم (علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم) کی احادیث مبارکہ کی کتب، صحاح[۲]، سنن[۳]، مسانید[۴]، جوامع[۵]، معاجم[۶]، اجزاء[۷]، شروح[۸]، کتب اصول حدیث[۹]، کتب اسماء الرجال[۱۰]، فقہ[۱۱]، تفسیر[۱۲]، قرأت[۱۳]، تجوید[۱۴]، کلام[۱۵]، اصول فقہ[۱۶]، تکسیر[۱۷]، تواریخ[۱۸]، ادب[۱۹]، نحو[۲۰]، صرف[۲۱]، لغت[۲۲]، معانی[۲۳]، بیان[۲۴]، بدیع[۲۵]، منطق[۲۶]، حکمت[۲۷]، ہندسہ[۲۸]، ہیئات[۲۹]، زیجات[۳۰] اور مقاصد وآلات کی باقی کتابیں جن سب کی مجھے ان کرم فرما مشائخ سے اجازت ہے اور ان سے روایت کرتا ہوں۔ مثلاً:

۱۔ میں اپنے مولیٰ، اپنے مرشد، اپنے سردار سے راوی ہوں جو میرے لیے سہارا بھی ہیں اور خزانہ بھی اور دنیا و آخرت میں ذخیرہ بھی، جو شریعت وطریقت کے جامع بھی ہیں اور پاک لوگوں کی دونوں جماعتوں عالموں عارفوں کے مرجع بھی۔ جن کی توجہ اصاغر کو اکابر بنادیتی ہے۔ یعنی سیدنا الشاہ آل الرسول الاحمدی (اللہ تعالیٰ انھیں دائمی رضا مرحمت فرمائے)۔ وہ اپنے جلیل القدر مشائخ سے جن میں الشاہ عبدالعزیز دہلوی بھی ہیں۔ وہ اپنے والد الشاہ ولی اللہ المحدث الدہلوی سے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

۲۔ میں اپنے والد صاحب سے راوی ہوں جو میرے لیے رب تعالیٰ کی رحمت ہیں اور میری نعمت کے والی ہیں۔ میری ذات اور گردن کے مالک ہیں۔ محققین کے خاتم اور مدققین کے پیشوا ہیں۔ سنتوں کے حامی اور فتنوں کے ماحی ہیں۔ عمدہ تصانیف غالب حجت اور روشن طریق والے ہیں۔

سیدنا المولوی محمد نقی علی خان القادری البرکاتی البریلوی قدس سرہ القوی عن ابیہ الکریم العارف باللہ ذی الفضائل والجاہ سیدنا المولوی محمد رضا علی خان قدس اللہ سرہ ومثواہ عن المولی خلیل الرحمن المحمدآبادی عن الفاضل محمد اعلم السندیلی عن ملک العلماء بحر العلوم ابی العیاش محمد عبد العلی اللکنوی وکشیخ العلماء بالبلد الامین الامام المحدث الفقیہ الرزین المتمول السید احمد بن زین دحلان المکی قدس سرہ الملکی عن الشیخ عثمان الدمیاطی وغیرہ وکمولانا الھمام العلام سراج اللہ فی البلد الحرام المولی عبد الرحمن ابن الشیخ عبد اللہ سراج مفتی الحنفیہ بمکۃ المحمیہ عن المولی جمال بن عبد اللہ بن عمر مفتی الاحناف عن المولی عابد السندی المدنی وکالسید الصالح حسین بن صالح جمل اللیل المکی عن الشیخ عابد السندی وکحفید مرشدی وصاحب سجادتہ ووارث علمہ وسیادتہ وسعادتہ السید الشاہ ابی الحسین احمد النوری دام تنویرہ بالنور المعنوی والصوری وغیرہم رحم اللہ الجمیع کل مساء وسطیع وکذلک اجزتہ بجمیع مؤلفاتی التی نافت الماتین وما عسی ان یفتح لی بتوفیق ربی الی حین الحین منہا فتاوای الملقبۃ بالعطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویہ وھی الان مع حذف المکررات فی سبع مجلدات ونرجو المزید من فضل ربنا المجید وکذالک اجزت بہا اولادہ و احفادہ واخوانہ ومن احب ھولہ بشرطہ المعلوم عند ائمۃ ھذہ العلوم

یعنی سیدنا مولانا محمد نقی علی خاں القادری البرکاتی البریلوی (قدس سرہ القوی) — وہ اپنے کریم باپ عارف ربانی صاحب فضیلت و وجاہت سیدنا المولوی محمد رضا علی خاں (قدس اللہ سرہٗ و مثواہ) سے، وہ المولی الخلیل الرحمٰن محمد آبادی سے، وہ الفاضل محمد اعلم السندیلی سے، وہ عالموں کے بادشاہ، علموں کے سمندر ابوالعیاش محمد عبد العلی اللکھنوی سے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

۳۔ میں امن والے شہر مکہ مکرمہ کے شیخ العلماء الامام المحدث پختہ رائے والے فقیہ المولیٰ سید احمد بن زین دحلان المکی (قدس سرہ المکی) سے راوی ہوں — وہ الشیخ عثمان الدمیاطی وغیرہ سے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

۴۔ میں مولانا بلند ہمت علامہ مکہ محترمہ میں اللہ تعالیٰ کے روشن چراغ المولوی عبد الرحمٰن سے راوی ہوں، جو مکہ مکرمہ میں احناف کے مفتی الشیخ عبد اللہ سراج کے صاحبزادے ہیں، وہ مولا جمال بن عبد اللہ بن عمر مفتی الاحناف سے، وہ المولا عابد السندی المدنی سے۔

۵۔ میں نیک سید حسین بن صالح جمل اللیل المکی سے راوی ہوں، وہ الشیخ عابد السندی سے۔

۶۔ میں اپنے مرشد پاک کے پوتے، ان کے سجادہ نشین، ان کے علم سیادت، سعادت کے وارث السید الشاہ ابوالحسین احمد النوری سے راوی ہوں (اللہ تعالیٰ ان کے معنوی اور صوری نور کو برقرار رکھے۔

علاوہ ازیں دیگر مشایخ کرام سے بھی راوی ہوں (اللہ تعالیٰ ان سب پر صبح و شام رحمتیں نازل فرمائے)

اور میں انہیں اپنی تمام مولفات کی بھی اجازت دیتا ہوں جو دو سو سے بڑھ چکی ہیں[25] اور بتوفیقہ تعالیٰ آخری دم تک مزید لکھی جائیں گی۔ ان میں ایک فتاویٰ بھی ہے جو "العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ" کے نام سے موسوم ہے جس کی علاوہ مکررات کے سات جلدیں مرتب ہو چکی ہیں اور رب مجید کے فضل سے مزید جلدوں[26] کے مرتب ہونے کی امید ہے۔ اور موصوف کی طرح ان کے بیٹوں، پوتوں، نواسوں اور بھائیوں کو بھی اجازت دیتا ہوں اور ان کو بھی جنہیں وہ پسند کریں۔ ہر ایک کے لیے وہی شرط ہے جو علوم مذکورہ کے اہل کے ہاں معلوم و مسلم ہے۔

وکذلک اجزتہ بجمیع سلاسل الطریقۃ التی انا
مجازبھا وما اذون فیھا کالطریقۃ العلیۃ
العالیۃ القادریۃ البرکاتیۃ الجدیدۃ والقادریۃ
الاٰبائیہ القدیمۃ والقادریۃ الاھدلیۃ
والقادریۃ الرزاقیۃ والقادریۃ المنوریۃ والچشتیۃ النظامیۃ
القدیمۃ والچشتیۃ الجدیدۃ والسھروردیۃ الواحدیۃ
والسھروردیۃ الفضیلۃ والنقشبندیۃ العلائیۃ نسبۃ
الی المولی السید الکریم ابی العلاء الاکبرآبادی والسلسلۃ
البدیعیۃ والعلویۃ المنامیۃ وھذہ اقرب سلاسل
فی البیعۃ الی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فانی
بایعت علی ید شیخی ومرشدی السید ال الرسول الاحمدی
بایع علی ید الشاہ عبد العزیز الدھلوی بایع
فی رؤیاہ الصالحۃ علی ید امیر المومنین و
مولی المسلمین علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجھہ
الاسنی بایع علی ید من یدہ ید اللہ وبیعتہ
بیعۃ اللہ سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ
صلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ وصحبہ واھلہ
وحزبہ وبارک وسلم وشرف وکرم ولہ
رحمہ اللہ فی شرح رؤیاہ ھذہ رسالۃ لطیفۃ
وکراسۃ منیفۃ وایضا اخصہ بالمصافحات
الاربع الخضریۃ والجنیۃ والمعمریۃ و
المنامیۃ المتصلات منی بحمد ربی الی حضرۃ
الرسالۃ والخلیفۃ الاعظم

میں انھیں طریقت کے ان تمام سلسلوں کی بھی اجازت دیتا ہوں جن کی مجھے اجازت ہے اور خلیفہ بنانے کا اذن ہے۔ وہ سلاسل طریقت یہ ہیں:

۱۔ طریقہ عالیہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ
۲۔ قادریہ آبائیہ قدیمہ
۳۔ قادریہ اهدلیہ
۴۔ قادریہ رزاقیہ
۵۔ قادریہ منوریہ
۶۔ چشتیہ نظامیہ قدیمہ
۷۔ چشتیہ جدیدہ
۸۔ سہروردیہ واحدیہ
۹۔ سہروردیہ فضلیہ
۱۰۔ نقشبندیہ علائیہ (جو حضرت سید کریم ابوالعلاء اکبرآبادی کی طرف منسوب ہے)
۱۱۔ سلسلہ بدیعیہ
۱۲۔ علویہ مناميہ

یہ آخری سلسلہ بیعت میرے تمام سلسلوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے، کیونکہ میں نے اپنے شیخ اپنے مرشد السید آل الرسول الاحمدی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ انھوں نے الشاہ عبدالعزیز الدہلوی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ انھوں نے اپنے سچے خواب میں اہل ایمان کے امیر اہل اسلام کے مولیٰ سیدنا علی المرتضیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی (اللہ تعالیٰ ان کے پُرنور چہرے کو عزتیں بخشے)۔ انھوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی جن کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ اور جن کی بیعت اللہ کی بیعت ہے یعنی ہم سب کے آقا، ہم سب کے مولیٰ حضرت جناب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دست حق پرست پر (اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر اور آپ کے سب گھروالوں اور سارے لشکر پر درود برکت سلام اتارے اور شرافت وکرامت بخشے) الشاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے چھوٹا مگر شاندار پمفلٹ بھی اس خواب کی شرح میں لکھا ہے۔ میں انھیں مصافحات اربعہ سے بھی نوازتا ہوں:

۱۔ مصافحہ خضریہ
۲۔ مصافحہ جنیہ
۳۔ مصافحہ معمریہ
۴۔ مصافحہ منامیہ

مجھے بحمدہ تعالیٰ ان چار مصافحوں کے ذریعہ رب ذوالجلال کے خلیفۂ اعظم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بارگاہ رسالت تک متصل ہونے کا شرف حاصل ہے (اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کی آل کریم پر درود سلام

ـدی الجلالة صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم وعلی الـــہ
الکرام و اوصیتہ ان لاینسٰی ھذا العاجز الفقیر المحتاج
الحقیر ذ القلب الکسیر و الذنب الکثیر و ذریتہ واخوانہ
و محبیہ وخلانہ من دعوتہ الصالحۃ المتواترۃ
بالعفو والعافیۃ فی الدین والدنیا والاخرۃ
وان یصرف اوقاتہ فی نکایۃ الفتن واھانۃ اصحابھا وحمایۃ
السنن واعانۃ اربابھا فان ذلک اعظم القرب وارضی
مرضاۃ للنبی والرب اللّٰھم یا مرسل ھذا الحبیب
رحمۃ ونعمۃ صل وسلم وبارک علیہ عدد
مالک من علم وکلمۃ وبجاھہ عندک استر
عوراتنا و آمن روعاتنا وکفر سیاٰتنا واقض لنا
بالخیر جمیع حاجاتنا واصلح اعمالنا وحقق اٰمالنا
وخفف اثقالنا وحسن احوالنا واٰخر دعونا ان
الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین
محمد واٰلہ واصحابہ اجمعین امین قالہ بفمہ وامر برقمہ
الفقیر عبد المصطفی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری
البرکاتی غفر اللّٰہ لہ ما مضی من ذنوبہ وما یاتی امین والحمد للّٰہ رب العلمین

النسخۃ الخامسۃ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم الحمد للّٰہ علی ما انعم وعلم وصلی اللّٰہ تعالٰی علی
الحبیب وسلم وعلی الہ وصحبہ وبارک وکرم اما بعد فانی الفاضل
ذوالھمم وحسن الشیم النافع المجدی مولٰنا الشیخ
عبد القادر الکردی حفظہ اللّٰہ

بھیجے) — انہیں ان اجازتوں کے ساتھ دو وصیتیں بھی کرتا ہوں،

پہلی وصیت : اس عاجز فقیر محتاج حقیر ٹوٹے دل والے کثیر لغزش والے کو اور اس کی اولاد، بھائیوں، محبوں اور دوستوں کو اپنی نیک دعاؤں کے وقت نہ بھولیں بلکہ دین و دنیا اور آخرت کی عافیت اور عفو کی دعائیں بکثرت کرتے رہیں۔

دوسری وصیت : فتنوں کے مٹانے اور سنتوں کے بچانے میں اہل فتنہ کی اہانت اور اہل سنت کی اعانت میں ہمہ وقت مصروف رہیں کیونکہ یہ بڑی عبادت ہے اس سے اللہ و رسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) بہت راضی ہوتے ہیں۔

اے اللہ! اے وہ ذات جس نے اس محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو رحمت اور نعمت بنا کر بھیجا ہے آپ پر درود و سلام اور برکتیں اس قدر نازل فرما جس قدر تیرا علم اور تیرے کلمات ہیں اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تیری بارگاہ میں جو بلند مرتبہ ہے اس کے طفیل ہمارے عیب چھپا، خوف سے بچا، لغزشیں مٹا اور جملہ حاجات بخیریت پوری فرما، ہمارے اعمال کی اصلاح فرما، آرزوؤں کو پورا کر، بوجھوں کو ہلکا فرما، حالات کو حسن بخش — اور ہماری آخری دعا یہی ہے کہ سب تعریفیں اللہ رب العالمین کو ہیں اور درود و سلام رسولوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر، اور آپ کی آل و اصحاب سب پر۔ آمین۔

الفقیر عبد المصطفیٰ احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی نے یہ باتیں اپنے منہ سے کہیں اور ان کے لکھنے کا حکم دیا (اللہ تعالیٰ گزشتہ اور آئندہ تمام گناہوں کی مغفرت فرمائے) آمین والحمد للہ رب العالمین۔

پانچواں نسخہ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان رحمت والا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کو ہیں اس کے انعام فرمانے اور تعلیم دینے پر۔ اللہ تعالیٰ درود و سلام بھیجے اور برکت و کرم اتارے اپنے محبوب پر اور آپ کی آل و اصحاب پر — حمد و صلوٰۃ کے بعد — باہمت، نیک سیرت نفع دینے والے، بخشش فرمانے والے فاضل مولانا الشیخ عبد القادر الکردی (اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کی

ومحفوظه مما يروى وانا حل بالبلد الحرام اجازة ما تصح لى روايته
من مشايخى الكرام فانعمت لهما مول وزدت على المسئول لانى تفرست
فى ولده الصغير عمرا الكبير ان شاء الله قدرا عبد الله فريد حفظه
كالدر الفريد آثار السعادة والحسنى وزيادة فانه كما اخبرنى
ابوه فى عمره هذا احفظ عشرة متون واجازة الصغار امر
معروف قد مضى عليه العلماء العاملون لانهم اذا كبروا
رزقوا علما يحصل لهم القرب والعلو من الحبيب صلى الله تعالى
عليه وسلم الدنو فاجزتهما بما تصح لى روايته من حديث
وفقه وتفسير وغيرها وتصانيفى التى نافت على الماشتين
والله رزقنا جميعا النور والبها آمين وكان ذلك لعشر خلت
من صفر الخير سنة ١٣٢٥ھ فى البلد الامين والحمد لله رب العلمين ٥

النسخة السادسة

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله وحده والصلوة والسلام
على من لا نبى بعده وعلى اله وصحبه المكرمين عنده
اما بعد فلما سالنى السيد الاجل الابجل المعظم المفخم
المعرم ذو المجد والكرم ومعالى الهمم مولينا السيد
محمد عمر ابن السيد الجليل القدر الجميل الفخر المرحوم
بكرم الله تعالى السيد ابى بكر الرشيدى جعل الله كل يوم
من ايام عمره محفوفا بالسرور الابدى اجازة الحديث وغيره
مما تصح لى روايته من العلوم والمدارك رجاء ان يرزقه الله سبحنه وتعالى
سلوك تلك ذا المرء يوجر على نيته ونية المومن خير من عمله وقد
سار احسنا ٥

پناہ میں آنے والوں کو اپنی حفاظت میں لے) نے مجھ سے بایام قیام مکۂ معظمہ ان حدیثوں کی روایت کی اجازت مانگی جن کی روایت کی اجازت مجھے میرے کرم فرما شائخ سے حاصل ہے۔ تو میں نے ان کی مراد پوری کی بلکہ اس پر اضافہ کیا کہ ان کا بچہ عبداللہ فریدؔ (اللہ تعالٰی اسے یکتا موتی کی طرح محفوظ رکھے) جو عمر میں چھوٹا اور قدر و منزلت میں ان شاء اللہ بڑا ہے۔ اس میں مجھے آثار سعادت نظر آئے اور زیادہ تکوئی معلوم ہوئی بچے کے والد صاحب سے پتہ چلا کہ بچے نے اس عمر میں دس کتابوں کے متن حفظ کر لیے ہیں چونکہ بچوں کو اجازت دینا بھی مشہور و معروف ہے اور باعمل علمائے معمول میں داخل ہے کیونکہ بڑے ہو کر دولت علم سے نوازے جانے کے بعد پیشتر اجازت حاصل ہونے کی صورت میں ان کو حبیب اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قرب اور ان کی سند کو علو حاصل ہو جاتا ہے۔ اس بناء پر میں نے باپ بیٹا دونوں کو حدیث، فقہ، تفسیر اور ان تمام علوم کی اجازت دی جن کی روایت کا میں مجاز ہوں۔ اور دونوں کو اپنی تمام تصنیفات کی بھی اجازت دی جن کی تعداد اس وقت دو سو سے اوپر ہے۔ اللہ تعالٰی ہم سب کو نور علم اور اس کی رونق و زیبائی عطا فرمائے ——— یہ سند اجازت ۱۰ صفر الخیر ۱۳۲۴ھ مکہ مکرمہ میں مرتب ہوئی (اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کو ہیں)

چھٹا نسخہ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان رحمت والا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کو ہیں جو اکیلا ہے اور درود و سلام ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں، اور آپ کی آل و اصحاب پر جو اللہ کے نزدیک عزت والے ہیں ——— حمد و صلوٰۃ کے بعد ——— جب مجھ سے سوال کیا جلیل القدر سردار صاحب شرافت لائق عظمت رفیع المرتبت صاحب عزت عالی ہمت مولانا السید محمد عمر نے۔

جو بلند شان والے سردار، صاحب جمال و افتخار، مورد رحمت پروردگار سید ابوبکر الرشیدی کے فرزند ہیں (اللہ تعالٰی ان کی زندگی کے ہر دن کو عید جیسے سرور سے بھرپور فرمائے) ——— (سوال یہ تھا) کہ میں انہیں حدیث شریف کی اور ان تمام علوم مدارک کی سند اجازت دوں جن کی روایت کا میں مجاز ہوں۔ بایں امید کہ اللہ سبحانہٗ تعالٰی انہیں ان علمی راستوں پر چلنا نصیب فرمائے۔ آدمی کو اس کی اچھی نیت پر بھی ثواب ملتا ہے اور مومن کی اچھی نیت خالی عمل سے بہتر ہوتی ہے جو شخص نیکی کا ارادہ کرتا ہے

رسی لها سعیها فان الله سبحنه مبلغه لامله وقد جرت سنة العلماء بالاجازة لمن سیوله فضلا عمن یوجد فاجبت مسئوله وحققت ما موله واجزته بالقرآن والحدیث والفقه والاصول وسائر ما یتوجه الیه من فنون المعقول والمنقول بشرطه المقرر عند الائمة الغرر ودعوت الله تعالی ان یرزقه ولدا صالحا عالما عاملا مفلحا معززا فی الدنیا والدین فاذا ولد وتوجه الی العلم المبین فقد اجزته ایضا لیکون فی السند من العالین والحمد لله رب العلمین وقد کان نوی السید تیماء البرکة بحسن ظنه الجید ان المولی تعالی ان رزقه ولدا مرتضی یسمیه باسم هذا الفقیر احمد رضا فقلت بل سموه عثمن ان شاء الرحمن لیکون السید عثمن ابن السید عمر ابن السید ابی بکر وکان اذ ذاک العلامة الجلیل مولنا الشیخ صالح کمال حاضرا فی مجلسی فنادان سموا الاول عثمن واذا رزقتم ولدا ثانیا فسموا لا کما نویتم احمد رضا وعلی ذلک تم الامر نرجوا المولی سبحنه وتعالی ان یحقق الآمال ویاتی فی الشاهد بما تصوره الخیال آمین وکان ذلک لاحدی عشرة خلت من صفر الخیر لیلة الجمعة المبارکة فی البلد الحرام مکة سنہ ۱۳۲۴ واتفقت الکتابة للیلتین بقیتا من صفر فی جدة وانا علی جناح سفر الی حضرة المدینة الامینة ذات الرحمة والسکینة صلی الله تعالی علی من طیبها وبارک وسلم وعلی آله وصحبه وشرف وکرم آمین۔

النسخة السابعة

بسم الله الرحمن الرحیم نحمده

اور اس کے لیے کوشش کرتا ہے تو اللہ سبحانہٗ تعالیٰ اس کی آرزو پوری فرماتا ہے۔ اور علماء کے معمولات میں یہ بھی داخل ہے کہ وہ بعض دفعہ استقبال قریب میں پیدا ہونے والے بچے کو بھی اجازت دے دیتے ہیں تو جو موجود ہے اور اس نے ابھی تحصیل علم سے فراغت نہیں پائی اسے اجازت دینا بطریق اولیٰ درست ہے اس بنا پر میں نے سید محترم کی بات مانی ان کی مراد پوری کی۔ میں انہیں قرآن مجید کی حدیث شریف کی فقہ و اصول کی معقول و منقول کے ان تمام فنون کی اجازت دیتا ہوں جن کی جانب وہ توجہ فرمائیں۔ یہ اجازت اسی شرط کے ساتھ ہے جو ائمہ کرام کے ہاں مقرر و مسلم ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ سید محترم کو نیک لڑکا عطا فرمائے جو عالم بھی ہو اور کامل بھی۔ دین و دنیا میں کامیاب بھی ہو اور معزز بھی۔ تو جب ان کے ہاں بچہ متولد ہو اور وہ (بڑا ہو کر) علم مبین کی تحصیل کی طرف توجہ کرے تو اسے بھی میری طرف سے اجازت ہے۔ پیدا ہونے سے پہلے بچے کو اجازت اس لیے دی جاتی ہے تاکہ وہ بھی عالی سند والوں میں شمار کیا جائے۔ سید محترم نے بنا بر حسن ظن بغرض حصول برکت یہ نیت کی تھی کہ جب اللہ تعالیٰ انہیں فرزند دلپسند مرحمت فرمائے تو وہ اس کا نام اس فقیر کے نام پر "احمد رضا" رکھیں گے۔ میں نے انھیں مشورہ دیا کہ بچے کا نام عثمان رکھنا تاکہ باپ دادا کے ناموں کے ساتھ مل کر اس کا نام اس طرح ہو جائے "سید عثمان بن سید عمر بن سید ابوبکر"۔ اس مجلس میں جلیل الشان علامہ مولانا صالح کمال بھی تھے انھوں نے افادہ فرمایا کہ جب پہلا بچہ پیدا ہو تو اس کا نام عثمان رکھنا پھر جب دوسرا بچہ عطا ہو تو اس کا نام حسب نیت "احمد رضا" رکھنا۔ یہ مجلس اس گفتگو پر ختم ہوئی۔ ہمیں امید ہے کہ مولیٰ سبحانہٗ و تعالیٰ آرزوؤں کو پورا فرمائے گا اور متصور فی الخیال کا مشاہدہ کرائیگا۔ یہ گفتگو جمعہ کی شب بتاریخ ۱۱ صفر الخیر ۱۳۲۴ھ مکہ معظمہ میں ہوئی اور سند اجازت بتاریخ ۲۰ صفر جدہ میں لکھی گئی جبکہ میں اس امی والے رحمت والے چین و سکون والے شہر مدینہ منورہ کی حاضری کو تیار تھا۔ (جنھوں نے مدینہ منورہ کو اپنی خوشبوؤں سے مہکایا ان پر اور ان کی آل و اصحاب پر اللہ تعالیٰ درود بھیجے برکت فرمائے سلام اتارے شرافت و کرامت بخشے۔ آمین)

ساتواں نسخہ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان رحمت والا ہے۔ ہم اس کی حمد کرتے ہیں

ونصلی علی رسوله الکریم الحمد للہ احد من لا احد له وسند من لا سند له وافضل الصلاۃ واکمل السلام علی سید الکرام وسند الانام منتهی سلاسل الانبیاء العظام وعلی آله وصحبه تداۃ علمه ودعاۃ ادبه وبعد فلما من علی ربی بجاہ نبیی وهو حسبی صلی اللہ تعالی علیه وعلی آله وصحبه بتقبیل هذه العتبة العلیة النبویة علی صاحبها وآله افضل الصلاۃ والتحیة سنه ۱۳۲۳ تفضل المولی الفاضل العالم العامل المتورع البارع التقی الفارع من اهل النبوۃ وروح الکرام والعترۃ قرۃ عین الشریعة الامینة وفلذۃ کبد المدینة السکینة شیخ الدلائل ومرجع الجلائل وجامع الفواضل ومنبع الفضائل مولنا السید الشیخ محمد سعید ابن السید الاجل العلامة الاکمل الشهیر فی مشارق الارض ومغاربها والحائز لمقاصد الشریعة ومآربها مولنا السید محمد المغربی تغمده اللہ بالفضل الوهبی

وکان علی ان آتیه بحکمین
تقدم والتقدم للکرام

ولما تشرفت بحضور برکته سمع منی الحدیث المسلسل بالاولیة وهو اول حدیث سمعه منی ثم سألنی اجازۃ جمیع ما اجازنی به مشایخی الکاملون وما کنت اهلا لذلک ولکن الکرام حسان الظنون فما کان لی بد لامتثال امره الشریف والائتمار بحکمه المنیف فاجزته بجمیع ما تصح لی روایته وبتصانیفی التی نافت المائتین وبجمیع سلاسل الطریقة الواصلة الی وهی ثلثة عشر من القادریة والچشتیة والسهروردیة والنقشبندیة وغیرها والآن ان الرحیل وسارسل الی السید بعض التفصیل بعد الوصول الی بلدی.

اور اس کے رسول کریم پر درود بھیجتے ہیں۔ سب تعریفیں اللہ کو ہیں جو یکتا ہے جس کا کوئی نہیں اس کا وہ ہے، جس کا کوئی سہارا نہیں اس کا وہ سہارا ہے۔ افضل درود اور اکمل سلام ان پر جو نبیوں کے سردار ہیں۔ ساری مخلوق کو جن پر بھروسہ ہے جن پر عظمت والے پیغمبروں کے سلسلے ختم ہوتے ہیں اور آپ کی آل واصحاب پر جو آپ کے علوم کے راوی اور آپ کی اچھی روش و پاکیزہ دانش کے محافظ ہیں۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد۔ جب میرے رب نے میری کفایت فرمانے والے میرے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم) کے طفیل مجھ پر احسان کیا کہ ۱۳۲۳ھ میں آستانہ عالیہ نبویہ (علیٰ صاحبہا وآلہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ) کے چومنے کی سعادت بخشی۔ تو اس وقت مولانا السید الشیخ محمد سعید صاحب جو فضیلت والے آقا، باعمل عالم، یکتا متقی، شجرۂ نبوت کی حسین شاخ، کرم و سخا کے شجر عظیم، امن والی شریعت کی آنکھوں کی ٹھنڈک، سکون دینے والے شہر مدینہ کے جگر گوشہ ہیں جو دلائل الخیرات کی اجازتیں بخشتے ہیں جن کی جانب اصحاب مراتب لوٹ لوٹ کر آتے ہیں جو عزتوں کے جامع، فضیلتوں کے منبع ہیں ——— اور سید اجل علامہ اکمل زمین کے مشارق و مغارب میں شہرت پانے والے، شریعت کے مطالب و مقاصد کے جمع کرنے والے مولانا السید محمد المغربی (اللہ تعالیٰ انہیں اپنے ذہنی فضل میں چھپائے) کے فرزند ہیں میرے پاس تشریف لائے۔

(ترجمہ شعر) ضروری تھا کہ میں جاتا مگر وہ آ گئے پہلے
کرم والے نوازش میں ہمیشہ پہل کرتے ہیں

میں جب ان کی آمد کی برکت سے مشرف ہوا تو انہوں نے مجھ سے حدیث مسلسل بالاولیت کا سماع کیا اور وہ پہلی حدیث ہے جو انہوں نے مجھ سے سنی۔ انہوں نے وہ تمام اجازتیں بھی طلب کیں جو مجھے اپنے باکمال مشایخ سے ملی تھیں۔ اگرچہ میں بخیال خود اس قابل نہیں مگر اہل کرم حسن ظن کے عادی ہوتے ہیں چونکہ تعمیل ارشاد کے بغیر کوئی چارہ نہ تھا اس لیے ان کے امر شریف و حکم منیف کو بجا لاتے ہوئے انہیں تمام علوم وفنون کی روایت کی اجازت دیتا ہوں جن کی روایت کا میں مجاز ہوں اور اپنی تمام تصانیف کی بھی ——— جن کی تعداد (اس وقت) دو سو سے اوپر ہے ——— اور طریقت کے تمام سلسلوں کی بھی جو مجھ تک پہنچتے ہیں اور تعداد میں تیرہ ۱۳ ہیں بالخصوص سلسلہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ ——— اور اب چونکہ کوچ کا وقت آ چکا ہے اس لیے وطن جانے کے بعد بیدہٖ محترم کے لیے بعونہٖ تعالیٰ

جون الملک الجمیل و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین و افضل الصلوٰۃ والسلام علی ھذا الحبیب الکریم و آلہ وصحبہ وذریتہ اجمعین آمین تاسع شہر ربیع الآخر یوم السبت سنۃ ۱۳۲۳ھ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ کتبہ بمحمدن المصطفی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

سند الحدیث المسلسل بالاولیۃ

لہ عند شیخنا السید الاجل رضی اللہ تعالٰی عنہ طریقان احدھما من جھۃ الشیخ المحقق مولانا الشیخ عبد الحق المحدث الدھلوی والاخری من جھۃ الشاہ عبد العزیز الدھلوی غفر لھما المولی القوی

طریق الشیخ المحقق عبد الحق المحدث قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحبہ اجمعین اما بعد فقد حدثنی السید الامام الھمام قطب الزمان حضرۃ الشیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ وارضاہ وھو اول حدیث سمعتہ منہ قال حدثنی السید السند رحلۃ زمانہ امام اوانہ عمی وشیخی ومولای ومرشدی السید آل احمد الملقب باچھی میاں صاحب المارھروی قدس اللہ سرہ العزیز وھو اول حدیث سمعتہ منہ عن السید النقی الامام التقی الورع الکامل البارع الفاضل العارف باللہ الاحد السید الشاہ حمزۃ ابن السید آل محمد البلجرامی الحسینی الواسطی وھو

قدرسے تفصیل لکھ بھیجوں گا۔

ہماری دعا کا خاتمہ اس پر ہے کہ تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کو ہیں اور افضل درود و سلام کرم فرمانے والے حبیب پر اور آپ کی آل و اصحاب پر اور آپ کے تمام خویش و اقارب پر۔ آمین

۹ ربیع الآخر ۱۳۲۲ھ بروز ہفتہ

اسے لکھا اللہ کے گنہگار بندے احمد رضا البریلوی نے

اللہ تعالٰی نبی امّی حضرت محمد مصطفٰی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طفیل معاف فرمائے۔

حدیث "مسلسل بالاولیت" کی سند

یہ حدیث ہمارے پیرو مرشد سید اجل (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کو دو سندوں کے ساتھ حاصل ہوئی ہے۔ ایک سند الشیخ المحقق عبدالحق المحدث الدہلوی کی طرف سے ہے اور دوسری الشاہ عبدالعزیز الدہلوی کی طرف سے۔ (قوت والا مولٰی دونوں کی مغفرت فرمائے)

الشیخ المحقق عبدالحق المحدث قدس سرہٗ کی سند

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان رحمت والا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کو ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ اور صلٰوۃ و سلام اللہ کے رسول محمد مصطفٰی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کی آل اور تمام اصحاب پر ــــ حمد و صلٰوۃ کے بعد ــــ مجھ سے حدیث بیان کی سید، پیشوا، بلند ہمت، قطب زمان، حضرت الشیخ (رضی اللہ تعالٰی عنہ وارضاہ) نے اور وہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ــــ انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے حدیث بیان کی با اعتماد سردار، مرجع اہل زمان، وقت کے امام میرے چچا، میرے شیخ، میرے آقا، میرے مرشد، سید آل احمد ملقب بہ اچھے میاں المارہروی (قدس اللہ سرہ العزیز) نے ــــ اور وہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ــــ انہوں نے روایت کی سردار پاکیزہ پیشوا، پرہیزگار، کامل پارسا، فاضل یکتا، عارف باللہ السید الشاہ حمزہ بن السید آل محمد بلگرامی الحسینی الواسطی سے۔ اور وہ

اول حدیث سمعه منه قال حدثنی السید طفیل محمد الاترولوی وهو
اول حدیث سمعته منه قال حدثنی السید السند البارع الاکمل
الافضل وحید زمانه السید مبارک فخر الدین البلجرامی رحمة الله
تعالی علیه وهو اول حدیث سمعته منه قال حدثنی الشیخ العالم
العامل حاج الحرمین الشریفین استاذی الشیخ ابو الرضا بن الشیخ
اسمعیل الدهلوی احد احفاد الشیخ عبد الحق الدهلوی سلمه
ربه ورحمة الله تعالی علیه وهو اول حدیث سمعته منه قال
حدثنا جدی واستاذی وشیخی افضل المحدثین الشیخ عبد الحق
الدهلوی رحمه الله علیه وهو اول حدیث سمعته منه قال
حدثنا الشیخ الصالح الموفق عبد الوهاب بن فتح الله البروجی
احد فقراء سیدی الشیخ عبد الوهاب المتقی رحمة الله تعالی
علیه وهو اول حدیث سمعته منه قال حدثنا الشیخ الکبیر
محمد بن افلح الیمنی وهو اول حدیث سمعته منه قال
حدثنا شیخنا الامام وجیه الدین عبد الرحمن بن ابراهیم
العلوی وهو اول حدیث سمعته منه ثنی شیخنا الامام شمس الدین
السخاوی القاهری وهو اول حدیث سمعته منه ثنی جماعة
کثیرون اجلهم علماً وعملاً شیخ الاستاذ الحجة الناقد
شیخ مشایخ الاسلام حافظ العصر الشهاب ابو الفضل احمد
بن علی بن العسقلانی عرف بابن حجر رحمه الله تعالی سماعاً من
لفظه وحفظه وهو اول حدیث سمعته منه قال حدثنی به
جماعة کثیرون منهم حافظ الوقت الزین ابو الفضل عبد الرحیم بن الحسین العراقی وهو
اول حدیث سمعته منه ح واخبرنی به عالیاً الشیخ شمس الدین ابو عبد الله
محمد بن احمد التزمری اجازة وهو اول حدیث رویته عنه قال هو
والعراقی حدثنا به الصدر ابو الفتح محمد بن محمد بن ابراهیم المیدومی اجازة

پہلی حدیث ہے جو انہوں نے ان سے سنی - انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے حدیث بیان کی سید طفیل محمد اترولوی نے اور وہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ـــــ انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے حدیث بیان کی بااعتماد سردار، کمالات و فضائل میں یکتا، زمانے کے بے ہمتا سید شاہ مبارک فخرالدین بلگرامی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے - اور وہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ـــــ انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے حدیث بیان کی شیخ عالم عامل حرمین شریفین کے حاجی میرے استاذ شیخ ابوالرضا ابن الشیخ اسماعیل الدہلوی نے جو الشیخ عبدالحق الدہلوی کے نواسے ہیں اور وہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی - انہوں نے فرمایا کہ ہم سے حدیث بیان کی میرے نانا میرے استاذ میرے شیخ افضل المحدثین الشیخ عبدالحق الدہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے، اور وہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ـــ انہوں نے فرمایا کہ ہم سے حدیث بیان کی الشیخ الصالح صاحب توفیق عبدالوہاب بن فتح اللہ البروجی کے از فقرائے سیدی عبدالوہاب المتقی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اور وہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ـــــ انہوں نے فرمایا کہ ہم سے حدیث بیان کی الشیخ الکبیر محمد بن انلع الیمینی نے اور وہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ـــــ انہوں نے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی ہمارے شیخ، پیشوا وجیہ الدین عبدالرحمٰن بن ابراہیم العلوی نے اور وہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی - انہوں نے فرمایا مجھ سے حدیث بیان کی ہمارے شیخ، پیشوا، شمس الدین السخاوی القاہری نے اور وہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ـــــ انہوں نے فرمایا مجھ سے حدیث بیان کی محدثین کی بڑی جماعت نے جن میں وہ بھی ہیں جو علم و عمل میں ان سب سے اعلیٰ ہیں یعنی میرے شیخ استاذ حجۃ ناقد مشائخ اسلام کے سردار حافظ العصر الشہاب ابوالفضل احمد بن علی العسقلانی معروف بہ ابن حجر (رحمہ اللہ تعالیٰ)، میں نے ان کے لفظ و حفظ سے حدیث کا سماع کیا اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ـــ انہوں نے فرمایا مجھ سے حدیث بیان کی محدثین کی بڑی جماعت نے جن میں حافظ الوقت صاحب الزینت ابوالفضل عبدالرحیم بن حسین العراقی بھی ہیں - اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی - سند دیگر - اور مجھے خبر دی الشیخ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد التدمری نے بھی اور اجازت دی اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے روایت کی ـــــ انہوں نے اور العراقی دونوں نے فرمایا کہ ہم سے حدیث بیان کی صدر ابوالفتح محمد بن محمد بن ابراہیم المیدومی نے اور اجازت دی

وھو اول حدیث قال الراقی سمعتہ منہ وقال التدمری حضرتہ عندہ ثنا بہ النجیب ابو الفرج عبد اللطیف بن عبد المنعم الحرانی وھو اول حدیث سمعتہ منہ ثنا بہ الحافظ ابو الفرج عبد الرحمن بن علی الجوزی وھو اول حدیث سمعتہ منہ ثنا بہ ابو سعید اسمعیل بن ابی صالح احمد بن عبد الملک النیسابوری وھو اول حدیث سمعتہ منہ ثنا بہ والدی ابو صالح احمد بن عبد الملک المؤذن وھو اول حدیث سمعتہ منہ ثنا ابو طاہر محمد بن محمد بن محمش الزیادی وھو اول حدیث سمعتہ منہ ثنا بہ ابو حامد احمد بن محمد بن یحیی بن بلال البزار وھو اول حدیث سمعتہ منہ ثنا بہ عبد الرحمن بن بشر بن الحکم وھو اول حدیث سمعتہ منہ ثنا بہ سفین بن عیینہ وھو اول حدیث سمعتہ من سفین عن عمرو بن دینار عن ابی قابوس مولی عبد اللہ بن عمرو بن العاص عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال الراحمون یرحمھم الرحمن تبارک وتعالی ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء ؁

طریق الشاہ عبد العزیز الدھلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین و الصلاۃ والسلم علی رسولہ محمد و الہ واصحبہ اجمعین اما بعد فقد حدثنی السید الامام الھمام قطب الزمان حضرۃ الشیخ رضی اللہ تعالی عنہ و ارضاہ وھو اول حدیث سمعتہ منہ قال

حدثنی استاذی

علم المحدثین

العراقی نے کہا کہ یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سُنی اور التدمری نے کہا کہ یہ پہلی حدیث ہے جس کے درس کے وقت میں ان کے پاس حاضر تھا ــــ انہوں نے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی النجیب ابوالفرج عبداللطیف بن عبدالمنعم الحرانی نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی۔ انہوں نے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی حافظ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی الجوزی نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ــــ انہوں نے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی ابوسعید اسماعیل بن ابی صالح احمد بن عبدالملک النیشاپوری نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سُنی ــــ انہوں نے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی میرے والد ابوصالح احمد بن عبدالملک المؤذن نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ــــ انہوں نے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی ابوطاہر محمد بن محمد بن محمش الزیادی اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ــــ انہوں نے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی ابوحامد احمد بن محمد بن یحییٰ بن بلال البزار نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ــــ انہوں نے فرمایا حدیث بیان کی ہم سے عبدالرحمٰن بن بشر بن الحکم نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ــــ انہوں نے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی سفیان بن عیینہ نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ــــ انہوں نے سفیان بن عمرو بن دینار سے روایت کی ــــ انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص کے مولیٰ ابوقابوس سے ــــ انہوں نے عبداللہ بن عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہما) سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر رب رحمان تبارک وتعالیٰ رحم فرماتا ہے تم ان پر رحم کرو جو زمین پر ہیں تو تم پر وہ رحم کرے گا جو آسمان پر ہے۔

الشاہ عبدالعزیز الدہلوی کی سند

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان رحمت والا ہے سب تعریفیں اللہ کو ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے اور درود وسلام اللہ کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل اور تمام اصحاب پر ــــ حمد وصلوٰۃ کے بعد ــــ مجھ سے حدیث بیان کی سید، پیشوا، بلند ہمت، قطب زماں حضرت الشیخ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ــــ انہوں نے فرمایا مجھ سے حدیث بیان کی میرے استاذ علم المحدثین

مولنا عبد العزیز الدھلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ وھو
اول حدیث سمعتہ منہ عن ابیہ ذی الفضل والجاہ
مولنا ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ وھو اول حدیث
سمعتہ منہ قال حدثنی السید عمر من لفظہ تجاہ
قبر النبی صلی اللہ تعالی وسلم وھو اول حدیث سمعتہ منہ
قال حدثنی جدی الشیخ عبد اللہ بن سالم البصری وھو
اول الخ قال حدثنا الشیخ یحیی بن محمد الشھیر
بالشاوی وھو اول حدیث سمعناہ منہ قال اخبرنا بہ الشیخ
سعید بن ابرھیم الجزائری المفتی الشھیر بقدورۃ
قال وھو اول حدیث سمعتہ منہ قال اخبرنا بہ الشیخ
المحقق سعید بن محمد المقری قال وھو اول الخ عن
الولی الکامل احمد حجی الوھرانی قال وھو الخ عن شیخ
الاسلام العارف باللہ تعالی سیدی ابرھیم التازی قال
وھو اول الخ قال قرأتہ علی المحدث الربانی ابی الفتح
محمد بن ابی بکر بن الحسین المراغی قال وھو
اول حدیث قرأتہ علیہ قال سمعت من لفظ شیخنا
زین الدین عبد الرحیم بن الحسین العراقی قال و
ھو اول حدیث سمعتہ منہ قال حدثنا ابو الفتح
محمد بن محمد بن ابرھیم البکری المیدومی قال
وھو الخ رجمثل الحدیث سندا ومتنا) قلت ولی فی
الحدیث طریق ثالث عال جدا حدثنی مولانا الاجل
السید الشاہ ابو الحسین احمد النوری نورنا اللہ
بنورہ المعنوی والصوری قال حدثنا

مولانا الشاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۔ اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ——
انہوں نے یہ حدیث اپنے باپ صاحب فضل وجاہ مولانا ولی اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کی۔
اور یہ پہلی حدیث ہے جو انہوں نے ان سے سنی —— انہوں نے فرمایا مجھ سے حدیث بیان کی سید
عمر نے اپنے لفظ سے نبی اکرم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے روضہ منورہ کے سامنے۔ اور یہ پہلی حدیث
ہے جو میں نے ان سے سنی —— انہوں نے فرمایا مجھ سے حدیث بیان کی میرے جد امجد الشیخ عبداللہ
بن سالم البصری نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی —— انہوں نے فرمایا ہم سے حدیث
بیان کی یحییٰ بن محمد نے جو شاوی کے نام سے مشہور ہیں اور یہ پہلی حدیث ہے جو ہم نے ان سے سنی۔
انہوں نے فرمایا خبر دی ہم کو الشیخ سعید بن ابراہیم الجزائری المفتی نے جو قدورہ کے نام سے مشہور ہیں
اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی —— انہوں نے فرمایا ہم کو خبر دی الشیخ المحقق سعید بن
محمد المقری نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی —— انہوں نے یہ حدیث ولی کامل احمد حجی
الوہرانی سے روایت کی اور فرمایا کہ یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی —— انہوں نے یہ حدیث
شیخ الاسلام العارف باللہ سیدی ابراہیم التازی سے روایت کی اور فرمایا کہ یہ پہلی حدیث ہے
جو میں نے ان سے سنی —— انہوں نے فرمایا کہ میں نے یہ حدیث المحدث الربانی ابو الفتح محمد بن
ابوبکر بن الحسین المراغی کے حضور پڑھی اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان پر پڑھی —— انہوں نے
فرمایا میں نے یہ حدیث اپنے شیخ زین الدین عبدالرحیم بن الحسین العراقی سے سنی اور یہ پہلی حدیث
ہے جو میں نے ان سے سنی —— انہوں نے فرمایا حدیث بیان کی ہم سے ابو الفتح محمد بن محمد بن ابراہیم
البکری المیدومی نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی۔ (از اں بعد سند اور متن وہی ہے
جس کا طریق اول میں ذکر ہوا)۔

تیسری سند جو بہت عالی ہے

میں نے کہا کہ حدیث مسلسل بالاولیت کی یہ تیسری سند بھی مجھے حاصل ہے جو بہت عالی ہے۔
مجھ سے حدیث بیان کی ہمارے جلیل القدر آقا السید الشاہ ابو الحسین احمد النوری نے (اللہ تعالیٰ
ہم سب کو ان کے معنوی اور صوری نور سے منور فرمائے) —— انہوں نے فرمایا ہم سے

افضل العلماء و اورع الاتقیاء مولنا احمد مولنا احمد حسن الصوفی المرادآبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ وھو اول حدیث سمعتہ منہ قال حدثنا حدیث الرحمۃ المسلسل بالاولیۃ الشیخ الناسک احمد بن محمد الدمیاطی المشہور بابن عبدالغنی وھو اول حدیث سمعتہ منہ بحضرۃ جمع من اھل العلم قال ثنا بہ المعمر محمد بن عبدالعزیز وھو اول حدیث سمعتہ واجازۃ بجمیع مرویاتہ قال حدثنا بہ الشیخ المعمر ابو الخیر بن عموس الرشیدی وھو اول حدیث سمعتہ منہ واجازۃ بجمیع مرویاتہ فی ربیع الاول سنۃ اثنین بعد الالف قال حدثنا بہ شیخ الاسلام الشرف زکریا بن محمد الانصاری وھو اول حدیث سمعتہ منہ قال ثنا بہ خاتمۃ الحفاظ الشہاب ابو الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی وھو اول حدیث سمعتہ منہ قال اخبرنا بہ الحافظ زین الدین ابو الفضل عبدالرحیم بن حسین العراقی وھو اول حدیث سمعتہ منہ (الی آخر الحدیث سنداً ومتناً)

المصافحات الاربعہ

سند المصافحۃ الجنیہ

صافحت حضرۃ الشیخ رضی اللہ عنہ قال صافحت الشیخ عبدالعزیز صافح اباہ قال صافحت السید عبید اللہ بن عیدروس بن الشیخ علی الحیدروسی قال صافحت السید جعفر الصادق بن السید المصطفی الحیدروسی قال صافحنی جنی اسمہ شامم سنۃ ثمان وتسعین بعد الالف بعد ان صلی العصر مع والدی قدس سرہ فی المسجد ذات یوم وامرۃ والدی ان یصافحہ حین اخبرہ انہ صافحہ جنی کان من النفر الذین ذکرھم اللہ تعالی فی سورۃ الجن وقد

حدیث بیان کی افضل العلماء اورع الاتقیاء مولانا احمد حسین الصوفی المراد آبادی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سُنی ـــــ انہوں نے فرمایا رحمت والی حدیث جو مسلسل بالاولیت ہے ہم سے بیان کی شیخ عبادت گزار احمد بن محمد الدمیاطی نے جو ابن عبد الغنی کے نام سے مشہور ہیں اور یہ پہلی حدیث ہے جو ایک جماعت اہل علم کی موجودگی میں میں نے ان سے سُنی ـــــ انہوں نے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی لمبی عمر والے محمد بن عبد العزیز نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی اور انہوں نے تمام مرویات کی اجازت دیتے ہُوئے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی لمبی عمر والے الشیخ ابو الخیر بن عموس الرشیدی نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ـــــ اور انہوں نے اپنی تمام مرویات کی ربیع الاوّل ۱۰۰۲ھ میں اجازت دی ـــــ اور فرمایا ہم سے حدیث بیان کی شیخ الاسلام اشرف زکریا بن محمد الانصاری نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی۔ انہوں نے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی خاتمۃ الحفاظ الشہاب ابو الفضل احمد بن حجر العسقلانی نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سُنی ـــــ انہوں نے فرمایا خبر دی ہم کو حافظ زین الدین ابو الفضل عبد الرحیم بن الحسین العراقی نے۔ اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سُنی۔

(از اں بعد سند اور متن وہی ہے جس کا پہلے ذکر ہُوا)

چار مصافحے

مصافحہ جنیہ کی سند میں نے حضرت الشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مصافحہ کیا ـــــ انہوں نے فرمایا میں نے الشیخ عبد العزیز سے مصافحہ کیا ـــــ انہوں نے اپنے والد سے مصافحہ کیا ـــــ انہوں نے فرمایا میں نے السید عبد اللہ بن عیدروس بن الشیخ علی العیدروسی سے مصافحہ کیا ـــــ انہوں نے فرمایا میں نے سید مصطفیٰ العیدروسی کے صاحبزادے سید جعفر الصادق سے مصافحہ کیا۔ انہوں نے فرمایا میں نے ۱۰۶۸ھ میں "خاتم" نامی ایک جن سے مصافحہ کیا۔ اس جن نے ایک دن مسجد میں نماز عصر میرے والد (قدس سرہٗ) کے ساتھ پڑھی نماز کے بعد والد صاحب نے حکم دیا کہ وہ مجھ سے مصافحہ کرے کیونکہ اس جن نے والد صاحب کو بتایا تھا کہ "سورۃ الجن" میں اللہ تعالیٰ نے جنوں کی جس جماعت کا ذکر کیا ہے ان میں سے ایک ایسے جن

تحمر اکثر من سبعمائة سنة و هو صافحه رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم والحمدللہ

سند المصافحة الخضرية

و به الی الشاہ ولی اللہ قال صافحنی السید عمر ابن بنت الشیخ عبد اللہ بن سالم البصری المکی و شد علی یدی و قال المراد بهذا الشد الاشتداد فی تاکید الصحبة قال صافحنی جدی الشیخ عبد اللہ کذلک کما صافحه شیخه الشیخ محمد بن محمد بن سلیمن کما صافحه شیخه ابو عثمن سعید بن ابراهیم الجزائری المعروف بقدورة کما صافحه شیخه ابو سعید بن احمد المقری القریشی کما صافحه شیخه سیدی احمد حجی الوهرانی کما صافحه شیخه سیدی سالم التازی کما صافحه شیخه الشیخ صالح بن الزوادی کما صافحه الفقیه الصالح حافظ عصره سیدی عبد اللہ بن محمد بن موسی الحیدردسی و حدثه بها عن شیخه الاستاذ ابی عبد اللہ محمد بن جابر الغسانی عن الامام الربانی ابی عبد اللہ محمد بن علی المراکشی شهرته بابن علیوات عن ابی عبد اللہ الصدفی عن الامام العالم ابی العباس احمد بن البنا عن ولی اللہ تعالیٰ ابی عبد اللہ الهزمیری عن ابی العباس الخضر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ا

سند المصافحة المعمريه

و به الیه قال صافحنی ابو طاهر صافحه الشیخ احمد النخلی قال صافحنی العارف الکبیر الشیخ تاج الدین الهندی النقشبندی قال صافحنی الشیخ عبد الرحمن الشهیر بجاجی رمزی قال صافحنی الشیخ حافظ علی الادبهی قال صافحنی الشیخان

نے اس سے مصافحہ کیا ہے جس نے سات سو سال سے زیادہ عمر پائی اور رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مصافحہ کرنے کا شرف حاصل کیا۔ (اور سب تعریفیں اللہ کو ہیں)

مصافحہ خضریہ کی سند مصافحہ خضریہ کی سند الشاہ ولی اللہ تک وہی ہے جس کا ذکر مصافحہ جنیہ میں ہوا ــــ الشاہ ولی اللہ نے فرمایا شیخ عبداللہ بن سالم البصری المکی کے نواسے السید عمر نے مجھ سے مصافحہ کیا اور میرا ہاتھ اچھی طرح دبایا اور فرمایا یہ دبانا تاکید محبت کے لیے ہے ــــ انہوں نے فرمایا مجھ سے میرے نانا الشیخ عبداللہ نے یونہی مصافحہ کیا ــــ ان کے استاذ الشیخ محمد بن محمد بن سلیمان نے ان سے یونہی مصافحہ کیا ــــ ان کے شیخ ابو عثمان سعید بن ابراہیم الجزائری معروف بقدورۃ نے ان سے یونہی مصافحہ کیا ــــ ان سے ابو سعید بن احمد المقری القریشی نے یونہی مصافحہ کیا ــــ ان سے ان کے شیخ سیدی احمد حجی الدھرانی نے یونہی مصافحہ کیا ــــ ان سے ان کے شیخ سیدی سالم اتازی نے یونہی مصافحہ کیا ــــ ان سے ان کے استاذ شیخ صالح الزواوی نے یونہی مصافحہ کیا ــــ ان سے فقیہہ، صالح حافظ العصر سیدی عبداللہ بن محمد بن موسیٰ العیدروسی نے یونہی مصافحہ کیا ــــ اور انہوں نے مصافحہ کرنے کی روایت اپنے شیخ استاذ ابو عبداللہ بن محمد بن جابر الغسانی سے بیان کی ــــ انہوں نے الامام الربانی ابو عبداللہ محمد بن علی المراکشی مشہور با بن علیوات سے ــــ انہوں نے ابو عبداللہ الصوفی سے ــــ انہوں نے الامام العالم ابو العباس احمد بن البناء سے ــــ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ولی ابو عبداللہ الهزمیری سے ــــ انہوں نے سیدنا ابو العباس الخضر سے ــــ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

مصافحہ معمریہ کی سند مصافحہ معمریہ کی سند الشاہ ولی اللہ (علیہ الرحمۃ) تک وہی ہے جس کا اوپر ذکر ہوا ــــ انہوں نے فرمایا مجھ سے مصافحہ کیا ابو طاہر نے ــــ ان سے مصافحہ کیا شیخ احمد النخلی نے ــــ انہوں نے فرمایا مجھ سے مصافحہ کیا عارف کبیر الشیخ تاج الدین الهندی النقشبندی نے ــــ انہوں نے فرمایا مجھ سے مصافحہ کیا شیخ عبدالرحمٰن نے جو حاجی رمزی کے نام سے مشہور ہیں ــــ انہوں نے فرمایا مجھ سے مصافحہ کیا الشیخ حافظ علی الاوبہی نے ــــ انہوں نے فرمایا مجھ سے مصافحہ کیا دو بزرگوں نے

الشیخ محمود الاسفرائنی والسید امیر علی الہمدانی قال صافحنا ابو سعید الحبشی الصحابی المعمر قال صافحنی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

سند المصافحۃ المنامیۃ

وبالسند الی الحضر یۃ الی صالح الزوادی عن عز الدین بن جماعۃ عن الشیخ محمد شیرین عن الشیخ سعد الدین زعفرانی عن والدہ محمود الزعفرانی عن ابی بکر السوسی وتاج الدین علی بن ابی بکر ذی النون المليطی وھما عن محمد بن اسحق القونوی عن الشیخ الاکبر محی الدین ابن العربی عن الشیخ احمد بن مسعود شداد المقری الموصلی عن الشیخ علی بن محمد بن الحاشکی الباہری عن الشیخ ابی الحسن الباعوزانی قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی المنام فشبکت اصابعہ باصابعی وقال یا علی شابکنی فمن شابکنی دخل الجنۃ وما زال یعد حتی وصل الی سبعۃ ثم استیقظت واصابعی فی اصابع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال الشیخ اشارنی کذا ینبغی من شابک احدًا ان یقول شابکنی فمن شابکنی دخل الجنۃ ؛

اللہم ارزقنا وجمیع اھل السنۃ آمین

شیخ محمود الاسفرائینی اور سید امیر علی الہمدانی نے ـــــ ان دونوں نے فرمایا ہم سے مصافحہ کیا معمر صحابی ابو سعید الحبشی نے ـــــ انہوں نے فرمایا مجھ سے مصافحہ کیا نبی اکرم سید عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے۔

جو تفصیل مصافحہ خضریہ میں صالح الزوادی تک گزری وہی یہاں

مصافحہ منامیہ کی سند ہے ـــــ انہوں نے مصافحہ منامیہ کی روایت کی عز الدین بن جماعۃ سے ـــــ انہوں نے شیخ محمد شیرین سے ـــــ انہوں نے شیخ سعد الدین الزعفرانی سے ـــــ انہوں نے اپنے والد محمود الزعفرانی سے ـــــ انہوں نے ابو بکر السواسی اور ناصر الدین علی بن ابو بکر ذوالنون الملیلی سے ـــــ اور ان دونوں نے محمد بن اسحاق القونوی سے ـــــ انہوں نے شیخ اکبر محی الدین ابن العربی سے ـــــ انہوں نے الشیخ احمد بن مسعود شداد المقری الموصلی سے ـــــ انہوں نے شیخ علی محمد الحاکی الباہری سے ـــــ انہوں نے شیخ ابو الحسن علی ابا غوزائی سے ـــــ انہوں نے فرمایا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ نے اپنے دستِ اقدس کی انگشتان مبارکہ میرے ہاتھوں کی انگلیوں میں ڈال کر فرمایا، اے علی! میری انگلیوں میں انگلیاں ڈال، جو میری انگلیوں میں انگلیاں ڈالے گا جنت میں جائے گا۔" اور آپ گنتے گئے یہاں تک کہ سات تک پہنچے پھر مجھے جاگ آگئی اس وقت میری انگلیاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس انگلیوں میں تھیں ـــــ الشیخ التازی نے فرمایا جو (شیخ) کسی (مرید) کی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر مصافحہ کرے اسے یہ کہنا چاہیے میری انگلیوں میں انگلیاں ڈال، جو میری انگلیوں میں انگلیاں ڈالے گا جنت میں جائے گا۔

الٰہی! ہم کو اور سب اہل سنت کو جنت نصیب فرما۔ آمین

حواشی

۱؎ ملفوظات میں اس واقعہ کو اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز نے بدیں الفاظ بیان فرمایا جوتوں کو بوسہ۔ آج ہی کہ میں (الدولۃ المکیۃ) لکھ رہا ہوں حضرت شیخ الخطباء کبیر العلماء مولانا شیخ احمد ابوالخیر میرداد کا پیام آیا کہ میں پاؤں سے معذور ہوں اور تیرا (آپ کا رسالہ (الدولۃ المکیہ) سننا چاہتا ہوں۔ میں اسی حالت میں جتنے اوراق لکھے گئے تھے لے کر حاضر ہوا۔ رسالہ کی قسم اول ختم ہو چکی تھی جس میں اپنے مسلک کا ثبوت ہے قسم دوم لکھی جا رہی تھی جس میں وہابیہ کا رد اور ان کے سوالوں کا جواب ہے۔ حضرت شیخ الخطباء نے اول تا آخر سن کر فرمایا اس میں علم خمس کی بحث نہ آئی میں نے عرض کی کہ سوال میں نہ تھی۔ فرمایا۔ میری خواہش ہے کہ ضرور زیادہ ہو۔ میں نے قبول کیا کہ رخصت ہوتے وقت ان کے زانوئے مبارک کو ہاتھ لگایا حضرت موصوف نے باں فضل و کمال و باں کبر سالی کہ عمر شریف ستر برس سے متجاوز تھی یہ لفظ فرمائے کہ انا اقبل ارجلکم انا اقبل نعالکم میں تمہارے قدموں کو بوسہ دوں میں تمہارے جوتوں کو بوسہ دوں ———— یہ میرے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت کہ ایسے اکابر کے قلوب میں اس بے وقعت کی یہ وقعت۔ میں واپس آیا اور شب ہی میں بحث خمس کو بڑھایا (ملفوظات صفحہ ۱۰ ج ۲) قال المترجم حضرت موصوف کا ذکر الاجازات المتینہ صفحہ ۲۵ میں بھی ہے۔ آپ کے فرزند مولانا عبداللہ میرداد مسجد حرام کے امام تھے اور اسی زمانے میں اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت فرما چکے تھے (ملفوظات صفحہ ۱۲ ج ۲)

۲؎ قال المترجم۔ بفضلہٖ تعالیٰ و بکرم حبیبہ الاعلیٰ (جل مجدہ و صلی اللہ علیہ وسلم) ۱۳۹۰ھ میں جب اس فقیر بارگاہ عالیہ قادریہ و دریوزہ گر آستانۂ قدسیہ رضویہ کو زیارت حرمین طیبین (زادھما اللہ شرفاً و تعظیماً) کی سعادت نصیب ہوئی ؎

مشرف گرچہ شد جامی زلطفش خدایا ایں کرم بار دگر کن

تو وہاں کے بعض اکابر علماء کرام و مشائخ عظام (زید مجدھم) سے "الدولۃ المکیۃ" کی تصنیف کی کچھ وجوہ اس طرح سننے میں آئیں کہ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کو مکہ مکرمہ میں دیکھ کر آپ کے ہندوستانی مخالفین (وہابیہ دیوبندیہ) نے دہلی کے ان تاجروں کے ذریعہ جو ایک عرصہ سے حرم محترم میں مقیم تھے کعبہ معظمہ کے کلید بردار شیبی صاحب تک رسائی پائی اور شیبی کے واسطہ سے شریف مکہ تک پہنچے اور ان کی خدمت میں ایک عریضہ پیش کیا کہ ہندوستان کے شہر بریلی سے ایک عالم دین آئے ہوئے ہیں جن کا نام احمد رضا ہے وہ اگرچہ عاشق رسول ہیں لیکن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح حد سے زیادہ کرتے ہیں۔ اس لیے ہمارا ان سے اکثر اختلاف رہتا ہے۔ ہندوستان میں چونکہ اسلامی حکومت نہیں۔ اس لیے ہم ان پر وہاں کامیاب نہیں ہو سکتے اور یہاں مکہ مکرمہ میں اسلامی حکومت ہے۔ اس بنا پر ہم آپ سے ملتجی ہیں کہ انہیں اپنے دربار میں بلا کر ہماری ان سے گفتگو کروا دیجئے۔ عالم دین اور عاشق رسول شریف مکہ ذی علم تھے اور علماء کا احترام کرتے تھے انہوں نے عریضہ پڑھ کر فرمایا کہ دو باتوں کا تم خود اعتراف کرتے ہو۔ ایک یہ کہ مولانا احمد رضا عالم دین ہیں دوسری یہ کہ وہ عاشق رسول ہیں، تو جو شخص عالم دین بھی ہو اور عاشق رسول بھی، اسے میں اپنے دربار میں حکماً نہیں بلا سکتا۔ مولانا کے علم اور ان کے عشق کا احترام کرتے ہوئے میں تمہیں ایک تجویز بتاتا ہوں کہ جس مسئلہ میں ان سے اختلاف رکھتے ہو اسے بصورت سوال لکھو۔ میں مفتی مکہ مکرمہ سے کہوں گا کہ وہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے جواب لکھوا لائیں۔ پھر دیکھا جائے گا کہ وہ کیا تحریر فرماتے ہیں اور اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کہاں تک مبالغہ کرتے ہیں۔

علم غیب

جس مسئلہ نے مخالفین کو زیادہ پریشان کیا ہوا تھا وہ مسئلہ رسول اکرم سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے "علم غیب" کا تھا۔ انہوں نے ایک استفتاء مرتب کیا شریف صاحب نے وہ استفتاء مفتی مکہ مکرمہ جناب مولانا العلامہ صالح بن کمال (علیہ الرحمۃ) کی خدمت میں پیش کیا تاکہ وہ اس کا جواب اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز سے لکھوا لائیں۔ مفتی صاحب موصوف بھی ان دنوں اس قسم کے ایک استفتاء کا جواب لکھ رہے تھے لیکن بعض وجوہ کی بنا پر قدرے متردد تھے جب اعلیٰ حضرت کی خدمت میں استفتاء پیش ہوا اور آپ نے زبانی گفتگو

بیسیوں دلائل کے انبار لگا دیئے تو ان کا تردد یکسر ختم ہوگیا۔ انہوں نے عرض کی کہ اس استفتاء کا جواب میں لکھ رہا تھا لیکن آپ کی گفتگو سن کر میں نے لکھنے کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔ آپ نے ان کتابوں کے بھی حوالے دیئے جنہیں بیسیوں دفعہ ہم پڑھ چکے ہیں لیکن ان کتابوں میں علم رسول (علیہ السلام) کی عظمت جس آب و تاب کے ساتھ موجود ہے اس کے سمجھنے سے ہم آج تک قاصر ہے۔ اب آپ سے گذارش ہے کہ اس سوال کا ایسا مسکت جواب تحریر فرمائیں کہ مخالفین کو زبان کھولنے کی طاقت نہ رہے۔

عذر اور اصرار

اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ ایسا مفصل جواب لکھنے کے لیے وقت کی ضرورت ہے اور میرے پاس اتنا وقت نہیں کیونکہ میں مدینہ منورہ جانے کے لیے تیار بیٹھا ہوا ہوں اور نہ ہی میرے پاس اس وقت کتب خانہ ہے کہ کتابیں دیکھ کر جواب لکھ سکوں۔ علاوہ ازیں بخار کی وجہ سے طبیعت بھی ناساز ہے۔ مفتی صاحب نے عرض کی کہ ابھی تین دن تک آپ مکہ مکرمہ ہی میں ہیں یہ ایک مسئلہ کیا! اگر سو مسئلے ہوں تو آپ سب کے جواب لکھ سکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت بڑا علم بخشا ہوا ہے اور زود نویسی کی عظیم قوت و کرامت سے نوازا ہوا ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت نے ناسازئ طبع کے باوجود مطالعہ کتب کے بغیر صرف آٹھ گھنٹے کے وقفہ میں جواب تحریر فرما دیا اور اس کا تاریخی نام "الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ" رکھا۔ یعنی یہ کتاب مکہ مکرمہ کی دولت ہے جسے کتب خانہ سے دور رہ کر محض غیبی مدد کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے جب کتاب "شریف مکہ" کے دربار میں پہنچی اور انہوں نے کتاب کا نام پڑھا تو ان کے دل میں یک دم اعلیٰ حضرت کی محبت و عظمت پیدا ہوگئی اور بولے کہ اس کا مصنف کوئی بے نظیر شخص معلوم ہوتا ہے۔

دستی مکتوب

اعلیٰ حضرت نے شریف مکہ کی طرف کتاب کے ساتھ ایک دستی خط بھی ارسال فرمایا جس میں تحریر تھا کہ سوال کا جواب مختصراً لکھ کر حاضر کیا جاتا ہے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعت کا میدان اتنا وسیع ہے کہ مخلوق سے اس کی وسعت کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ صرف خالق ہی جانتا ہے کہ اس کے محبوب کے علم کا میدان کتنا وسیع ہے۔ میری یہ کتاب مذہب اہل سنت و جماعت کے موافق ہے۔ اس وقت مکہ مکرمہ علماء حق سے بھرا ہوا ہے ہر ملک سے علماء کرام آئے ہوئے ہیں۔ ان سب کو ایک جگہ جمع کر کے میری کتاب سنائی جائے اگر علماء حق اس کتاب کو مذہب اہل سنت کے موافق قرار دیں تو چشم ما روشن، دل ماشاد۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ

فلاں مسئلہ غلط ہے تو میں اس کے ساتھ گفتگو کرنے کے لیے تیار ہوں۔ شریف صاحب نے مکتوب گرامی پڑھ کر فرمایا کہ مولانا احمد رضا بڑے منصف معلوم ہوتے ہیں اور ان کے مخالفین جو میرے پاس ہزاروں روپے کی ڈالیاں لے کر آئے تھے۔ بڑے مکار نظر آتے ہیں۔

مجلس علماء پھر شریف مکہ نے اعلیٰ حضرت کی حسب منشا مکہ مکرمہ کے تمام مطوفوں (معلموں) کو حکم بھیجا کہ آپ لوگوں کے پاس جتنے علماء ٹھہرے ہوئے ہیں ان سب کی آج نماز عشا کے بعد میرے ہاں دعوت ہے چنانچہ نماز عشا کے بعد ہندوستان کے پنجاب کے انڈونیشیا کے عرب کے، سوڈان کے مصر کے ترکیہ سوریہ کے دنیا بھر کے ساڑھے تین سو سے زائد علماء کرام جمع ہو گئے ان سب کے سامنے بموجودگی شریف مکہ مفتی صالح بن کمال (علیہ الرحمۃ) نے کتاب "الدولۃ المکیۃ" پڑھنا شروع کر دی۔ نماز تہجد تک کتاب کے دو حصے سنائے گئے ابھی ایک حصہ باقی تھا کہ دستر خوان منگوایا گیا اور علماء کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ شریف صاحب نے فرمایا کہ کل نماز عشا کے بعد باقی حصہ بھی سنایا جائے گا۔ آپ حضرات کل پھر تشریف لائیں اور کتاب سن کر اپنی رائے سے آگاہ فرمائیں

شیخ همدان چنانچہ دوسری رات پھر اجتماع ہوا۔ سب نے پوری کتاب سماعت فرمائی۔ مغرب کی طرف کے ایک مشہور عالم دین شیخ ہمدان بھی آئے ہوئے تھے جو متعدد کتابوں کے مصنف تھے اور فاضل ترین علماء میں شمار ہوتے تھے۔ شریف کی نگاہِ انتخاب ان پر پڑی ۔ ان سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ آپ نے یہ کتاب اوّل سے آخر تک سنی اس کی بابت آپ کی کیا رائے ہے انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی اس نعمت پر سجدۂ شکر کرونگا کہ اس زمانہ میں رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت میں مولانا احمد رضا جیسا عالم دین موجود ہے۔

۳ ـ شیخ الدلائل حضرت مولانا الشاہ عبدالحق مہاجر مکی دنیائے عرب و ہند میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ ہندوستانی ہیں لیکن آپ کے علم کے انوار۔ مکہ میں چمک رہے تھے۔ تفسیر مدارک التنزیل پر آپ نے سات ضخیم جلدوں میں حاشیہ لکھا ہے جو اکلیل کے نام سے مشہور ہے (سوانح اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۶۳)

اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں قیام گاہ فقیر حضرت مولانا عبدالحق الہ آبادی

کو چالیس سال سے زائد مکہ معظمہ میں گزرے تھے کبھی شریف کے یہاں بھی تشریف لے گئے۔ قیام گاہ فقیر پر دو بار تشریف لائے۔ مولانا سید اسماعیل ان کے تلامذہ فرماتے تھے کہ یہ محض خرق عادت ہے۔ مولانا کا دم بساغنیمت تھا ہندی تھے مگر ان کے انوار مکہ میں چمک رہے تھے التزاماً ہر سال حج کرتے کرامت:

مولانا سید اسماعیل فرماتے تھے کہ ایک سال زمانہ حج میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب بہت علیل اور صاحب فراش تھے نویں تاریخ اپنے تلامذہ سے کہا مجھے حرم شریف میں لے چلو کئی آدمی اٹھا کر لائے کعبہ معظمہ کے سامنے بٹھایا زمزم شریف منگا کر پیا اور دعا کی کہ الٰہی حج سے محروم نہ رکھ۔ اس وقت مولیٰ تعالیٰ نے ایسی قوت عطا فرمائی کہ اٹھ کر اپنے پاؤں سے عرفات شریف گئے اور حج ادا کیا۔

(ملفوظات حصہ دوم صفحہ ۱۷ انطابی پریس)

استفسار از مولانا عبدالحق

ہندوستان میں اترنے سے ایک مہینہ بعد مکان پر پہنچا۔۔۔ وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ کو بفضلہ تعالیٰ جب (مکہ مکرمہ میں) شدید ذلتیں اور ناکامیاں ہوئیں الرجفون فی المدینۃ کی روشت سے۔ یہاں یہ اڑا رکھی تھی کہ معاذ اللہ فلاں (احمد رضا مکہ معظمہ میں) قید ہو گیا۔ بمبئی آ کر یہ خبر سنی احباب نے مجلس بیان منعقد کی اور چاہا کہ اس کی نسبت کچھ کہہ دیا جائے۔ واحد قہار نے ان کا کذب خود ہی سب پر روشن فرما دیا تھا۔ مجھے کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہاں اتنا ہوا کہ آیۃ کریمہ "انا فتحنا لک فتحا مبینا" کا بیان کیا اور اس میں فتح مکہ مکرمہ اور اس سے پہلے صلح حدیبیہ کی حدیث ذکر کی۔ اس میں کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں قیام فرما کر امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ معظمہ بھیجا یہاں انہیں دیر لگی کافروں نے اڑا دیا کہ وہ مکہ میں قید کر لیے گئے۔ میرے آنے سے پہلے ہی اطراف سے لوگوں نے مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو استفسار واقعات کے خطوط لکھے اس کے جواب انہوں نے وہ دیے کہ سنیوں کا دل باغ باغ ہو گیا اور وہابیوں کا کلیجہ داغ داغ۔ والحمد للہ رب العالمین۔ ان میں سے بعض جواب میرے دیکھنے میں آئے۔ جن میں فرمایا۔ یہ خبیث کذابوں کا کذب خبیث ہے اس کو (مولانا احمد رضا خاں کو) تو مکہ معظمہ میں وہ اعزاز ملا جو کسی کو نصیب نہیں ہوتا (ملفوظات صفحہ ۳۷ ج ۲)

لے ملفوظات میں اس واقعہ کا ذکر کر کے اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز نے فرمایا۔ میں نے عرض

کی میرے سرکار کا کرم ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ؎

کریماں کہ در کرم بالا ترانند
سگاں پرورند وچناں پرورند

سہ اپنے کرم کا جب وہ صدقہ نکالتے ہیں۔ ہم سوں کو پالتے ہیں اور ایسا پالتے ہیں (صفحہ ۳۵ و ۲ نظامی پریس بدایوں)

ملفوظات میں یہ بھی ہے کہ یہاں مدینہ طیبہ کے حضرات کرام کو حضرات مکہ معظمہ سے زیادہ اپنے اوپر مہربان پایا۔ بحمدہ تعالیٰ اکتیس روز حاضری نصیب ہوئی۔ بارھویں شریف کی مجلس مبارک یہیں ہوئی۔ صبح سے عشا تک اسی طرح علماء عظام کا ہجوم رہتا۔ بیرون باب مجیدی مولانا کریم اللہ علیہ رحمۃ اللہ تلمیذ حضرت مولانا عبد الحق مہاجر الہ آبادی رہتے تھے۔ ان کے خلوص کی تو کوئی حد ہی نہیں۔ حسام الحرمین و دولۃ المکیہ تقریظات میں انہوں نے بڑی سعی جمیل فرمائی۔ جزاہ اللہ خیرا کثیرا۔ یہاں بھی اہل علم نے دولۃ المکیہ کی نقلیں لیں۔ ایک نقل بالخصوص مولانا کریم اللہ نے مزید تقریظات کے لیے اپنے پاس رکھی میرے چلے آنے کے بعد بھی مصر و شام و بغداد و مقدس وغیرہا کے علماء جو موسم میں خاک بوس آستانہ اقدس ہوتے جن کا ذرا بھی زیادہ قیام دیکھتے اور موقع پاتے ان کے سامنے کتاب پیش کرتے اور تقریظیں لیتے اور لطیفۂ رجسٹری مجھے بھیجتے رہتے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃ واسعۃ (صفحہ ۴۴ و ۲)

شہ ان کے مکتوب کے ساتھ ان کے ہاں کی ایک دعوت کا واقعہ بھی سن لیجئے جسے اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز نے بیان فرمایا رضا الوالدین بزمانہ قیام میں علماء عظام مکہ معظمہ نے بکثرت فقیر کی دعوتیں بڑے اہتمام سے کیں۔ ہر دعوت میں علماء کا مجمع ہوتا۔ مذاکرات علمیہ رہتے۔ شیخ عبد القادر کردی مولانا شیخ صالح کمال کے شاگرد تھے۔ مسجد الحرام شریف کے احاطے ہی میں ان کا مکان تھا۔ انہوں نے تقرر دعوت سے پہلے باصرار تام پوچھا کہ تجھے (آپ کو) کیا چیز مرغوب ہے۔ ہر چند عذر کیا نہ مانا۔ آخر گذارش کی کہ "الحلو البارد" شیریں سرد۔ ان کے یہاں دعوت میں انواع اطعمہ جیسے اور جگہ ہوتے تھے ان کے علاوہ ایک عجیب نفیس چیز پائی کہ اس "الحلو البارد" کی پوری مصداق تھی۔ نہایت شیریں و سرد و خوش ذائقہ۔ ان سے پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے، کہا "رضا الوالدین" اور

وجہ تسمیہ یہ بتائی کہ جس کے ماں باپ ناراض ہوں یہ پکا کر کھلائے راضی ہو جائیں گے (ملفوظات صفحہ ۱۶ ج ۱)

۶ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز نے جب پہلی مرتبہ ۱۲۹۵ھ میں والدین کریمین کے ساتھ زیارت حرمین طیبین (زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً) سے شرف امتیاز و افتخار حاصل فرمایا تو اکابر علماء دیار مثل حضرت سید احمد دحلان مفتی شافعیہ و حضرت عبدالرحمن سراج مفتی حنفیہ سے سند حدیث و فقہ و اصول و تفسیر و دیگر علوم حاصل فرمائی۔

اللہ کا نور اس پیشانی میں

ایک دن آپ نے نماز مغرب مقام ابراہیم میں ادا کی کہ بعد نماز امام شافعیہ حضرت حسین بن صالح جمل اللیل نے بلا تعارف سابق آپ کا ہاتھ پکڑا اور لیتے ہوئے اپنے دولت کدہ تشریف لے گئے اور دیر تک آپ کی پیشانی کو پکڑ کر فرمایا اِنِّیْ لَاَجِدُ نُوْرَ اللّٰہِ فِیْ ھٰذَا الْجَبِیْنِ "بے شک میں اللہ کا نور اس پیشانی میں پاتا ہوں" ——— اور صحاح ستہ اور سلسلہ قادریہ کی اجازت اپنے دست مبارک سے لکھ کر عنایت فرمائی۔ اور فرمایا کہ تمہارا نام "ضیاء الدین احمد" ہے۔ اس سند کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں امام بخاری تک فقط گیارہ واسطے ہیں (حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۲)

اپنے رسالہ مبارکہ "النیرۃ الوضیئۃ" کے خطبے میں خود فرماتے ہیں کہ :۔

حد سے زیادہ تلطف

حسن اتفاق سے ایک روز جناب مولانا سیدی حسین بن صالح جمل اللیل علوی فاطمی قادری مکی امام و خطیب شافعیہ سے مقام ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے قریب کہ فقیر رکعات طواف ادا کر رہا اور وہ جناب امامت نماز مغرب سے فارغ ہوئے تھے ملازمت حاصل ہوئی۔ سبحان اللہ! عجیب بزرگ خوش اوقات و بابرکات ہیں۔ اکثر عرب و جاوہ و داغستان وغیرہ بلاد نزدیک و دور کے ہزاروں آدمی ان کے بلکہ ان کے مریدوں کے مرید اور شرف بیعت و سلسلہ تلمذ سے مستفید ہیں اول نیاز میں حد سے زیادہ تلطف فرمایا۔ فقیر کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لیے دولت خانہ تک کہ نزدیک باب صفا واقع ہے لے گئے اور تا قیام مکہ معظمہ حاضری کا تقاضا فرمایا۔ ارجوزہ فقیر حسب وعدہ حاضر ہوا۔ مسائل حج میں ایک ارجوزہ اپنا مسمیٰ "بالجوہرۃ المضیئۃ" فقیر کو سنایا۔ پھر فرمایا کہ اکثر اہل ہند اس سے مستفیض نہیں ہو سکتے۔ ایک تو زبان عربی، دوسرے مذہب شافعی اور ہندی اکثر حنفی۔ میں چاہتا ہوں۔ تو

اس کی بزبان اُردو تشریح اور اس میں مذاہب حنفیہ کی توضیح کر دے۔ فقیر نے باعث اجر جزیل اور ثواب جمیل سمجھ کر قبول کیا۔ اگرچہ وہاں فرصت نہ تھی نہ کتابیں پاس۔ روز اول دو بیت کے متعلق صرف تفصیل مسائل میں تین ورق طویل سے زائد لکھے گئے جب بطور انموذج حاضر کیے جناب مولانا نے فرمایا۔ میرا مقصود تطویل اور اس قدر تفصیل نہیں کہ عوام اس سے کم منتفع و متمتع ہوتے ہیں۔ صرف ہمارے کلام کا ترجمہ و خلاصہ مطلب، اور جہاں حنفیہ کا اختلاف ہو ان کا بیان مذہب ہو جائے۔ فقیر نے امتثال امر لازم اور یہی امر فرصت حاصل کے ملائم دیکھ کر تاریخ ہفتم ذوالحجہ ۱۲۹۵ھ روز جہاں افروز دوشنبہ یہ مختصر جملے لکھ دیے اور "النیرۃ الوضیئۃ فی شرح الجوہرۃ المضیئۃ" سے ملقب کیے۔

ے ہم نے صفر ۱۳۲۷ھ تک لکھی گئی کتابیں جمع کیں تو وہ تین سو سے زیادہ تھیں (ملک العلماء مولانا ظفر الدین البہاری علیہ الرحمۃ) بلکہ صفر ۱۳۴۱ھ میں اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کے وصال شریف سے ایک سال بعد آپ کی تمام تصانیف میں نے جمع کیں تو وہ ہزار سے بھی بڑھ چکی تھیں (مولانا اعجاز الرضوی علیہ الرحمۃ)

ے اس وقت صرف سات جلدیں تھیں بعد میں فتاوی رضویہ کی بارہ ضخیم جلدیں مرتب ہو گئیں (مولانا اعجاز الرضوی علیہ الرحمۃ)

قال المترجم غفرلہ۔ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کے فتاوی مبارکہ جو ہزاروں صفحات میں پھیلے ہوئے ہیں کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ آپ کا سینہ علوم وہبیہ اور معارف لدنیہ کے انوار سے ایسا منور تھا کہ آپ اپنے تمام اقران پر بدرجہا فائق تھے۔ صرف ایک فتوی بطور نمونہ ہدیۂ ناظرین ہے

لاجواب الہامی فتوی وکرامت

سوال: علماء کرام کا اس میں کیا ارشاد ہے کہ ایک رافضی نے کہا کہ آیۂ کریمہ "اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ" کے اعداد ۱۲۰۲ ہیں اور یہی عدد ابوبکر، عمر، عثمان کے ہیں۔ یہ کیا بات ہے بینوا توجروا۔ المستفتی قاضی فضل احمد لودھیانوی ۲۱ صفر ۱۳۳۹ھ

الجواب: روافض (قاتلہم اللہ تعالیٰ) کی جانے مذہب ایسے ہی اوہام بے سروپا و باد ہوا پر ہے (اولاً) ہر آیت عذاب کے عدد اسماء اخیار سے مطابق کر سکتے ہیں اور ہر آیت ثواب کے

. اسماء کتا رہے۔ کہ اسماء میں وسعت وسیع ہے۔

ثانیا: امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے تین صاحبزادوں کے نام ابوبکر، عمر، عثمان ہیں (الریاض النضرہ صفحہ ۳۲۳ ج ۲ مترجم) رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا۔ کوئی ناصبی ادھر پھیرے گا اور (رافضی ناصبی) دونوں ملعون ہیں۔ حدیث میں ہے سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا "اَرُوْنِي اِبْنِيْ مَاذَا سَمَّيْتُمُوْهُ" مجھے میرا بیٹا دکھاؤ۔ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے۔ مولیٰ علی نے عرض کی "حرب" فرمایا نہیں بلکہ وہ حسن ہے۔ پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر تشریف لے گئے اور فرمایا۔ مجھے میرا بیٹا دکھاؤ۔ تم نے اس کا کیا نام رکھا؟ مولیٰ علی نے عرض کی "حرب" فرمایا نہیں بلکہ وہ حسین ہے۔ پھر حضرت محسن کی ولادت پر وہی فرمایا۔ حضرت علی نے وہی عرض کی۔ فرمایا نہیں بلکہ وہ محسن ہے۔ پھر فرمایا میں نے اپنے بیٹوں کے نام ہارون علیہ السلام کے بیٹوں پر رکھے۔ شبر شبیر، مشبر۔ حسن، حسین، محسن۔ ان سے ہم وزن وہم معنی ۔ اس سے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو تنبیہ ہوئی کہ اولاد کے نام اخیار کے ناموں پر رکھنے چاہئیں۔ لہذا ان کے بعد صاحبزادوں کے نام ابوبکر، عمر، عثمان، عباس وغیرہم رکھے۔

ثالثا: رافضی نے اعداد غلط بتلائے۔ امیر المومنین عثمٰن غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پاک میں الف نہیں لکھا جاتا تو عدد بارہ سو ایک ہیں نہ کہ دو (۱) ہاں اور رافضی بارہ سو دو عدد کلب ہے کہ ہیں " ابن سبا رافضہ " کے (۲) ہاں اور رافضی بارہ سو دو عدد ان کے ہیں۔ ابلیس۔ یزید۔ ابن زیاد۔ شیطان الطاق کلینی۔ ابن بابویہ قمی طوسی حلی (۳) ہاں اور رافضی! اللہ عزوجل فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ بے شک جنہوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور شیعہ ہو گئے اے نبی تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں (سورۃ الانعام رکوع ۲۰) اس آیۃ کریمہ کے عدد ۲۰۲۰ ہیں اور یہی عدد ہیں۔

" روافض اثنا عشریۃ شیطنیہ اسمٰعیلیہ " کے اور اگر اپنی طرح سے "اسمٰعیلیہ" میں الف چاہیے تو یہی عدد ہیں۔ روافض اثنا عشریۃ و نصیریہ و اسماعیلیہ کے (۴) ہاں اور رافضی! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْءُ الدَّارِ ان کے لیے ہے لعنت

مجانب

اور ان کے لیے ہے بُرا گھر (سورۃ الرعد رکوع ۳) اس کے عدد ۹۲۴۴ ہیں اور یہی عدد ہیں "شیطان الطاق طوسی حلی شے کے (۵) نہیں او رافضی ! بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَ الشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ لَھُمْ اَجْرُھُمْ وہی اپنے رب کے ہاں صدیق اور شہید ہیں ان کے لیے ان کا ثواب ہے (سورۃ الحدید رکوع ۲) اس کے اعداد ۵۴۴۱ ہیں اور یہی عدد ہیں ابوبکر عمر عثمٰن علی سعید کے (۶) نہیں او رافضی ! بلکہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَ الشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ لَھُمْ اَجْرُھُمْ وَ نُوْرُھُمْ وہی اپنے رب کے حضور صدیق و شہید ہیں ان کے لیے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور (سورہ الحدید رکوع ۳) اس کے اعداد ۶۹۲۱ ہیں اور یہی عدد ہیں ابوبکر عمر عثمٰن علی طلحہ زبیر سعید کے (۷) نہیں او رافضی ! بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَ الشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ لَھُمْ اَجْرُھُمْ وَ نُوْرُھُمْ جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق و شہید ہیں ان کے لیے ان کا ثواب اور ان کا نور (سورۃ الحدید رکوع ۳) آیۂ کریمہ کے عدد ہیں تین ہزار سولہ (۳۰۱۶) اور یہی عدد ہیں۔ "صدیق، فاروق، ذوالنورین، علی، طلحہ، زبیر، سعد، سعید، ابوعبیدہ، عبدالرحمٰن بن عوف" کے ——— الحمدللہ آیۂ کریمہ کا تمام کمال جملہ مدح بھی پورا ہوگیا اور حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے اسماء طیبہ بھی سب آگئے جس میں اصلاً تکلف و تصنع کو دخل نہیں۔ چند روزوں سے آنکھ دکھتی ہے۔ یہ تمام آیات عذاب و اسماء اشرار۔ و آیات مدح و اسماء اخیار کے عدد محض خیال میں مطابق کیے جن میں جرف چند منٹ صرف ہوئے اگر لکھ کر اعداد جوڑے جاتے تو مطابقتوں کی بہار نظر آتی مگر بعونہٖ تعالٰی اس قدر بھی کافی ہے۔ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ وَ اللّٰہُ اَعْلَمُ

(فقیر احمد رضا القادری غفرلہ)

اس فتوی کو نقل کرکے سنقفی نے لکھا ہے۔ شیعہ یعنی رافضی کا ماشاءاللہ "دلیہ" نہیں بلکہ قیمہ ہوگیا۔ اب مجال دم زدن نہیں۔ فقیر نے یہ کرامت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد مائۃ حاضرہ امام اہل سنت وجماعت بچشم خود ملاحظہ کی کہ چند لمحوں میں ان تمام آیات و اعداد کی مطابقت زبان فیض و الہام ترجمان سے فرمائی۔ یہ رات کا وقت تھا۔ قریب نصف گزر چکی تھی واللہ باللہ !

عدو اخیار و اشرار کے اسماء بلا سوچے اور بے تامل کیے فرما دیے کہ فقیر سہا امل کے اور اندازہ نہیں کر سکتا کہ یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت کا اظہار بذریعہ القائے ربانی و الہام سبحانی تھا۔ (حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۴۹ - ۱۵۰)

سنہ ۹ چونکہ علم حدیث رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ افعال شریفہ اور اخلاق حسنہ و عادات مبارکہ کا نام ہے بناءً علیہ یہ علم بہت بڑی شرافت اور بہت بڑی عظمت رکھتا ہے اس کے طالب و مستفیض پر لازم ہے کہ اس کی تحصیل و تکمیل میں دنیوی اغراض کو دخیل نہ ہونے دے۔ بلکہ صرف اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے پڑھے اور اس علم کو ذریعہ جلب زر کی بجائے توشۂ آخرت بنائے اور خود کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آداب شریفہ سے موصوف کرے نیز اس کے حفظ و ضبط میں نشر و اشاعت میں حتی الامکان کوشش کرے (خلاصہ متن مافی شرح نخبۃ الفکر صفحہ ۱۱۸ و تدریب الراوی صفحہ ۳۴۴)

سنہ ۱۰ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز فرماتے تھے کہ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۴ھ میں شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ تعلیم طریقت حضور پُر نور مرشد برحق سے حاصل کیا ۱۲۹۶ھ میں حضرت کا وصال ہوا تو قبل وصال مجھے حضرت سیدنا سید شاہ ابو الحسین احمد نوری اپنے ابن الابن ولی عہد و سجادہ نشین کے سپرد فرمایا۔ حضرت نوری میاں صاحب سے بعض تعلیم طریقت و علم تکسیر علم جفر وغیرہ علوم میں نے حاصل کیے (حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۳۴)

سنہ ۱۱ اس خطبے میں مصطلحات حدیث میں سے اکثر الفاظ بطور "براعۃ استہلال" اصطلاحی معانی کے علاوہ لغوی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

سنہ ۱۲ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں بروز محشر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدہ فرمانے کا ذکر ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے محمد! سر اٹھائیے اور کہیے آپ کی بات مقبول ہوگی سوال کیجیے آپ کو دیا جائے گا۔ شفاعت فرمائیے قبول کی جائے گی۔

سنہ ۱۳ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا۔ میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا۔ میری شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی نیز فرمایا۔ فخر نہیں (تحدیث نعمت ہے) کہ میں تمام لوگوں کی شفاعت کا مالک ہوں۔

۲۱۳؎ کیونکہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق یہاں تک کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محتاج ہوں گے۔

۲۱۴؎ رسول اکرم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن بزرگیاں اور کنجیاں میرے قبضے میں ہوں گی (رواہ الترمذی)

نوٹ: یہ پانچ حواشی اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ کے افادات عالیہ سے ہیں۔ پہلے حاشیہ میں جن مصطلحات کا ذکر ہے ان کی مختصر فہرست مترجم غفرلہ کی طرف سے پیش خدمت ہے۔

حدیث۔خبر۔تقریر۔مسموع رسول اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر یں سے ہر ایک کو حدیث کہتے ہیں۔ اور ایک اصطلاح میں حدیث کا دوسرا نام خبر ہے۔

قول کی مثال من قرأ آیۃ الکرسی دبر کل صلوٰۃ لم یمنعہ من دخول الجنۃ الا ان یموت

فعل کی مثال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکثر الذکر

تقریر کی تعریف یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موجودگی میں کوئی مسلمان کوئی بات کہے یا کوئی کام کرے یا کسی عقیدے کا اظہار کرے اور آپ اس مسلمان کو اس سے منع نہ فرمائیں تو منع نہ فرمانے سے یہ سمجھا جائیگا کہ یہ بات بھی یہ کام بھی یہ عقیدہ بھی درست ہے۔ اگر درست نہ ہوتا تو آپ ضرور رد کرتے۔ کیونکہ قرآن مجید کے ارشاد "وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ" (سورۃ لقمان رکوع ۲) کے پیش نظر برائی سے روکنا فرض ہے۔

قول کو سنا اور فعل کو دیکھا جاتا ہے اس لیے قولی حدیث کو مسموع کہتے ہیں۔

تقریر کی مثال ایک صحابی نے پوچھا متیٰ الساعۃ یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی۔ ظاہر ہے کہ صحابی کا عقیدہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم ہے۔ آپ نے انہیں اس عقیدے سے نہیں روکا بلکہ فرمایا ماذا اعددت لھا

تونے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے (بخاری شریف صفحہ ۹۱۱ ج ۲) پہلی مثالیں دکوۃ النبی صفحہ ۲) سے لی گئی ہیں اور آخری مثال فدائے شہنشاہِ رسالت نائب اعلیٰ حضرت استاذی المحترم حضرت شیخ الحدیث لائل پوری قدس سرہ العزیز بیان فرمایا کرتے تھے۔

سند۔ اسناد۔ طریق متن حدیث کے راویوں کی حکایت کو سند اور اسناد کہتے ہیں۔ بعض دفعہ اسناد کی تعریف یوں کی جاتی ہے "حدیث کو مع اس کی سند کے بیان کرنا" (مثال) امام بخاری کا قول۔ حدثنا قتیبۃ قال حدثنا مغیرۃ بن عبدالرحمٰن القرشی عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما قضی اللّٰہ الخلق کتب فی کتابہ فھو عندہ فوق العرش ان رحمتی غلبت غضبی (بخاری صفحہ ۴۵۳ ج ۱) وسلم تک سند حدیث ہے آگے متن حدیث۔ سند حدیث کو طریق حدیث بھی کہتے ہیں۔

متواتر۔ مشہور۔ مستفیض حدیث کی سندیں اگر اس قدر زیادہ ہوں کہ ان کی تعداد معین نہیں کی جا سکتی تو وہ حدیث متواتر ہے اگر تعداد معین ہو سکتی ہے اور وہ دو سے زیادہ ہیں تو حدیث مشہور ہے۔ اسی کو مستفیض بھی کہتے ہیں اگر سندیں صرف دو ہیں تو حدیث

عزیز۔ غریب۔ فرد۔ احد

عزیز ہے۔ اگر سند ایک ہی ہے تو حدیث غریب ہے اور غریب کو فرد بھی کہتے ہیں۔ پھر اگر غرابت بسبب اس تابعی کے ہے جو صحابی سے روایت کرتا ہے تو اس کا نام فرد مطلق ہے اگر تابعی میں غرابت نہ تھی اس کے بعد کسی جگہ غرابت واقع ہوئی تو وہ فرد نسبی ہے۔

من حیث اللغۃ ایک شخص کی روایت کردہ خبروں کو اخبار آحاد کہا جاتا ہے لیکن من حیث الاصطلاح وہ حدیثیں اخبار آحاد ہیں جن میں حدیث متواتر کی شرطیں نہ پائی جائیں لہٰذا مشہور، مستفیض، عزیز، غریب، فرد، سب کی سب اخبار آحاد ہیں۔

مقبول۔ یرد (مردود) اگر راوی کا صدق ظاہر و راجح ہو اور فی نفسہٖ اس کی حدیث پر عمل ثابت ہو تو وہ حدیث مقبول ہے ورنہ یرد (مردود ہے)

منجانب

صحیح۔ متصل۔ موصول۔ وصل۔ متصل الاسانید۔ معلل۔ علت۔ شاذ۔ شذوذ۔ ضبط۔ حسن۔ ضعیف۔ اعتضاد

اخبار آحاد میں سے جس حدیث کے تمام راوی عادل اور تام الضبط ہوں اور وہ حدیث متصل السند ہو نہ معلل ہو نہ شاذ تو ایسی حدیث صحیح لذاتہ ہے۔ عادل وہ شخص ہے جس کو ایسی قوت راسخہ نصیب ہوئی جس نے اس کو تقوی اور مروت پر قائم کردیا۔ تام الضبط وہ شخص ہے جس نے ضبط حدیث میں کمال حاصل کیا۔ ضبط کے معنے "حفظ" ہیں اس کی دو قسمیں ہیں (۱) ضبط صدر (۲) ضبط کتاب۔ سُنی ہوئی یا پڑھی ہوئی حدیث کو اس طرح ذہن نشین کرلینا کہ بوقت ضرورت بیان کی جا سکے۔ اسے ضبط صدر کہتے ہیں اور اسے کاپی پر لکھ لینا اور کاپی کو اپنی حفاظت میں رکھنا کہ کوئی شخص اس میں رد و بدل نہ کرسکے یہاں تک کہ وہ حدیث دوسرے کو پڑھا دی جائے اسے ضبط کتاب کہتے ہیں۔ متصل السند وہ حدیث ہے جس کے کل راوی از اول تا آخر ذکر کئے گئے ہوں اور ہر راوی نے مروی عنہ سے حدیث سنی یا پڑھی ہو اسے موصول بھی کہتے ہیں اور حدیث کو ایسی سند کے ساتھ ذکر کرنے کا نام وصل ہے۔ ایسی حدیثیں اگر زیادہ ہوں تو انہیں متصل الاسانید کہا جاتا ہے۔ معلل وہ حدیث ہے جس کی سند میں بظاہر کوئی عیب نہیں لیکن دراصل اس میں ایک مخفی عیب پایا جاتا ہے جس پر متبحر علماء کے سوا کوئی دوسرا مطلع نہیں ہوسکتا۔ اس عیب کو علت کہتے ہیں۔ شاذ وہ حدیث ہے جس کا ثقہ راوی کسی لفظ میں اس شخص کی مخالفت کرتا ہے جو ثقہ ہونے میں اس سے اعلیٰ ہے۔ اس مخالفت کا نام شذوذ ہے۔ اگر کسی حدیث کے راوی میں صحیح لذاتہ کی دوسری سب شرطیں پائی جائیں مگر اس کا ضبط تام نہیں تو اس کی حدیث کو حسن لذاتہ کہا جائے گا اور وہ تعدد طرق کی وجہ سے حسن لذاتہ سے ترقی کرکے صحیح لغیرہ ہوجاتی ہے۔ لذاتہ کا یہ مطلب ہے کہ حسن لذاتہ میں جو خوبی ہے یہ خوبی اسے باہر سے نہیں ملی بلکہ اس کی اپنی ذات اس وصف سے متصف ہے۔ اگر خوبی باہر سے حاصل ہوئی ہو جیسے مستور الحال راوی کی حدیث کہ وہ بذات خود حسن نہیں لیکن اس کی سندیں متعدد مل جائیں تو وہ تعدد اسناد کی وجہ سے حسن ہوجاتی ہے مگر حسن لذاتہ نہیں بلکہ حسن لغیرہ ہے۔ اگر حدیث صحیح اور حدیث حسن کی تمام شرطیں نہ پائی جائیں تو وہ حدیث ضعیف ہے بشرطیکہ موضوع نہ ہو۔

تعدد طرق وغیرہ کی وجہ سے جو کمزور حدیث میں قوت آجاتی ہے اسے اعتضاد کہتے ہیں۔

محفوظ۔ منکر اگر حدیث صحیح یا حدیث حسن کے ثقہ راوی کی مخالفت ایسا شخص کرے جو اس راوی سے اوثق وارجح ہے تو ثقہ کی حدیث کو شاذ اور اوثق کی حدیث کو محفوظ کہا جاتا ہے۔ پھر یہ مخالفت عام ہے متن میں ہو یا سند میں یونہی ارجحیت واوثقیت بھی عام ہے۔ عدالت وضبط میں ہو یا رواۃ کی کثرت یا فقاہت میں یا علو اسناد میں یا کا سب کے مقبول فی الامت ہونے میں۔ اور اگر ضعیف راوی ثقہ کی مخالفت کرے تو ثقہ کی حدیث کو معروف اور ضعیف کی روایت کو منکر کہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ منکر اور شاذ دونوں اوثق کی مخالفت کرنے میں اگرچہ شریک ہیں لیکن ان میں ایک لحاظ سے فرق ہے۔ شاذ میں اوثق کی مخالفت ثقہ راوی کرتا ہے اور منکر میں اوثق کی مخالفت ثقہ نہیں بلکہ ضعیف کرتا ہے۔

متابع۔ شاہد۔ معتبر بعض دفعہ کسی حدیث کو فرد یا غریب قرار دینے میں غلطی ہو جاتی ہے یعنی اس کا وہ راوی جس کے متعلق تفرد کا گمان تھا تتبع کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ متفرد بالحدیث نہیں بلکہ روایت حدیث میں اس کی موافقت فلاں شخص نے کی ہے۔ اس دوسرے کو پہلے کا متابع بالکسر کہتے ہیں اور حدیث کو متابع بالفتح۔ پھر متابعت کی دو قسمیں ہیں (۱) تامہ (۲) قاصرہ۔ اگر متفرد راوی کی متابعت اس کی اپنی ذات کے لیے ہو تو وہ متابعت تامہ ہے اور اگر اس کے شیخ یا شیخ الشیخ یا اس سے بھی اوپر والے کسی شیخ کے لیے ہو تو وہ متابعت قاصرہ ہے ـــــ۔ اگر کوئی ایسی حدیث مل جائے جس کا متن حدیث فرد کے صحابی کے علاوہ کسی دوسرے صحابی سے مروی ہے اور وہ متن لفظاً ومعنےً میں یا صرف معنے میں حدیث فرد کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے تو اسے حدیث فرد کا شاہد کہا جاتا ہے۔ حدیث فرد کا متابع وشاہد معلوم کرنے کے لیے کتب حدیث میں مختلف سندوں کی تلاش وتتبع کرنے کا نام اعتبار ہے اور متابع کو معتبر کہتے ہیں۔

مرسل معضل منقطع۔ تدلیس اگر سند حدیث متصل نہ ہو یعنی اس کے کل راوی مذکور نہ ہوں بلکہ بعض ساقط کیے گئے ہوں تو دیکھا جائے گا کہ راوی کا سقوط ابتداءً سند سے بتصرف مصنف ہوا ہے یا سند کے آخر سے تابعی کے بعد والا راوی

ساقط کیا گیا ہے یا ان دونوں صورتوں کے علاوہ سقوط راوی کی کوئی تیسری صورت ہے پہلی صورت کی حدیث کا نام معلق ہے اور دوسری صورت کی حدیث کا نام مرسل ہے اور تیسری صورت کی دو قسمیں بنتی ہیں (۱) دو یا زیادہ راوی ایک ہی جگہ سے اکٹھے ساقط ہوتے ہیں (۲) مختلف جگہ سے دو یا زیادہ راوی ساقط ہوتے ہیں یا صرف ایک ہی ۔ پہلی قسم کی حدیث کا نام معضل ہے ۔ اور دوسری قسم کی حدیث کا نام منقطع ——— پھر سقوط راوی کی دو قسمیں ہیں (۱) سقوط واضح (۲) سقوط خفی ۔ سقوط واضح وہ ہوتا ہے جسے فن حدیث میں مہارت رکھنے والا بھی اور مہارت نہ رکھنے والا بھی بآسانی سمجھ سکے ۔ اور سقوط خفی وہ ہوتا ہے جسے ماہر کے سوا دوسرا نہ سمجھ سکے مندرجہ بالا قسمیں سقوط واضح کی تھیں ۔ سقوط خفی والی حدیث کو "مدلس" کہا جاتا ہے اور راوی کو اس طرح ساقط کرنا کہ ماہر کے سوا دوسرا نہ سمجھ سکے (بلکہ راوی مدلس کے شیخ الشیخ کو راوی کا شیخ سمجھنے لگے) کا نام تدلیس ہے ۔

موضوع ۔ متروک ۔ معلول ۔ مدرج مزید فی متصل الاسانید ۔ مضطرب اختلاط ۔ وھم ۔

حدیث صحیح کی تعریف سے معلوم ہو گیا تھا کہ راوی کا عادل اور تام الضبط ہونا ضروری ہے اگر یہ دونوں وصف موجود نہ ہوں تو وہ راوی مطعون ہوگا ۔ اس کے مطعون ہونے کی چند وجہیں ہو سکتی ہیں (۱) راوی کاذب ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی بات عمداً روایت کرتا ہے جسے آپ نے بیان نہیں فرمایا ۔ اس کی روایت کا نام موضوع ہے (۲) راوی متہم بالکذب ہے اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ۔ پہلی صورت ۔ جس حدیث کو اس نے بیان کیا اسے کسی دوسرے نے بیان نہیں کیا اور وہ قواعد معلومہ کے مخالف ہے تو اس شخص پر اس روایت کی وجہ سے کاذب ہونے کی تہمت لگائی جائے گی اسے صراحت کاذب نہ کہا جائے گا دوسری صورت جو شخص اپنی روزمرہ کی گفتگو میں بکثرت جھوٹ بولتا ہے اور اس کا جھوٹ مشہور ہو چکا ہے اگر یہ حدیث بیان کرے تو اسے اس روایت میں متہم بالکذب کہیں گے اگرچہ صراحت کاذب نہ کہیں گے ۔ پس متہم بالکذب کی روایت متروک ہے (۳) راوی فحش غلطیوں اور کثیر خطاؤں کا مرتکب ہوتا رہتا ہے ۔ (۴) راوی فحش غفلت کا شکار ہوتا رہتا ہے (۵) راوی فاسق ہے ۔ فسق فعلی (زنا ، شراب وغیرہ)

اور فسق قولی (غیبت وغیرہ) کا مرتکب ہوتا رہتا ہے ان تینوں کی روایت منکر ہے۔ اعلی رای من ویشترطفی المنکرقید المخالفۃ (شرح نخبۃ الفکر ص۵۹) (۶) راوی کو وہم ہو جاتا ہے کبھی سند حدیث میں کبھی متن حدیث میں یعنی وہ ایک حدیث کی سند کو دوسری حدیث کے ساتھ بیان کر دیتا ہے اور ایک حدیث کے متن کو دوسری حدیث کے متن میں داخل کر دیتا ہے وغیرہ۔ تو اگر اس کے وہم پر بذریعہ قرائن و بذریعہ تتبع اسانید اطلاع ہو جائے تو اس کی ایسی حدیث کو معلل کہتے ہیں۔ اس کا نام معلول بھی ہے (۷) راوی اپنے سے بہتر ثقہ حضرات کی مخالفت کرتا ہے اس کی چند صورتیں ہیں **پہلی صورت** اسناد میں تبدیلی کر دیتا ہے۔ ایسے اسناد والی حدیث کا نام "مدرج الاسناد" ہے۔ **دوسری صورت** موقوف کو مرفوع میں درج کر دیتا ہے اس کی ایسی حدیث کا نام "مدرج المتن" ہے **تیسری صورت**۔ رواۃ کے ناموں میں یا متن حدیث کے الفاظ میں تقدیم و تاخیر کر دیتا ہے اس کی اس حدیث کا نام مقلوب ہے **چوتھی صورت**۔ سند میں کسی زائد کو ذکر کر دیتا ہے اس حدیث کا نام مزید فی متصل الاسانید ہے۔ **پانچویں صورت**۔ دو راویوں نے ایک حدیث کو ایک ہی سند کے ساتھ روایت کیا مگر سند میں ایک جگہ جو نام ایک راوی نے ذکر کیا ہے دوسرے نے اس کی بجائے کوئی دوسرا نام ذکر کر دیا ہے اور ان دونوں میں کسی کو ترجیح نہیں دی جا سکتی ان کی اس حدیث کا نام مضطرب ہے (۸) راوی مجہول ہے پہچاننے میں نہیں آتا نہ اس پر جرح کی جا سکتی ہے نہ تعدیل (۹) راوی بدعتی ہے۔ بدعت اعتقادیہ میں مبتلا ہے اسے شریعت مطہرہ سے عناد نہیں لیکن شبہات کی بنا پر طریقۂ اہل سنت وجماعت سے الگ ہو گیا ہے (۱۰) راوی سیئ الحفظ ہے۔ اس کا حافظہ کمزور ہے اسے حدیثیں بھول جاتی ہیں۔ احادیث مبارکہ کو متن ذہن محفوظ نہیں رکھ سکتا۔ اس کی دو صورتیں ہیں **پہلی صورت**۔ راوی کو حافظے کی کمزوری تمام حالات میں لازم ہے تو اس کی حدیث کا نام عند البعض (شرح نخبۃ ص۲) شاذ ہے **دوسری صورت** پہلے ٹھیک تھا بعد میں سیئ الحفظ ہو گیا تو اس حالت کا نام اختلاط ہے اور وہ خود مختلط ہے پھر اگر سیئ الحفظ کا یا مستور الحال کا یا اسناد مرسل و مدلس کے راوی کا اعتبار طرق و تتبع اسانید کے ذریعہ کوئی معتبر متابع مل جائے تو ان سب کی حدیث "حسن" ہو جائے گی اس جگہ "معتبر" سے مراد وہ راوی ہے جس کا پتہ اعتبار و تتبع کے ذریعہ حاصل ہوا۔ اگرچہ فی نفسہٖ سیئ الحفظ وغیرہ پر فوقیت نہ رکھتا ہو۔

مرفوع۔ موقوف مقطوع۔ منتہی پھر حدیث کی باعتبار منتہائے اسناد کے تین قسمیں ہیں (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح یا حکمی قول صریح یا حکمی فعل صریح یا حکمی تقریر تک اگر سند پہنچے تو اس حدیث کا نام مرفوع ہے (۲) اگر صحابی کے قول فعل تقریر تک سند پہنچے تو اس کا نام موقوف ہے (۳) اگر تابعی کے قول فعل تقریر تک سند پہنچے تو اس کا نام مقطوع ہے۔ حدیث کے سب سے پہلے راوی کو اس کی سند کا منتہی کہتے ہیں۔

عوالی۔ النزول۔ علیۃ۔ علو بعض دفعہ ایک حدیث کی دو سندیں ہوتی ہیں ایک سند کے "رجال" تھوڑے اور دوسری کے زیادہ ہوتے ہیں جس کے کم ہوں اس کا نام عالی اور جس کے زیادہ ہوں اس کا نام نازل ہوتا ہے جس وصف کی بدولت سند عالی یا نازل ہوئی اسے علو یا نزول کہتے ہیں۔ عالی کی جمع عوالی ہے۔ پھر اگر یہ سندیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہیں تو علو مطلق اور نزول مطلق کے ساتھ اور اگر ائمۃ الحدیث میں سے کسی ایسے امام تک پہنچتی ہیں جو صفت علیہ کے مالک ہیں تو علو نسبی اور نزول نسبی کے ساتھ موصوف ہوتی ہیں۔ صفت علیہ سے مراد حافظہ کی پختگی اور فقاہت وغیرہ ہے۔

مسلسل بالاولیۃ بعض دفعہ صیغ ادا میں سے ایک صیغے (سمعت یا اخبرنی وغیرہ) پر یا حالات قولیہ میں سے ایک (سمعت فلانا یقول اشھد اللہ وغیرہ) پر یا حالات فعلیہ میں سے ایک (حدثنی فلان وھو اٰخذ بلحیتہ وغیرہ) پر ہر راوی متفق ہوتا ہے تو اس سند کو مسلسل کہا جاتا ہے اور اگر ہر راوی "ھو اول حدیث سمعتہ منہ" پر متفق ہو تو اس کو مسلسل بالاولیۃ کہتے ہیں۔

رجال، رواۃ، وعاۃ، صحب، روی بروی اجازۃ، مناولۃ وجادۃ، مجاز۔ جو حضرات حدیث کو بطریق معروف نقل کرتے ہیں انہیں رجال سند اور رواۃ حدیث کہا جاتا ہے۔ حدیثوں کو اچھی طرح حفظ کر لینے کی وجہ سے انہیں وعاۃ کہا جاتا ہے اور اگر انہوں نے رسول کریم علیہ السلام کی زیارت بھی کی ہو اور آخر دم تک ایمان پر قائم رہے ہوں تو انہیں صحب کہا جاتا

ہے اور ان کی نقل کردہ حدیث کا ذکر نقل نقل کی بجائے روی پیروی سے کیا جاتا ہے اس کے لیے یہ شرط ہے کہ طالب کو شیخ سے اذن حاصل ہو۔ اذن دینے کا نام اجازت ہے اس کی چند صورتوں میں مناولہ اور وجادہ بھی ہیں۔ مناولہ یہ ہے کہ شیخ اپنی حدیثوں کی کتاب طالب کو دے کر کہے کہ اس میں میری مرویات درج ہیں انہیں میری طرف سے روایت کرنے کی تمہیں اجازت ہے۔ اور وجادہ یہ ہے کہ حدیث کے شیخ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب حدیث کسی شخص کو مل جائے اور وہ پہچان لے کہ یہ کتاب انہیں کی لکھی ہوئی ہے اس کا حکم یہ ہے کہ جب تک صاحب کتاب سے باقاعدہ اجازت روایت حاصل نہ کی ہو صرف کتاب کے ملنے اور خط کے پہچاننے کی بنا پر "اخبرنی یا حدثنی" کہنا جائز نہیں بلکہ "وجدت بخط فلاں" کہے یا اس سے ملتا جلتا کوئی دوسرا جملہ استعمال کرے۔ اجازت دینے والے شیخ کو مجیز اور اجازت پانے والے تلمیذ کو مجاز لہ اور جس کی اجازت دے اسے مجاز بہ کہتے ہیں اور بسا اوقات اختصاراً "لہ" اور "بہ" کو حذف بھی کر دیتے ہیں (تدریب الراوی صفحہ ۲۶۷ و ۲۶۸)

صالح۔جید

حدیث کے مقبول ہونے کے لیے راویوں کا مقبول ہونا ضروری ہے اس لیے ماہر علما جس راوی کو صالح الحدیث یا جید الحدیث یا لا بأس بہ کہہ دیں اس کی حدیث مقبول ہوگی۔ صالح اور جید کے الفاظ حدیث صحیح و حسن پر بھی بولے جاتے ہیں (تدریب صفحہ ۱۰۳)

الحافظ۔الحاکم۔الحجۃ

باصطلاح محدثین اگر کسی شخص کے احاطۂ علم میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی لاکھ حدیثیں ہیں تو وہ شخص الحافظ ہے اور تین لاکھ حدیثیں حفظ ہیں تو وہ شخص الحجۃ ہے اور اگر روایت کردہ کل حدیثیں حفظ ہیں ان کے متن بھی سندیں بھی رواۃ کی جرح و تعدیل بھی اور ان کی تاریخ بھی تو وہ شخص الحاکم ہے (حاشیہ خطبہ شرح نخبۃ الفکر)

جامع۔جوامع۔سنن۔مسند معجم۔مستخرج۔مستدرک۔صحاح

حدیث کی کتابوں کی مختلف قسمیں ہیں۔

(۱) جامع وہ کتاب ہے جس میں ہر قسم کی حدیثیں پائی جاتی ہیں۔ جیسے صحیح بخاری اور جامع ترمذی وغیرہ کتب

تفسیر و عقائد۔ فتن احکام و شرائط و مناقب۔ جو آٹھ اکس کی جمع ہے۔

۲۔ سنن وہ کتاب ہے جس میں بترتیب ابواب فقہ احکام کی حدیثیں درج ہوں جیسے سنن ابوداؤد اور سنن نسائی۔

۳۔ مسند وہ کتاب ہے جس میں صحابہ کرام کی ترتیب کا لحاظ رکھ کر ہر ہر صحابی کی مرویات الگ الگ بیان کی جائیں جیسے مسند امام احمدؒ۔

۴۔ معجم وہ کتاب ہے جس میں اپنے شیوخ کی ترتیب کا لحاظ رکھ کر ان کی مرویات الگ الگ ذکر کی جائیں جیسے معاجم ثلاثہ طبرانی۔

۵۔ مستخرج وہ کتاب ہے جس میں کسی دوسرے شخص کی کتاب حدیث میں درج شدہ حدیثوں کی ایسی زائد سندیں بیان کی جائیں جن میں اس کے مصنف کا ذکر نہ آئے۔ جیسے مستخرج ابوعوانہ۔ یہ صحیح مسلم پر مستخرج ہے۔

۶۔ مستدرک وہ کتاب ہے جس میں کسی دوسری کتاب کی شرط کے موافق حدیثیں بیان کی جائیں جنہیں اس کے مصنف نے بیان نہیں کیا جیسے مستدرک علی الصحیحین للحاکم

۷۔ صحاح وہ کتابیں ہیں جن کے مصنفین نے صرف صحیح حدیثوں کے درج کرنے کا التزام کیا ہو جیسے صحیح بخاری و صحیح مسلم۔

مخرج تخریج سے ماخوذ ہے جس کے معنے اخذ و استنباط کے ہیں (طحطاوی علی المراقی صفحہ ۲۰۱) مخرج سے مراد وہ شخص ہے جس نے اپنے شیوخ سے اخذ کردہ احادیث مع السندات جمع کی ہوں جیسے امام بخاری و امام مسلم (علیہما الرحمۃ والرضوان)

۱۶ٍ ام المؤمنین سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں یہ الفاظ کہے تھے۔ ترجمہ یہ ہے "آپ بے سہاروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ ضرورت مندوں کی ضرورت کو پوری کرتے ہیں۔ راہ حق میں پیش آنے والی مصیبتوں میں مدد دیتے ہیں" (بخاری شریف صفحہ ۳ ج ۱) اور بعینہٖ یہی الفاظ ابن الدغنۃ نے سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں عرض کیے تھے (بخاری شریف صفحہ ۵۵۲) مترجم غفرلہ

۱۷ٍ محافظ کتب حرم حضرت مولانا سید اسماعیل کو اور سابق قاضی مکہ و مفتی حنفیہ حضرت مولانا

الشیخ صالح کمال (علیہما الرحمۃ والرضوان) کو اعلیٰ حضرت سے اور اعلیٰ حضرت کو ان دونوں سے جو محبت وعقیدت تھی اس کا اندازہ درج ذیل واقعات سے بھی لگایا جاسکتا ہے جنہیں خود اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کی زبان فیض ترجمان نے بیان کیا۔

پہلی ملاقات: بعد فراغ مناسک حج، کتب خانۂ حرم محترم کی حاضری کا شغل رہا۔ پہلے روز جو حاضر ہُوا۔ حامد رضا خاں ساتھ تھے۔ محافظ کتب حرم ایک وجیہ جمیل عالم نبیل مولانا سید اسماعیل تھے۔ یہ پہلا دن ان کی زیارت کا تھا۔ یہ حضرت مثل دیگر اکابر مکہ معظمہ اس فقیر سے غائبانہ خلوص تام رکھتے تھے جس کا سبب میرا فتویٰ مسمیٰ بہ "فتاوی الحرمین لرجف ندوۃ المین" تھا۔ کہ سات برس پہلے ۱۳۱۶ھ میں رد ندوہ کے لیے اٹھائیس سوال وجواب پر مشتمل جسے میں نے بیس گھنٹے سے کم میں لکھا تھا اور بذریعہ بعض حجاج خادمان دین ان حضرات کے حضور پیش ہُوا۔ اور انہوں نے اپنی گراں بہا تقریظات سے اسے مزین فرمایا اور فقیر کو بے شمار اعلیٰ اعلیٰ درجے کے کلمات دعا وثنا کا شرف دیا۔ اور وہ مع ترجمہ ایک مبسوط کتاب ہو کر بمبئی ۱۳۱۷ھ میں طبع ہو کر شائع ہو چکا تھا۔ اس وقت سے مولیٰ عزوجل نے اس ذرۂ بے مقدار کی کمال محبت ووقعت ان جلیل قلوب میں ڈال دی تھی۔ مگر ملاقات ظاہری نہ ہوئی تھی۔ حضرت مولانا موصوف سے کچھ کتابیں مطالعہ کے لیے نکلوائیں حاضرین میں سے کسی نے اس مسئلہ کا ذکر کیا کہ قبل زوال رمی کیسی؟ مولانا نے فرمایا۔ یہاں کے علماء نے جواز پر فتویٰ دیا ہے۔ حامد رضا خاں سے اس بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ مجھ سے استفسار ہُوا۔ میں نے کہا۔ خلاف مذہب ہے۔ مولانا سید صاحب نے ایک متداول کتاب کا نام لیا کہ اس میں جواز کو "علیہ الفتویٰ" لکھا ہے۔ میں نے کہا ممکن کہ روایت جواز ہو مگر "علیہ الفتویٰ" ہرگز نہ ہوگا۔ وہ کتاب سے آئے۔ مسئلہ نکلا اور اسی صورت سے نکلا جو فقیر نے گذارش کی تھی یعنی اس میں "علیہ الفتویٰ" کا لفظ نہ تھا۔ حضرت مولانا نے حامد رضا خاں سے کان میں جھک کر مجھے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اور حامد رضا خاں کو بھی نہ جانتے تھے مگر اس وقت گفتگو انہیں سے ہو رہی تھی۔ لہٰذا ان سے پوچھا انہوں نے میرا نام لیا۔ نام سنتے ہی حضرت مولانا وہاں سے اٹھ کر بے تابانہ دوڑتے ہوئے آکر فقیر سے لپٹ گئے پھر تو بحمد اللہ تعالیٰ وداد نے کمال ترقی کی (ملفوظات صفحہ ۲ ج ۲)

آپ کا آنا اللہ کی رحمت تھا

مُنّے میں آیا وہابیہ پہلے سے آئے ہوئے ہیں۔ جن میں خلیل احمد انبیٹھی اور بعض وزراء ریاست دیگر اہل ثروت بھی ہیں۔ حضرت شریف تک رسائی پیدا کی ہے اور مسئلہ علم غیب چھیڑا ہے اور اس کے متعلق کچھ سوال اعلم علماء مکہ حضرت مولانا شیخ صالح کمال سابق قاضی مکہ ومفتی حنفیہ کی خدمت میں پیش ہوا ہے۔ میں حضرت موصوف کی خدمت میں گیا ...... بعد سلام ومصافحہ مسئلہ علم غیب کی تقریر شروع کی اور دو گھنٹے تک اسے آیات واحادیث واقوال ائمہ سے ثابت کیا اور مخالفین جو شبہات کیا کرتے ہیں ان کا رد کیا۔ اس دو گھنٹے تک حضرت موصوف محض سکوت کے ساتھ ہمہ تن گوش ہوکر میرا منہ دیکھتے رہے۔ جب میں نے تقریر ختم کی چپکے اٹھے ہوئے قریب الماری رکھی تھی وہاں تشریف لے گئے اور کاغذ نکال لائے جس پر مولوی سلامت اللہ صاحب رام پوری کے رسالہ "اعلام الاذکیاء" کے اس قول کے متعلق کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو "ھو الاول والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شیئ علیم" لکھا، چند سوال تھے اور جواب کی چار سطریں ناتمام اٹھا لائے۔ مجھے دکھایا اور فرمایا۔ تیرا (آپ کا) آنا اللہ کی رحمت تھا ورنہ مولوی سلامت اللہ کے کفر کا فتویٰ یہاں سے جاچکا۔ میں حمد الٰہی بجا لایا (ملفوظات صفحہ ۲۷۹)

علم غیب کے متعلق پانچ سوال

۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کی تاریخ ہے بعد نماز عصر میں کتب خانے کے زینے پر چڑھ رہا ہوں پیچھے سے ایک آہٹ معلوم ہوئی دیکھا تو حضرت مولانا شیخ صالح کمال ہیں۔ بعد سلام ومصافحہ دفتر کتب خانہ میں جاکر بیٹھے۔ وہاں حضرت مولانا سید اسماعیل اور ان کے نوجوان سعید رشید بھائی سید مصطفےٰ اور ان کے والد ماجد مولانا سید خلیل اور بعض حضرات بھی کہ اس وقت یاد نہیں تشریف فرما ہیں۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جیب سے ایک پرچہ نکالا جس پر علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے۔ (یہ وہی سوال ہیں جن کا جواب مولانا نے شروع کیا تھا اور تقریر فقیر کے بعد چاک فرما دیا) مجھ سے فرمایا۔ یہ سوال وہابیہ نے حضرت سیدنا کے ذریعہ پیش کیے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے (سیدنا وہاں شریف مکہ کو کہتے ہیں کہ اس وقت شریف علی پاشا تھے) میں نے مولانا سید مصطفےٰ سے گذارش کی کہ قلم دوات دیجیے۔ حضرت مولانا شیخ کمال ومولانا سید اسماعیل ومولانا سید خلیل

سب اکابر نے کو تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا کہ ہم ایسا فوری جلب نہیں چاہتے بلکہ ایسا جواب ہو کہ خبیثوں کے دانت کھٹے ہوں۔ میں نے عرض کی اس کے لیے قدرے مہلت چاہیئے۔ دو گھڑی دن باقی ہے۔ اس میں کیا ہو سکتا ہے۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا۔ کل سہ شنبہ ہے پرسوں چہارشنبہ ہے۔ ان دو روز میں ہو کہ پنج شنبہ کو مجھے مل جائے کہ میں شریف کے سامنے پیش کر دوں میں نے اپنے رب عزوجل کی عنایت اور اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت پر بھروسہ کر کے وعدہ کر لیا۔ فیضِ الٰہی اور عنایت رسالت پناہی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے کتاب کی تکمیل تبییض سب پوری کرا دی "الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ" اس کا تاریخی نام ہوا اور پنج شنبہ کی صبح ہی کو حضرت مولانا شیخ صالح کمال کی خدمت میں پہنچا دی گئی (ملفوظات صفحہ ۹ تا ۱۱ ج ۲)

وہ علم ظاہر کیا جو ہمارے خواب میں بھی نہ تھا

شام سے نصف شب تک کہ عربی گھڑیوں میں چھ بجتے ہیں شریف علی پاشا کا دربار ہوتا تھا۔ حضرت مولانا (صالح کمال) نے دربار میں کتاب (الدولۃ المکیۃ) پیش کی اور علی الاعلان فرمایا:- اس شخص نے وہ علم ظاہر کیا جس کے انوار چمک اٹھے اور جو ہماری خواب میں بھی نہ تھا۔ حضرت شریف نے کتاب پڑھنے کا حکم دیا۔ دربار میں دو وہابی بھی بیٹھے تھے۔ ایک احمد فقیہ کہلاتا، دوسرا عبدالرحمٰن اسکوبی۔ انہوں نے مقدمہ کتاب کی آمد ہی سن کر سمجھ لیا کہ یہ کتاب رنگ بدل دے گی۔ شریف ذی علم ہیں۔ مسئلہ ان پر منکشف ہو جائے گا۔ لہٰذا چاہا کہ سننے نہ دیں بحث میں الجھا کر وقت گزار دیں۔ کتاب پر کچھ اعتراض کیا حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جواب دیا۔ آگے بڑھے انہوں نے پھر ایک مہمل اعتراض کیا۔ حضرت مولانا نے جواب دیا اور فرمایا۔ کتاب سن لیجئے۔ پوری کتاب سننے سے پہلے اعتراض بے قاعدہ ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کے شکوک کا جواب کتاب ہی میں آئے اور نہ ہو تو میں جواب کا ذمہ دار ہوں۔ اور مجھ سے نہ ہو سکا تو مصنف موجود ہے۔ یہ فرما کر آگے پڑھنا شروع کیا۔ کچھ دور پہنچے تھے انہیں الجھانا مقصود تھا پھر معترض ہوئے۔ اب حضرت مولانا نے حضرت شریف سے کہا کہ سیدنا حضرت کا حکم ہے کہ میں کتاب پڑھ کر سناؤں اور یہ (وہابی) جابجا بیچ میں الجھتے ہیں۔ حکم ہو تو ان کے اعتراضوں کا جواب دوں یا حکم ہو تو کتاب سناؤں۔ شریف نے فرمایا "اقرأ" آپ پڑھیے۔ اب ان کی "ہاں" "کون" "نا" کر سکتا تھا معترضوں کا منہ مارا گیا

اور مولانا کتاب سنا تے رہے۔ اس کے دلائل قاہرہ سُن کر مولانا شریف نے بآواز بلند فرمایا "اَللّٰہُ یُعْطِیْ وَھٰؤُلَاءِ یَمْنَعُوْنَ" یعنی اللہ تو اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرماتا ہے اور یہ وہابیہ منع کرتے ہیں (ملفوظات صفحہ ۱۱ تا ۱۲ ج ۲)

سید جلیل کا جلال سیادت

اصل کتاب (الدولۃ المکیۃ) سے متعدد نقلیں مکہ معظمہ کے علماء کرام نے لیں اور تمام مکہ معظمہ میں کتاب کا شہرہ ہوا۔ وہابیہ پر اوس پڑ گئی۔ بفضلہ تعالیٰ سب کے سب ٹھنڈے ہو گئے۔ گلی کوچہ میں مکہ معظمہ کے لڑکے ان سے تمسخر کرتے کہ اب کچھ نہیں کہتے۔ اب وہ جوش کیا ہوئے۔ اب وہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علوم غیب ماننے والوں کو کافر کہنا کدھر گیا۔ تمہارا کفر و شرک تمہیں پر پلٹا۔ وہابیہ کہتے۔ اس شخص نے کتاب میں منطق تقریریں بھر کر شریف پر جادو کر دیا۔ مولیٰ عزوجل کا فضل، حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم کہ علماء کرام نے کتاب پر دھوم دھام کی تقریظیں لکھنی شروع کیں۔ وہابیہ کا دل جلتا اور بس نہ چلتا۔ آخر اس فکر میں ہوئے کہ کسی طرح فریب کر کے تقریظات تلف کر دی جائیں۔ ایک جگہ جمع ہوئے اور حضرت مولانا شیخ ابوالخیر میرداد سے عرض کی کہ ہم بھی کتاب پر تقریظیں لکھنا چاہتے ہیں۔ کتاب ہمیں منگوا دیجئے۔ وہ سیدھے مقدس بزرگ ان کے فریبوں کو کیا جانیں۔ اپنے صاحبزادے مولانا عبداللہ میرداد کو میرے پاس بھیجا۔ یہ صاحب مسجد حرام کے امام ہیں اور اسی زمانے میں فقیر کے ہاتھ پر بیعت فرما چکے تھے .... میں اس وقت کتب خانہ حرم شریف میں تھا۔ حضرت مولانا اسماعیل کو اللہ عزوجل جنات عالیہ میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفاقت عطا فرمائے۔ قبل اس کے کہ میں کچھ کہوں نہایت ترشی اور جلال سیادت سے فرمایا کہ کتاب ہرگز نہ دی جائے گی جو تقریظیں لکھنی ہوں لکھ کر بھیج دو۔ میں نے گذارش بھی کی کہ حضرت مولانا ابوالخیر منگاتے ہیں اور ان کے صاحب زادے لینے آئے ہیں اور ان کا جو تعلق فقیر سے ہے آپ کو معلوم ہے۔ فرمایا جو لوگ وہاں جمع ہیں ان کو میں جانتا ہوں وہ منافقین (وہابیہ) ہیں مولانا ابوالخیر کو انہوں نے دھوکہ دیا ہے۔ یوں اس عالم نبیل سید جلیل کی برکت سے کتاب بحمد اللہ تعالیٰ محفوظ رہی۔ والحمد للہ (ملفوظات صفحہ ۱۲ ج ۲)

نائب الحرم۔ احمق سفیہ مخصوم

جب وہابیہ کا یہ مکر بھی نہ چلا اور مولانا شریف کے

یہاں سے بحمدہ تعالیٰ ان کا منہ کالا ہوا۔ ایک ناخواندہ جاہل کہ نائب الحرم کہلاتا اسے کسی طرح اپنے موافق کیا۔ احمد راتب پاشا اس زمانہ میں گورنر مکہ معظمہ تھے۔ آدمی ناخواندہ مگر دیندار۔ ہر روز بعد عصر طواف کرتے۔ خیال کیا کہ شریف ذی علم ہے کتابیں سن کر معتقد ہو گئے یہ بے پڑھا فوجی آدمی ہمارے بھڑکائے سے بھڑک جائے گا۔ ایک روز بعد طواف سے فارغ ہوئے ہیں کہ نائب الحرم نے ان سے گذارش کی "ایک ہندی عالم نے ہندوستان میں بہت لوگوں کے عقیدے بگاڑ دیئے ہیں اور اب اہل مکہ کے عقیدے خراب کرنے آیا ہے ۔ ۔ ۔ اور اکابر علماء مکہ مثل شیخ العلماء سید محمد سعید بابصیل و مولانا شیخ صالح کمال و مولانا ابوالخیر میرداد اس کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ کی شان کہ یہ واقعی بات جو اس نے مجبوراً کہی اس پر الٹی پڑی۔ پاشا نے بکمال غضب ایک چپت اس کی گردن پر جمائی اور کہا۔ یَا خَبِیْثُ ابْنَ الْخَبِیْثِ یَا کَلْبُ ابْنَ الْکَلْبِ اِذَا کَانَ ھٰؤُلَاءِ مَعَہٗ فَھُوَ یُفْسِدُ اَمْ یُصْلِحُ (اے خبیث ابن خبیث اے کلب ابن کلب جب یہ اکابر اس کے ساتھ ہیں تو وہ خرابی ڈالے گا یا اصلاح کرے گا) اس روز سے مولانا سید اسماعیل وغیرہ اسے ناہب الحرم (حرم کا لٹیرا) کہتے اور احمد فقیہ کو احمق سفیہ (بے وقوف نادان) اور ایک اور مخالف معصوم کو مخصوم (دشمن) مولانا شریف کا دربار مہذب دربار تھا وہاں وہابیہ کو مہذب ذلت پہنچی۔ یہ ایک جنگی فوجی ترک کا سا ناتا تھا۔ اس طریقے کی ذلت پائی (ملفوظات صفحہ ۱۳ ج ۲)

تمام علماء ملنے آئے ہیں وہ کیوں نہیں آتے

مکہ معظمہ میں بنام علم کوئی صاحب ایسے نہ تھے جو فقیر سے ملنے نہ آئے ہوں سوا شیخ عبداللہ بن صدیق بن عباس کے کہ اس وقت مفتی حنفیہ تھے اور وہاں مفتی حنفیہ کا منصب شریف سے دوسرے درجے میں سمجھا جاتا ہے۔ اپنے منصب کی جلالت قدر نے انہیں فقیر غریب الوطن کے پاس آنے سے روکا۔ اپنے ایک شاگرد خاص کو فقیر کے پاس بھیجا کہ حضرت مفتی حنفیہ نے بعد سلام فرمایا ہے کہ میں آپ کی زیارت کا بہت مشتاق ہوں۔ مولانا سید اسماعیل اس وقت میرے پاس بیٹھے تھے۔ میں نے چاہا کہ حاضری کا وعدہ کروں مگر اللہ اعلم حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرم نے ان اکابر کے دل میں اس ذرہ بے مقدار کی کیسی وقعت ڈال تھی فوراً روکا اور فرمایا۔ واللہ یہ نہ ہوگا۔ تمام علماء ملنے آئے ہیں وہ کیوں نہیں آتے ہیں

ان کی قسم کے سبب مجبور رہا (ملفوظات صفحہ ۱۸ ج ۲)

پلنگ پر میں فرش پردہ

محترم شریف مجھے تقریباً بخار ہی میں گزرا۔ اسی حالت میں علماء کرام کو اجازات لکھی جاتیں اور اسی حالت میں "کفل الفقیہ" تصنیف ہوا۔ وہاں پلنگ کا بھی رواج نہیں۔ بالا خانوں میں زمین پر فرش ہیں۔ اس پر سوتے ہیں مگر حضرت سید اسماعیل و حضرت مولانا شیخ صالح کمال رحمہما اللہ تعالیٰ نے میرے لیے ایک عمدہ پلنگ منگوا دیا تھا۔ ایام مرض میں میں اس پر ہوتا اور علماء عظام عیادت کو آتے اور فرش پر تشریف رکھتے۔ میں اس سے نادم ہوتا۔ ہر چند چاہتا کہ نیچے اتروں مگر فضول سے مجبور فرماتے (ملفوظات صفحہ ۲۰ ج ۲)

فیصلوں کے مسئلے

حضرت مولانا شیخ صالح کمال کو اللہ تعالیٰ جنات عالیہ عطا فرمائے ہاں فضل و کمال کہ میرے نزدیک مکہ معظمہ میں ان کے پائے کا دوسرا عالم نہ تھا۔ اس فقیر حقیر کے ساتھ غایت اعزاز بلکہ ادب کا برتاؤ رکھتے۔ بار بار کے اصرار کے ساتھ مجھ سے اجازت نامہ لکھوایا جسے میں نے ادباً کئی روز ٹالا۔ جب مجبور فرمایا لکھ دیا۔ تین تین پہر میری ان کی مجالست ہوتی اور اس میں سوا مذاکرات علمیہ کے کچھ نہ ہوتا۔ جس زمانہ میں قاضی مکہ معظمہ رہے تھے اس وقت کے اپنے فیصلوں کے مسئلے دریافت فرماتے۔ حقیر جو بیان کرتا اگر ان کے فیصلہ کے موافق ہوتا بشاشت و خوشی کا اثر چہرہ مبارک پر ظاہر ہوتا اور مخالف ہوتا تو ملال و کبیدگی ــــ اور یہ سمجھتے کہ مجھ سے حکم میں لغزش ہوئی (ملفوظات صفحہ ۲۱ ج ۲)

مکبرین کے نغمات مفسد نماز ہیں

مجھے بھی ان دونوں صاحبوں (مولانا صالح کمال و مولانا اسماعیل علیہما الرحمہ) کے کرم کے سبب ان سے کمال بے تکلفی۔ ہر قسم کی بات گزارش کر دیتا۔ ایک بار میں نے کہا مؤذنوں نے یہ جو اذان و اقامت و تکبیرات انتقال میں نغمات ایجاد کیے ہیں آپ حضرات ان سے منع نہیں فرماتے؟ فتح القدیر میں مبلغ (یعنی مکبر) کے نغموں کو مفسد نماز لکھا ہے اور یہ کہ اس کی تکبیرات پر جو مقتدی رکوع و سجود وغیرہ افعال نماز کرے گا۔ اس کی نماز نہ ہوگی۔ فرمایا۔ حکم یہ ہی ہے۔ مگر ان پر علماء کا بس نہیں یہ جانب سلطنت سے ہیں (ملفوظات صفحہ ۲۱ ج ۲)

فتح القدیر کی یہ عبارت "باب الامامت" میں زیر مسئلہ یصلی القائم خلف القاعد لکھی ہے علامہ یہ ہے کہ اسی زمانہ مکبرین بلا ضرورت چلاتے ہیں جس وجہ سے اللہ اکبر کے دونوں ہمزوں پر اور با پر "مد" پیدا ہو جاتی ہے اور معنے بگڑ جاتے ہیں۔ اگر مد پیدا نہ ہو تو ان کا بلا ضرورت زیادہ چلانا صرف نغمات کو خوب صورت بنانے کے لیے ہوتا ہے۔ تاکہ لوگ ان کے حسنِ صوت وحسنِ نغمات کی داد دیں اور یہ دونوں وجہیں عبادت سے غیر متعلق ہونے کی وجہ سے مفسد نماز ہیں —

(فتح القدیر نولکشور صفحہ ۱۵۱ ج ۱)

مترجم غفرلہ کہتا ہے کہ مکبرین (جو شریک نماز ہیں) کی چیخ و پکار سے جب ان لوگوں کی نمازیں فاسد ہو جاتی ہیں جن تک اماموں کی اصل آواز نہیں پہنچ سکتی تو وہ علماء جو نمازوں کے بڑے بڑے اجتماعوں پر صالح مکبرین پر اکتفا کر کے سنت صدیقیہ کو زندہ رکھتے ہیں اور لاؤڈ اسپیکر کی بے جا چیخ و پکار سے بچتے اور بچاتے ہیں۔ ان کی اس احتیاط کی داد دینی چاہیے۔ نماز چونکہ اہم ترین عبادت ہے اس لیے یہاں احتیاط ہی انسب و الیق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بمطابق حدیث "البرکۃ مع اکابرکم" (الجامع الصغیر صفحہ ۱۲۷، الترغیب والترہیب صفحہ ۵۹ ج ۱) اپنے اکابر کی معیت بخشے۔

اللّٰھم ھذا منکر

ایک جمعہ میں خطیب کے قریب تھا۔ اس نے خطبہ میں پڑھا۔ وَارْضَ عَنْ اَعْمَامِ نَبِیِّکَ الْاَطَائِبِ حَمْزَۃَ وَ الْعَبَّاسِ وَاَبِیْ طَالِبٍ یہ بدعت تازہ ایجاد ہوئی۔ پہلی بار کی حاضری میں نہ تھی۔ اور بہ بداھۃ جانب حکومت سے تھی۔ اسے سنتے ہی فوراً میری زبان سے آواز بلند نکلا "اللّٰھم ھذا منکر" کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان۔ فقیر بتوفیق رب کریم یہ حکم احکم بروجہ اوسط بجا لایا۔ اور مولیٰ تعالیٰ کی رحمت کہ کسی کو تعرض کی جرأت نہ ہوئی۔ فرضوں کے بعد ایک اعرابی نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا رَأَیْتَ تم نے دیکھا۔ میں نے کہا رَأَیْتُ ہاں دیکھا۔ کہا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اور تشریف لے گئے۔ ان دونوں اکابر علماء نے ہماری مجلس خلوت میں اس کی مبارک باد دی کہ اس ردّ منکر

پر کوئی معترض نہ ہوا اور ساتھ ہی فرمایا کہ ایسے امور میں کہ جانب حکومت سے ہیں سکوت شایاں ہے (ملفوظات صفحہ ۲۱ ج ۲)

التزاماً تشریف لاتے فقیر دو تولے کے علاوہ صرف چار جگہ ملنے کو جاتا۔ مولانا شیخ صالح کمال اور شیخ العلماء مولانا محمد سعید بابصیل اور مولانا عبدالحق مہاجر الہ آبادی اور کتب خانے میں مولانا سید اسماعیل کے پاس رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ یہ حضرات اور باقی تمام حضرات فرودگاہ فقیر پر تشریف لایا کرتے صبح سے نصف شب کے قریب تک ملاقاتوں ہی میں وقت صرف ہوتا۔ مولانا شیخ صالح کمال کی تشریف آوری کی تو گنتی نہیں اور مولانا سید اسماعیل التزاماً روزانہ تشریف لاتے۔ خصوصاً ایام علالت میں کہ کیم محرم ۱۳۲۴ھ سے سلخ محرم تک مسلسل رہی۔ دن میں دو بار بھی تشریف لاتے اور ایک بار کا آنا تو ناغہ ہی نہ ہوتا (ملفوظات صفحہ ۷۰ ج ۲) مترجم غفرلہ کہتا ہے کہ:۔

حضرت مولانا صالح بن کمال علیہ الرحمہ ان دنوں مسجد حرام شریف میں خطیب و اعلے مدرس تھے اور اس سے پہلے مفتی الاحناف (کما ھو مصرح فی تقریظہ علے الدولۃ المکیۃ المطبوعۃ فی کراتشی صفحہ ۲۸)

تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ ثُمَّ يَكُوْنُ میں نے جناب سید مصطفےٰ خلیلی برادر حضرت مولانا سید اسماعیل سے کہا ھَلْ عِنْدَكُمْ شَيْئٌ مِنْ هَزْمَةِ جِبْرِيْلَ آپ کے پاس سیدنا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ٹھوکر کا کچھ بقیہ ہے؟ سید زادے نے فرمایا نَعَمْ اور کٹورے بھر زمزم شریف لائے۔ میں اسے ضعف کے سبب بیٹھا ہی ہوا پی رہا تھا۔ آنکھیں نیچی تھیں جب نظر اٹھائی دیکھا تو وہ سید جلیل مؤدب ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ یہاں تک کہ کٹورا میں نے انہیں دیا۔ یہ حال ان معظم و معزز بندگان خدا کے ادب و اجلال کا تھا۔ با ایں ہمہ شدت مرض و شوق مدینہ طیبہ میں جب وہ جلسہ میں نے کہا کہ روضۂ انور پر ایک نگاہ پڑ جائے پھر دم نکل جائے۔ دونوں (صالح کمال اور سید اسماعیل علیہما الرحمۃ) علماء کرام کا فقرہ سے رنگ متغیر ہو گیا اور حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا۔ ہرگز نہیں بلکہ تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ ثُمَّ يَكُوْنُ تو روضۂ انور پر اب حاضر

ہو پھر حاضر ہو پھر حاضر ہو پھر مدینہ طیبہ میں وفات نصیب ہو۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرمائے (ملفوظات صفحہ ۲۲ ج ۲)

قیام کا سامان

۵۵ حضرات علماء بہت اس کے متمنی رہتے کہ کسی طرح میرا وہاں (مکہ معظمہ میں) قیام زیادہ ہو۔ حضرت مولانا سیّد اسماعیل نے فرمایا۔ یہاں کی شدّت گرمی تمہارے (آپ کے) لیے باعثِ تپ ہے۔ طائف شریف میں موسم نہایت معتدل اور وہاں میرا مکان بہت پُر فضا ہے چلیے گرمی کا موسم وہاں گذاریں۔ میں نے گذارش کی کہ اس حالت مرض میں قابلیتِ سفر ہو تو سرکار اعظم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہی کی حاضری ہو۔ ہنس کر فرمایا کہ میرا مقصود یہ تھا کہ چند مہینے وہاں تنہائی میں رہ کر تم (آپ) سے کچھ پڑھتے کہ یہاں تو آمدورشد کے ہجوم سے تمہیں (آپ کو) فرصت نہیں۔ مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا۔ "اجازت ہو تو ہم یہاں تمہاری (آپ کی) شادی کی تجویز کریں۔ میں نے کہا وہ کنیز بارگاہ الٰہی جسے میں اس کے دربار میں لایا اور اس نے مناسک حج ادا کیے۔ کیا اس کا بدلہ یہ ہی ہے کہ میں اسے یوں مغموم کردوں۔ فرمایا۔ ہمارا خیال یہ تھا کہ یوں یہاں تمہارے (آپ کے) قیام کا سامان ہو جاتا (ملفوظات صفحہ ۲۳ ج ۲)

فرض عصر اپنی جماعت سے

نماز صبح کے سوا.... باقی چاروں نمازیں سب سے پہلے مصلائے حنفی پر ہوتی ہیں۔ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک وقتِ عصر دو مثل سایہ گزر کر ہے۔ اس کے بعد نماز حنفی ہوتی۔ اس کے بعد باقی تینوں مصلوں پر۔ وہ لوگ اپنے لیے اسے بہت تاخیر سمجھتے۔ آخر کوشش کر کے حنفیہ سے یہ کرالیا کہ تمام عصر مطابق قول صاحبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما مثل دوم کے شروع میں پڑھ لیں۔ اس بار کی حاضری میں یہ جدید بات دیکھی۔ اگرچہ کتب حنفیہ میں یہاں قول صاحبین پر بھی بعض نے فتویٰ دیا مگر اَصَحّ وَ اَحْوَط وَ اَقْدَم قول سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور فقیر کا معمول ہے کہ کسی مسئلہ میں بے خاص مجبوری کے قول امام سے عدول گوارا نہیں کرتا جس کی تفصیل جلیل میرے رسالہ "اجلی الاعلام بان الفتویٰ مطلقا علی قول الامام" میں ہے ــــ

إِذَا قَالَ الْإِمَامُ فَصَدِّقُوهُ　　فَإِنَّ الْقَوْلَ مَا قَالَ الْإِمَامُ

ہم حنفی ہیں نہ کہ یوسفی یا شیبانی ۔ میں اس بار جماعت عصر میں بنیت نفل شریک ہو جاتا اور فرض عصر مثل دوم کے بعد۔ میں اور حضرت مولانا شیخ صالح کمال اور حضرت مولانا سید اسماعیل و دیگر بعض محتاطین حنفیہ اپنی جماعت سے پڑھتے ۔ جس میں وہ حضرات امامت پر اس فقیر کو مجبور فرماتے (ملفوظات صفحہ ۲۴ ج ۲)

وحشی کبوتر بھی لحاظ کرتے ہیں

پہلے شیخ عمر مبنی کا مکان کرایہ پر لیا تھا پھر سید عمر رشیدی ابن سید ابوبکر رشیدی اپنے مکان پر لے گئے ۔ بالاخانے کے دروازہ وسطانی پر میری نشست تھی دروازوں پر جو طاق تھے ، بائیں جانب کے طاق میں وحشی کبوتروں کا ایک جوڑا رہتا ۔ وہ تنکے لاتے اور گرایا کرتے ۔ اس طرف کے بیٹھنے والوں پر گرتے ۔ جب علالت میں میرے لیے پلنگ لایا گیا ۔ وہ اس در کے سامنے بچھایا گیا کہ تشریف لانے والوں کے لیے جگہ وسیع رہے ۔ اس وقت سے کبوتروں نے وہ طاق چھوڑ کر دروازہ وسطانی کے طاق میں بیٹھنا شروع کیا کہ اب جو وہاں بیٹھے ان پر تنکے گرتے ۔ مولانا سید اسماعیل نے فرمایا ۔ وحشی کبوتر بھی تیرا (آپ کا) لحاظ کرتے ہیں ۔ میں نے عرض کی صَالَحْنَا هُمْ فَصَالَحُونَا ہم نے ان سے صلح کی تو انہوں نے بھی ہم سے صلح کی (ملفوظات صفحہ ۲۴ ج ۱)

بریلی میں زمزم کے پیسے

پونے تین مہینے کے قیام مکہ معظمہ میں میں نے حساب کیا تو تقریباً چار من زمزم شریف میرے پینے میں آیا ہوگا ۔ حضرت مولانا سید اسماعیل کو اللہ تعالیٰ جنات عالیہ نصیب فرمائے ۔ میری واپسی حج کے چند سال بعد جب ۱۳۲۵ھ میں مجھ سے ملنے (بریلی) آئے ہیں اور میرے شوق زمزم کا ذکر ہوا ۔ فرمایا کہ ہر مہینے اتنے ٹنک پیپے بھیج دیا کروں گا کہ تمہارے ایک مہینے کے صرف کو کافی ہوں مگر یہاں سے جاتے ہی انہیں سفر باب عالی کی ضرورت ہوئی اور مشیت الٰہی کہ وہیں انتقال فرمایا (رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ)

(ملفوظات صفحہ ۲۰ ج ۲)

ثلہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ فضائل مع دیگر فضائل کثیرہ کے
بخاری شریف صفحہ ۵۳۱ ج ۱ - مسلم شریف صفحہ ۲۹۲ ج ۲ - ترمذی شریف صفحہ ۲۲۲ ج ۲ -
المستدرک للحاکم صفحہ ۳۱۸، ۳۱۹ ج ۳ - مشکوٰۃ باب جامع المناقب الاستیعاب صفحہ ۳۱۶
ج ۲ - علی ھامش الاصابۃ والاصابۃ صفحہ ۳ ج ۲ وغیرہا کتب معتبرہ میں مذکور ہیں - شیخ قاموس
(علیہ الرحمۃ) فرماتے ہیں کنیف لقب ابن مسعود لقبہ عمر تشبیھا بوعاء
الراعی (قاموس صفحہ ۱۱۲) غیر مقلدین کے پیشوا میاں نذیر حسین دہلوی کے رسالہ
"معیار الحق" کا رد کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز نے فرمایا - ابن عمر وانس میں
کسی کو فقاہت جلیلہ عبداللہ بن مسعود تک رسائی نہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) یہ وہی ابن
مسعود ہیں جن کی نسبت حدیث میں ہے - حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمسکوا
بعھد ابن ام عبد ان کے عہد کو لازم پکڑو - رواہ الترمذی عنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مرقاۃ میں
ہے اسی لیے ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی روایت و قول کو خلفاء اربعہ کے بعد سب
صحابہ کے قول پر ترجیح دیتے ہیں - یہ وہی ابن مسعود ہیں جنہیں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب سر
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ان اشبہ الناس دلاً وسمتا وھدیا برسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابن ام عبد .... بے شک چال ڈھال روش میں
سب سے زیادہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشابہ عبداللہ بن مسعود ہیں (رضی اللہ
تعالیٰ عنہ (رواہ البخاری والترمذی والنسائی) یہ وہی ابن مسعود ہیں جنہیں امیر المومنین فاروق اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کنیف ملئ علما ایک گٹھری ہیں علم سے بھری ہوئی) نہایت یہ کہ
حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رضیت لامتی ما رضی لھا ابن ام
عبد (میں نے اپنی امت کے لیے پسند فرمایا جو کچھ عبداللہ بن مسعود اس کیلئے پسند کرے) رواہ الحاکم
بسند صحیح لاجرم ہمارے ائمہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے نزدیک خلفاء اربعہ (رضوان اللہ تعالیٰ
علیہم) کے بعد وہ جناب تمام صحابہ کرام (علیہم الرضوان) سے علم و فقاہت میں زائد ہیں - مرقاۃ
شرح مشکوٰۃ میں ہے ھو عند ائمتنا افقہ الصحابۃ بعد الخلفاء الاربعۃ
(فتاویٰ رضویہ صفحہ ۳۰۳ ج ۲ مطبوعہ دہلی)

ف ۱۹ مجیز محترم سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز نے اپنی تاریخ ولادت اور تاریخ وصال رب ذوالجلال کی آیات مبارکہ سے بھی استخراج فرمائی ۔ فرماتے ہیں میری تاریخ ولادت اس آیت سے نکلتی ہے اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ سنہ ۱۲۷۲ھ (سورۃ المجادلۃ رکوع ۳)

ترجمہ :- یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمایا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی ۔

اور وفات سے چار ماہ بائیس دن پہلے اس دوسری آیت سے تاریخ وصال نکالی ۔

وَ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ (سورۃ الدھر رکوع ۱) سنہ ۱۳۴۰ھ

ترجمہ :- اور ان پر (جنت میں) چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دَور ہوگا ۔

ف ۲۰ قال المترجم ۔ اس ارشاد گرامی کی کچھ برکتیں درج ذیل واقعات سے مشاہدہ کی جاسکتی ہیں :

ڈاکٹر ضیاء الدین کا استفادہ

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ..... ایک خط جناب مولانا سید سلیمان اشرف صاحب بہاری پروفیسر دینیات علی گڑھ کالج کا حضور (اعلیٰ حضرت) کی خدمت میں بایں مضمون آتا ہے کہ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب جو ریاضی میں تقریباً ہر ولائت کی ڈگریاں اور تمغہ جات حاصل کئے ہوئے ہیں عرصے سے حضور کی ملاقات کے مشتاق ہیں چونکہ ایک جنٹلمین انگریزی وضع قطع کے آدمی ہیں اس لیے آتے ہوئے جھجکتے ہیں مگر اب میرے کہنے اور اپنے اشتیاق ملاقات سے آمادگی ظاہر کی ہے ۔ قیام نواب ضمیر احمد صاحب کے بنگلہ پر ہوگا ۔ لہٰذا اگر وہ پہنچیں تو انہیں باریابی کا موقع دیا جائے ۔ حضور (اعلیٰ حضرت) نے مولانا صاحب کو جواب بھیج دیا کہ وہ بلا تکلف تشریف لے آئیں ۔ فقیر منتظر رہے گا .... دو چار روز کے بعد ڈاکٹر صاحب نے نواب صاحب کے بنگلے سے اطلاع کی کہ میں پانچ بجے حاضر خدمت ہوں گا ۔ چنانچہ وقت مقررہ پر موٹر آگیا ۔

موزوں پر مسح

(میں اور برادرم قناعت علی) ہم دونوں اس وقت موجود تھے ڈاکٹر صاحب کو اندر بلا لیا گیا ۔ شاید نماز عصر ہونے والی تھی ۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی

وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا مگر نماز پڑھنے کے وقت موزے اتار ڈالے۔ لہٰذا اعلیٰ حضرت نے ان سے پھر پیروں کو دھلوایا۔

طفل مکتب بعد نماز کچھ باہمی گفتگو رہی۔ حضور (اعلیٰ حضرت) نے اپنا ایک قلمی رسالہ جس میں اکثر اشکال مثلث اور دوائر کے بنے تھے ڈاکٹر صاحب کو دکھایا۔ ہم لوگوں نے دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب نہایت حیرت اور استعجاب سے اسے دیکھ رہے تھے اور بالآخر فرمایا۔ میں نے اس علم کو حاصل کرنے میں غیر ممالک کے اکثر سفر کیے مگر یہ باتیں کہیں بھی حاصل نہ ہوئیں۔ میں تو اپنے آپ کو بالکل طفل مکتب سمجھ رہا ہوں۔

سرکار رسالت (علیہ السلام) کا کرم مولانا یہ تو فرمائیے آپ کا اس فن میں استاد کون ہے حضور (اعلیٰ حضرت) نے ارشاد فرمایا۔ میرا کوئی استاد نہیں ہے۔ میں نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ سے صرف چار قاعدے جمع، تفریق، ضرب تقسیم محض اس لیے سیکھے تھے کہ ترکہ کے مسائل میں ان کی ضرورت پڑتی ہے۔ شرح چغمینی شروع کی تھی کہ حضرت والد ماجد نے فرمایا۔ کیوں اپنا وقت اس میں صرف کرتے ہو۔ مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سرکار سے یہ علوم تم کو خود ہی سکھا دیے جائیں گے چنانچہ یہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں مکان کی چار دیواری کے اندر بیٹھا خود ہی کرتا رہتا ہوں۔ یہ سب سرکار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کا کرم ہے۔

کسور اعشاریہ اس کے بعد کسور اعشاریہ متوالیہ کی قوت کا تذکرہ آیا۔ ڈاکٹر صاحب نے.... فرمایا کہ تیسری قوت تک ہے۔ اس پر حضور (اعلیٰ حضرت) نے میرے اور قناعت علی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میرے یہ دو بچے بیٹھے ہیں انہیں جس قوت کا آپ سوال دے دیں یہ حل کر دیں گے۔ ڈاکٹر صاحب متحیر ہو کر ہم دونوں کو دیکھنے لگے (حیات اعلیٰ حضرت ملخصاً)

سوال اور جواب قال المترجم۔ ڈاکٹر صاحب کے دل میں اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کی ملاقات کا شوق جن وجوہ کی بنا پر پیدا ہوا تھا ان میں سے ایک وجہ حضرت ملک العلماء بہاری علیہ الرحمۃ نے بایں الفاظ بیان فرمائی "ایک مرتبہ ڈاکٹر سر ضیاء الدین صاحب نے علم المربعات کا ایک سوال اخبار دبدبۂ سکندری رام پور میں شائع کیا کہ کوئی

ریاضی داں صاحب اس کا جواب دیں۔۔۔۔ اعلیٰحضرت نے جب اس سوال کو ملاحظہ فرمایا تو اس کا جواب تحریر فرمایا اور ساتھ ساتھ اسی فن کا ایک سوال بھی جواب کے لیے تحریر فرمایا اور مجھے حکم ہُوا کہ اس کی ایک نقل رکھ لی جائے۔ میں اس زمانے میں اعلیٰحضرت کا رسالہ "الموصیات فی المربعات" نقل کر رہا تھا۔ اس لیے کچھ دلچسپی تھی۔ جب وہ جواب اور پھر سوال اخبار میں چھپا تو ڈاکٹر صاحب موصوف کی نظر سے گزرا۔ ان کو حیرت ہوئی کہ ایک عالم دین بھی اس علم کو جانتا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے اس (سوال) کا جواب "دبدبۂ سکندری" میں چھپوایا۔ اتفاقی وقت کہ وہ جواب غلط تھا۔ اعلیٰ حضرت نے اس کی تغلیط کی۔ متحیر ڈاکٹر صاحب پہلے ہی سے تھے۔ اب ان کو سخت تعجب ہُوا کہ ایک عالم دین صرف جانتا ہی نہیں بلکہ اس میں کمال رکھتا ہے۔ یہ دیکھ کر ڈاکٹر صاحب کو اعلیٰحضرت سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہُوا (حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۵۶)

وائس چانسلر کی پریشانی

دوسری وجہ مولوی محمد حسین صاحب موجد طلسمی پریس نے اس طرح بیان کی۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر (ڈاکٹر ضیاء الدین) جنہوں نے ہندوستان کے علاوہ غیر ممالک میں تعلیم پائی تھی اور ریاضی میں کمال حاصل کیا تھا اور ہندوستان میں کافی شہرت رکھتے تھے اتفاق سے ان کو ریاضی کے کسی مسئلے میں اشتباہ ہُوا۔ ہر چند کوشش کی مگر مسئلہ حل نہ ہُوا۔ چونکہ صاحب حیثیت تھے اور علم کے شائق اس لیے قصد کیا کہ جرمن جا کر اس کو حل کریں۔ حسن اتفاق سے جناب مولانا سید سلیمان اشرف صاحب بہاری پروفیسر دینیات مسلم یونیورسٹی سے اس کا ذکر کیا۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ بریلی جا کر اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب سے دریافت کیجیے وہ ضرور حل کر دیں گے۔ ان صاحب نے کہا کہ مولانا یہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ کہاں کہاں تعلیم پا کر میں آیا ہوں اور حل نہیں کر سکا اور آپ ان صاحب کا نام لیتے ہیں جو غیر ممالک تو کجا اپنے شہر کے کالج میں بھی تعلیم حاصل نہ کی۔ بھلا ان سے کیا معلوم ہو سکتا ہے۔ دو چار دن کے بعد مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے ان کو پریشان دیکھ کر پھر یہی مشورہ دیا۔ پھر ان صاحب نے وہی جواب دیا اور سفر یورپ کا سامان شروع کر دیا۔ مولانا صاحب موصوف نے پھر ان سے فرمایا تو غصے بھرے لہجے میں کہا کہ مولانا عقل بھی کوئی چیز ہے۔ آپ مجھ کو کیا رائے دیتے ہیں۔ اس پر مولانا نے فرمایا۔ آخر اس میں حرج ہی کیا ہے۔ اتنے بڑے سفر کے مقابلہ میں بریلی جانا

تو کوئی چیز نہیں ۔ سیدھی گاڑی جاتی ہے ۔ کئی گھنٹے کا سفر ہے ۔ آپ ہو آئیے ۔ آخر ان کی سمجھ میں بھی بات آگئی (اور وہ بریلی شریف حاضر ہو گئے) ....

علم لدنی (اعلیٰ حضرت نے مزاج پرسی کے بعد) تشریف آوری کی غرض دریافت کی ۔ وائس چانسلر صاحب موصوف نے فرمایا کہ میں ریاضی کا ایک مسئلہ دریافت کرنے آیا ہوں ارشاد ہوا ، فرمائیے ۔ انہوں نے کہا وہ ایسی بات نہیں ہے جسے میں اتنی جلدی عرض کر دوں ۔ فرمایا ۔ آخر کچھ تو فرمائیے ۔ بغرض وائس چانسلر صاحب نے سوال پیش کر دیا ۔ اعلیٰ حضرت نے سنتے ہی فرمایا کہ اس کا جواب یہ ہے ۔ یہ سن کر ان کو حیرت ہوگئی اور گویا آنکھ سے پردہ اٹھ گیا ۔ بے اختیار بول اٹھے ۔ میں سنا کرتا تھا کہ " علم لدنی " بھی کوئی شے ہے ۔ آج آنکھ سے دیکھ لیا ۔ میں تو اس مسئلے کے حل کے لیے جرمن جانا چاہتا تھا کہ ہمارے دینیات کے پروفیسر جناب مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے میری رہبری فرمائی ۔ مجھے جواب سن کر تو ایسا معلوم ہو رہا ہے گویا جناب اسی مسئلہ کو کتاب میں دیکھ رہے تھے ۔ سنتے ہی فی البدیہہ تشفی بخش نہایت اطمینان کا جواب دیا اور بہت شاداں و فرحاں علی گڑھ واپس ہو لئے ۔

صحبت کا اثر مجھے یہ واقعات سن کر بہت تعجب ہوا اور میں مشکوک رہا ۔ اتفاق سے ۱۹۲۹ء میں میں شملہ گیا ۔ اس زمانہ میں وائس چانسلر صاحب بھی حسن اتفاق سے شملہ آئے ہوئے تھے اور سیسل ہوٹل میں مقیم تھے ۔ میں وہاں گیا اور ان سے ملا اور کہا کہ میں ایک امر کی تحقیق و تفتیش آپ سے چاہتا ہوں ۔ فرمایا ۔ کل صبح بعد نماز فجر ۔ دوسرے دن سویرے سے ہی گیا اور ان سے دریافت کیا کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ ریاضی کا کوئی مسئلہ معلوم کرنے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بریلی تشریف لے گئے تھے ۔ آپ نے اعلیٰ حضرت کو کیسا پایا ۔ فرمایا ۔ بہت ہی خلیق ، منکسر المزاج اور ریاضی بہت اچھی خاصی جانتے تھے ۔ باوجودیکہ کسی سے پڑھا نہیں ۔ ان کو علم لدنی تھا ۔ میرے سوال کا جواب بہت مشکل اور لاحل تھا ۔ ایسا فی البدیہہ جواب دیا ۔ گویا اسی مسئلہ پر عرصہ سے ریسرچ کیا ہے ۔ اب ہندوستان میں کوئی جاننے والا نہیں ہے ۔ .... بریلی سے واپس ہونے پر وائس چانسلر صاحب نے داڑھی رکھ لی اور نماز کے بھی پابند ہو گئے ۔

(حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۵۴ - ۱۵۵)

لاہور فتح دہلی پر دھمک ایک مرتبہ مولوی غلام حسین صاحب یعنی مولوی محمد حسین صاحب بریلوی موجد طلسمی پریس کے والد ماجد تشریف لائے جو علم نجوم میں کامل اور اس فن کے ماہر تھے اور (اعلیٰ حضرت سے) فرمایا۔ مولوی (صاحب) سنتے ہو؟ "لاہور فتح دہلی پر دھمک" اعلیٰ حضرت نے فرمایا یہ کیسے؟ انہوں نے ایک زائچہ پیش کیا جو تیار کر کے لائے تھے۔ اس کو اعلیٰ حضرت کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت نے اس کو ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا۔ یہ نہ ہوگا بلکہ اس کا حاصل فقط تبدیل سلطنت ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں یہی ہوگا جو میں نے حکم لگایا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا مجھے اس سے اتفاق نہیں۔ اس کا اثر میرے خیال میں یہ نہیں۔ یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے اور تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد مکان پر تشریف لے گئے پھر کئی مہینہ کے بعد وہ تشریف لائے تو اعلیٰ حضرت نے دریافت فرمایا کہئے حضرت، کہاں لاہور فتح اور دہلی پر دھمک ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ آپ کا حکم لگانا بھی تو غلط ہوا۔ کہاں تبدیل سلطنت ہوئی۔ ارشاد فرمایا۔ سلطنت تو بدل گئی۔ پہلے ملکہ وکٹوریہ کی سلطنت تھی یعنی ولیم کے خاندان میں اور آج کل ایڈورڈ ہفتم بادشاہ ہیں۔ ان کا خاندان دوسرا ہے .... مولوی غلام حسین صاحب خاموش ہو گئے ——— !

گھنگھور گھٹا ایک اور واقعہ انہیں کا ہے۔ ایک دن تشریف لائے تو اعلیٰ حضرت نے دریافت فرمایا۔ فرمائیے بارش کا کیا اندازہ ہے کب تک ہوگی۔ انہوں نے ستاروں کی وضع سے زائچہ بنایا اور فرمایا کہ اس مہینہ میں پانی نہیں ہے آئندہ ماہ میں ہوگا۔ یہ کہہ کر وہ زائچہ اعلیٰ حضرت کی طرف بڑھا دیا۔ اعلیٰ حضرت نے دیکھ کر فرمایا۔ اللہ کو سب قدرت ہے، چاہے تو آج بارش ہو۔ انہوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے آپ ستاروں کی وضع کو نہیں دیکھتے۔ حضرت نے فرمایا میں سب دیکھ رہا ہوں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ستاروں کے واضع اور اس کی قدرت کو بھی دیکھ رہا ہوں .... رب العزت جل جلالہ قادر مطلق ہے کہ جس ستارے کو جس وقت جہاں چاہے پہنچا دے۔ وہ چاہے تو ایک مہینہ ایک ہفتہ ایک دن کیا ابھی بارش ہونے لگے .... اتنا زبان مبارک سے نکلنا تھا کہ چاروں طرف سے گھنگھور گھٹا آگئی اور پانی برسنے لگا (حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۵۸)

ؔ۲۱ بعد میں ہزار سے بڑھ گئی تھیں (کامرفی حاشیہ ۶)

ؔ۲۲ بعد میں بارہ ضخیم جلدیں مرتب ہو گئی تھیں (کامرفی حاشیہ ۶)

ؔ۲۳ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کے بعض ملفوظات ملاحظہ ہوں ۔ میرے پاس عملیات کے ذخائر بھرے ہیں لیکن بحمد اللہ تعالیٰ آج تک کبھی اس طرف خیال بھی نہیں کیا ۔ ہمیشہ ان دعاؤں پر جو احادیث میں ارشاد ہوئیں ۔ عمل کیا ۔ میری تمام مشکلات انہیں سے حل ہوتی رہتی ہیں ۔

خدا کی قسم جہاز نہ ڈوبے گا پہلی بار کی حاضری (حرمین طیبین ۱۲۹۵ھ میں) حضرات والدین ماجدین کے ہمراہ رکاب تھی ۔ اس وقت مجھے تیئسواں سال تھا ۔ واپسی میں تین دن طوفان شدید رہا تھا ۔ اس کی تفصیل میں بہت طول ہے لوگوں نے کفن پہن لیے مجھے حضرت والدہ ماجدہ کا اضطراب دیکھ کر ان کی تسکین کے لیے بیساختہ میری زبان سے نکلا کہ آپ اطمینان رکھیں ۔ خدا کی قسم یہ جہاز نہ ڈوبے گا ۔ یہ قسم میں نے حدیث ہی کے اطمینان پر کھائی تھی جس میں کشتی میں سوار ہوتے وقت غرق سے حفاظت کی دعا ارشاد ہوئی ہے میں نے وہ دعا پڑھ لی تھی لہٰذا حدیث کے وعدہ صادقہ پر مطمئن تھا پھر بھی قسم کے نکل جانے سے خود مجھے اندیشہ ہوا اور معاً حدیث یاد آئی "مَنْ يَتَأَلَّ عَلَى اللّٰهِ يُكَذِّبْهُ" حضرت عزت کی طرف رجوع کی اور سرکار رسالت سے مدد مانگی ۔ الحمد للہ کہ وہ مخالف ہوا کہ تین دن سے بشدت چل رہی تھی وہ گھڑی میں موقوف ہو گئی اور جہاز نے نجات پائی (ملفوظات صفحہ ۲ ج ۲)

میں اپنے حکیم سے کہہ لوں (بموقع حج دوم ۱۳۲۳ھ) میں جب ہمارا جہاز کامران پہنچا تو میں اور میرے سب ساتھی (قرنطینے میں داخل ہوئے ۔ وہاں دس روز ٹھہرنا ہوا ...... اب میاں کامران میں نو دن ہو چکے کل جہاز پر جانا ہے ۔ دفعۃً رات کو میرے سب ساتھیوں کو درد شکم و اسہال عارض ہوا ۔ میرے درد تو نہ تھا مگر پانچ بار اجابت کو مجھے جانا ہوا ، دن چڑھ گیا اور ڈاکٹر کے آنے کا وقت ہوا .... میں نے کہا ذرا ٹھہر و میں اپنے حکیم سے کہہ لوں ۔ مکان سے باہر جنگل میں آیا اور حدیث کی دعائیں پڑھیں اور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استمداد کی .... مجھے مکان سے باہر آئے شاید دس منٹ ہوئے ہوں گے اب جو مکان میں جا کر دیکھا بحمد للہ سب کو ایسا تندرست پایا کہ گویا مرض ہی نہ تھا ۔ درد وغیرہ کیا اس

کا قصد بھی نہ تھا۔ ... جب ڈھائی تین میل پیادہ چل کر سمندر کے کنارے پہنچے (ملفوظات صفحہ ۶ ج ۲)

ایک عربی صاحب

جدہ شریف میں جب جہاز پہنچا۔ حجاج کی بے حد کثرت اور جانے کا صرف ایک راستہ .... بھلا ایسی حالت میں کس طرح گذر ہو۔ زنانی سواریاں ساتھ۔ پانچ گھنٹے اسی انتظار میں گزر گئے کہ ذرا ہجوم کم ہو تو سواریوں کو لے چلیں۔ لیکن اس وقت سلسلہ منقطع نہ ہوتا تھا نہ ہوا یہاں تک کہ ظہر قریب ہو گیا۔ دھوپ، بھوک اور پیاس، سب باتیں جمع تھیں کہ ننھے میاں اور سب لوگ نہایت پریشان۔ جب بہت دیر ہو گئی تو ننھے میاں اور حامد رضا خاں نے مجھے آکر کہا "یہاں آخر کب تک بھوکے پیاسے دھوپ میں کھڑے رہیں گے" میں نے کہا کہ تمہیں جلدی ہے تو جاؤ، میں تاوقتیکہ بھیڑ کم نہ ہو، زنانی سواریوں کو نہیں لے جاؤں گا۔ اب کس کی مجال تھی جو کچھ کہتا؟ بدرجۂ خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک عربی صاحب جن کو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا میرے پاس تشریف لائے اور بعد سلام علیک پہلا لفظ یہ فرمایا "یا شیخ مَالِیْ اَرَاکَ حَزِیْنًا" کیا سبب ہے کہ میں آپ کو پریشان دیکھ رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا۔ پریشانی ظاہر ہے ہمارے ساتھ مستورات ہیں اور مردوں کا یہ کثیر ہجوم! ہمیں پانچ گھنٹے یہیں کھڑے ہو گئے۔ فرمایا۔ اپنے مردوں کا حلقہ بنا کر عورتوں کو درمیان میں لے لو اور میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ بغرض حلقہ میں عورتوں کو لے کر ان عربی صاحب کے پیچھے ہو لیے۔ ہم نے دیکھا کہ راستہ بھر ہمارے شانے سے بھی کسی غیر شخص کا شانہ نہیں لگا۔ جب راستہ طے ہوا فوراً وہ عربی صاحب نظروں سے غائب ہو گئے (ملفوظات صفحہ ۷ ج ۲)

بخار جاتا رہا

جدہ پہنچتے ہی مجھے بخار آگیا اور میری عادت ہے کہ بخار میں سردی بہت معلوم ہوتی ہے۔ محاذات یلملم سے بحمد اللہ تعالیٰ احرام بندھ چکا تھا۔ اس سردی میں رضائی گردن تک اوپر سے ڈال لیتا کہ احرام میں چہرہ چھپانا منع ہے سو جاتا، آنکھ کھلتی تو بحمد اللہ تعالیٰ رضائی گردن سے اصلاً نہ بڑھی ہوتی۔ تین روز جدہ میں رہنا ہوا، اور بخار ترقی پر ہے آج چل کر جدہ کے کھلے میدان میں رات بسر کرنی ہوگی۔ بخار میں کیا حالت ہوگی۔ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی۔ بحمد اللہ تعالیٰ معاً بخار جاتا رہا اور تیرھویں تک عود نہ کیا۔ جب بفضلہٖ تعالیٰ تمام مناسک حج سے فارغ ہو لیے تیرھویں تاریخ بخار

نے عود کیا۔ میں نے کہا۔ اب آیا کیجئے۔ ہمارا کام رب العزت نے پورا کر دیا (ملفوظات صفحہ ، ج ۲)

ہر طرح امان (جب واپس ہوئے تو راستہ میں طوفان آیا اور ایسا سخت کہ جہاز کا لنگر ٹوٹ گیا سخت ہولناک آواز پیدا ہوئی مگر دعاؤں کی برکت کہ مولیٰ تعالیٰ نے ہر طرح امان رکھی (ملفوظات صفحہ ۳۶ ج ۲)

بارہ آنے محصول جب کراچی پہنچے ہمارے پاس صرف دو روپے تھے اور اس زمانے تک وہاں کسی سے تعارف نہ تھا۔ جہاز کنارے کے قریب ہی لگا اور عین ساحل پر چونگی کی چوکی جس میں انگریز یا کوئی گورا ڈکر۔ اسباب کثیر، یہاں محصول تک دینے کو نہیں۔ ہر چیز کی تعلیم وارشاد فرمانے والے پر بے شمار درود و سلام ۔ ان کی ارشاد فرمائی ہوئی دعا پڑھی ۔ وہ گورا آیا اور اسباب دیکھ کر بارہ آنے محصول کیا۔ ہم نے شکر الٰہی کیا اور بارہ آنے دے دیے۔ چند منٹ بعد وہ پھر واپس آیا، اور کہا نہیں نہیں۔ اسباب دکھاؤ۔ سب صندوق وغیرہ دیکھے اور پھر بارہ آنے کہہ کر چلا گیا پھر واپس آیا اور سب صندوق کھلوا کر اندر سے دیکھے اور پھر بارہ ہی آنے کہے اور رسید دے کر چلا گیا۔ اب سوا روپیہ باقی رہا اس میں سے منجھلے بھائی مرحوم مولوی حسن رضا خاں کو تار دیا کہ دو سو روپیہ بھیجو..... روپے پہنچ گئے (ملفوظات صفحہ ۳۰ ج ۲)

رب سے دعا حضور سے مدد ایک بار اپنے دیہات کو گیا تھا کوئی دیہی مقدمہ پیش آیا جس میں چوپال کے تمام ملازموں کو بدایوں جانا پڑا۔ میں تنہا رہا۔ اس زمانے میں معاذ اللہ قولنج کے دورے ہوا کرتے تھے۔ اس دن ظہر کے وقت سے درد شروع ہوا۔ اسی حالت میں جس طرح با وضو کیا ۔ اب نماز کو نہیں کھڑا ہوا جاتا۔ رب عز وجل سے دعا کی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگی ۔ مولیٰ عز وجل مضطر کی پکار سنتا ہے۔ میں نے سنتوں کی نیت باندھی ۔ درد بالکل نہ تھا۔ جب سلام پھیرا اسی شدت سے تھا۔ فوراً اٹھ کر فرضوں کی نیت باندھی درد جاتا رہا۔ جب سلام پھیرا وہی حالت تھی۔ بعد کی سنتیں پڑھیں درد موقوف ۔ اور سلام کے بعد پھر بدستور۔ میں نے کہا۔ اب عصر تک ہوتا رہ (ملفوظات صفحہ ۹ ، ج ۲)

محبوب الٰہی کی درگاہ مستجاب میری عمر کا تئیسواں سال تھا حضرت محبوب الٰہی کی درگاہ میں حاضر ہوا۔ احاطہ میں مزامیر وغیرہ کا شور مچا تھا۔ طبیعت منتشر

ہوتی تھی۔ میں نے عرض کیا۔ حضور! میں آپ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں اس شور و شغب سے مجھے نجات ملے۔ جیسے ہی پہلا قدم روضۂ مبارک میں رکھا ہے کہ معلوم ہوا سب ایک دم چپ ہو گئے میں سمجھا کہ واقعی سب لوگ خاموش ہو گئے۔ قدم درگاہ شریف سے باہر نکالا پھر وہی شور و غل تھا پھر اندر قدم رکھا پھر وہی خاموشی۔ معلوم ہوا کہ یہ سب حضرت کا تصرف ہے (ملفوظات صفحہ ۱۵ ج ۲)

نہ مجھے طاعون ہے نہ ہوگا

ایک صاحب نے میری دعوت کی۔ باصرار لے گئے۔ ان دنوں جناب سید حبیب اللہ صاحب دمشقی فقیر کے یہاں مقیم تھے ان کی بھی دعوت تھی۔ میرے ساتھ تشریف لے گئے۔ وہاں دعوت کا یہ سامان تھا کہ چند لوگ گائے کے کباب بنا رہے تھے اور حلوائی پوریاں۔ یہی کھانا تھا۔ سید صاحب نے مجھ سے فرمایا تو (آپ) گائے کے گوشت کا (کے) عادی نہیں۔ اور یہاں کوئی اور چیز موجود نہیں۔ بہتر کہ صاحب خانہ سے کہہ دیا جائے۔ میں نے کہا یہ میری عادت نہیں۔ وہی پوریاں کباب کھائے۔ اسی دن مسوڑوں میں ورم ہو گیا۔ اور اتنا بڑھا کہ حلق اور منہ بالکل بند ہو گیا۔ مشکل سے تھوڑا دودھ حلق سے اتارتا اور اسی پر اکتفا کرتا۔ بات بالکل نہ کر سکتا تھا۔ یہاں تک کہ قرائت سریہ بھی میسر نہ تھی سنتوں میں بھی کسی کی اقتداء کرتا۔ اس وقت مذہب حنفی میں عدم جواز قرائت خلف الامام کا یہ نفیس فائدہ مشاہدہ ہوا۔ جو کچھ کسی سے کہنا ہوتا لکھ دیتا۔ بخار بہت شدید تھا اور کان کے پیچھے گلٹیں۔ میرے منجھلے بھائی مرحوم ایک طبیب کو لائے۔ ان دنوں بریلی میں مرض طاعون بشدت تھا۔ ان صاحب نے بغور دیکھ کر سات آٹھ مرتبہ کہا۔ یہ وہی ہے، وہی ہے، وہی ہے یعنی طاعون۔ میں بالکل کلام نہ کر سکتا تھا۔ اس لیے انہیں جواب نہ دے سکا۔ حالانکہ میں خوب جانتا تھا یہ غلط کہہ رہے ہیں۔ نہ مجھے طاعون ہے نہ انشاء اللہ العزیز کبھی ہوگا۔ اس لیے کہ میں نے طاعون زدہ کو دیکھ کر بارہا وہ دعا پڑھ لی ہے جسے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص کسی بلا رسیدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھ لے گا اس بلا سے محفوظ رہے گا وہ دعا یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا جن جن امراض کے مریضوں جن جن بلاؤں کے مبتلاؤں کو دیکھ کر میں نے اسے پڑھا بحمدہ تعالیٰ آج تک ان سے محفوظ ہوں اور بعونہ تعالےٰ ہمیشہ

محفوظ رہوں گا۔۔۔۔۔ مجھے ارشاد حدیث پر اطمینان تھا کہ مجھے طاعون کبھی نہ ہوگا۔ آخر شب میں کرب بڑھا۔ میرے دل نے درگاہ الٰہی میں عرض کی اَللّٰھُمَّ صَدِّقِ الْحَبِیْبَ وَکَذِّبِ الطَّبِیْبَ (اے اللہ اپنے حبیب کے سچ کو اور طبیب کے جھوٹ کو ظاہر فرما)

کسی نے میرے داہنے کان میں منہ رکھ کر کہا کہ "مسواک اور سیاہ مرچیں" لوگ باری باری سے میرے لیے جاگتے۔ اس وقت جو شخص جاگ رہا تھا۔ میں نے اشارے سے اسے بلایا۔ اور اسے مسواک اور سیاہ مرچ کا اشارہ کیا۔ وہ مسواک تو سمجھ گئے۔ گول مرچ کس طرح سمجھیں بغرض بمشکل سمجھے۔ جب یہ دونوں چیزیں آئیں۔ بدقت میں نے مسواک کے سہارے پر تھوڑا تھوڑا منہ کھولا، اور دانتوں میں مسواک رکھ کر چھوڑ دی کہ دانتوں نے بند ہو کر دبالی۔ پسی ہوئی مرچیں اسی راہ سے داڑھوں تک پہنچائیں۔ تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ ایک کلی خالص خون کی آئی مگر کوئی تکلیف واذیت محسوس نہ ہوئی۔ اس کے بعد ایک کلی خون کی اور آئی اور بحمد اللہ تعالیٰ وہ گلٹیاں جاتی رہیں۔ منہ کھل گیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور طبیب صاحب سے کہلا بھیجا کہ آپ کا وہ طاعون بفضلہٖ تعالیٰ دفع ہو گیا اور تین روز میں بعونہٖ تعالیٰ بخار بھی جاتا رہا (ملفوظات صفحہ ۴ تا ۷، ج ۱)

آشوبِ چشم پھر نہ ہُوا

مجھے نو عمری میں آشوب چشم اکثر ہو جاتا اور بوجہ حدت مزاج بہت تکلیف دیتا تھا۔ ۱۹ سال کی عمر ہوگی۔ رام پور جاتے ہوئے ایک شخص کو رُمد چشم میں مبتلا دیکھ کر یہ دعا پڑھی جب سے اب تک آشوب چشم پھر نہ ہُوا۔ اسی زمانہ میں صرف دو مرتبہ ایسا ہُوا کہ ایک آنکھ کچھ دبی معلوم ہوئی۔ دو چار دن بعد وہ صاف ہو گئی۔ دوسری دبی پھر وہ بھی صاف ہو گئی مگر درد کھٹک سرخی، کوئی تکلیف اصلاً کسی قسم کی نہیں۔۔۔۔ اس دعا کی برکت سے یہ (آشوب چشم) تو جاتا رہا (ملفوظات صفحہ ۱۵ تا ۱۹ ج ۱)

مقدمہ نزولِ آب

جمادی الاولیٰ ۱۳۰۰ھ میں بعض مہم تصانیف کے سبب ایک مہینہ کامل باریک خط کی کتابیں شبانہ روز علی الاتصال دیکھتا ہُوا۔ گرمی کا موسم تھا۔ دن کو اندر کے دالان میں کتابیں دیکھتا اور لکھتا۔ اٹھائیسواں سال تھا۔ آنکھوں نے اندھیرے کا خیال نہ کیا۔ ایک روز شدت گرمی کے باعث دوپہر کو لکھتے لکھتے نہایا۔ سر پر پانی پڑتے ہی معلوم ہُوا کہ کوئی چیز دماغ سے داہنی آنکھ میں اتر آئی۔ بائیں آنکھ بند کر کے داہنی آنکھ سے دیکھا، تو

وسط شئ مرئی میں ایک سیاہ حلقہ نظر آیا۔ اس کے نیچے شے کا جتنا حصہ ہوا وہ ناصاف اور دُھندلا ہوا معلوم ہوتا ۔۔۔۔۔ حکیم سید مرزا اشفاق حسین صاحب مرحوم سہسوانی ڈپٹی کلکٹر طبابت بھی کرتے تھے اور فقیر کے مہربان تھے۔ فرمایا۔ مقدمہ نزولِ آب ہے۔ بیس برس بعد (خدانہ کردہ) پانی اتر آئے گا۔ میں نے التفات نہ کیا اور نزولِ آب والے کو دیکھ کر وہی دعا پڑھ لی اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پر مطمئن ہو گیا سنہ ۱۳۱۶ھ میں ایک اور حاذق طبیب کے سامنے ذکر ہوا۔ بغور دیکھ کر کہا۔ چار برس بعد (خدانخواستہ) پانی اتر آئے گا۔ ان کا حساب، ڈپٹی صاحب کے حساب کے بالکل موافق آیا۔ انہوں نے بیس برس کہے تھے انہوں نے سولہ برس بعد چار کہے۔ مجھے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پر وہ اعتماد نہ تھا کہ طبیبوں کے کہنے سے معاذ اللہ متزلزل ہوتا۔ بیس درکنار، تیس برس سے زائد گزر چکے ہیں اور وہ حلقہ ذرہ بھر نہ بڑھا نہ بعونہٖ تعالیٰ بڑھے۔ نہ میں نے کتاب بینی میں کبھی کمی کی نہ ان شاء اللہ تعالیٰ کروں۔ یہ میں نے اس لیے بیان کیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائم و باقی معجزات ہیں جو آج تک آنکھوں دیکھے جا رہے اور قیامت تک اہلِ ایمان مشاہدہ کریں گے۔ میں اگر انہیں واقعات کو بیان کروں جو ارشادات کے منافع میں نے خود اپنی ذات میں مشاہدہ کیے، تو ایک دفتر ہو۔

(ملفوظات صفحہ ۱۶ تا ۱۷ ج ۱)

مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ ہے!

طاعون اور وبائی امراض جس قدر ہیں اور نابینائی دیک چشمی، برص، جذام وغیرہ وغیرہ کا مجھ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وعدہ ہے کہ یہ امراض مجھے نہ ہوں گے جس پر میرا ایمان ہے (کیونکہ میں نے ایسے مریضوں کو دیکھ کر ارشاد فرمودہ دعا پڑھی ہوئی ہے (ملفوظات صفحہ ۲۳ ج ۴)

نورانی صورت آدمی کی آمد

میری اتنی عمر گزری لوگ میری مخالفت ہی کرتے رہے۔ ایک طرف کفار کا نرغہ۔ دوسری طرف حاسدین کا مجمع۔ مجھ سے بعض لوگوں نے کہا۔ مجموعہ اعمال بھرا ہوا ہے۔ سینیاں بھری پڑی ہیں۔ کوئی عمل کر لیجیے۔ میں نے کہا۔ جنہوں نے یہ تلواریں مجھے دی ہیں انہیں کا یہ حکم ہے کہ تلوار ہاتھ میں کھینچ

لینا ہمیشہ ڈھال ہی سے کام لینا - چنانچہ کبھی کسی پر حربہ نہ کیا ..... وہ خود ایسی مدد کرتا ہے کہ اپنے آپ انتظام کرنے کی ضرورت نہیں - میری عمر ۱۹ سال کی تھی - اس وقت رام پور کو ریل نہ تھی — بیل گاڑی پر سوار ہو کر گیا - ساتھ میں عورتیں بھی تھیں - راستہ میں دریا پڑا - گاڑی والے نے غلطی سے بیلوں کو اس میں ہانک دیا - اس میں دلدل تھی - بیل پہنچتے ہی گھٹنوں تک دھنس گئے اور نصف پہیہ گاڑی کا - جتنا بیل زور کرتے اندر دھنستے چلے جاتے تھے - اب میں نہایت حیران کہ ساتھ میں عورتیں میں اتر سکتا نہیں کہ دلدل میں خود دھنس جانے کا اندیشہ ——— اسی پریشانی میں تھا کہ ایک بوڑھے آدمی جن کی صورت نورانی اور سفید داڑھی تھی نہ اس سے پہلے انہیں دیکھا تھا نہ جب سے اب تک دیکھا تشریف لائے اور فرمایا - کیا ہے؟ میں نے تمام واقعہ عرض کیا - فرمایا - یہ تو کوئی بات نہیں - گاڑی والے سے فرمایا - ہانک! اس نے کہا - کدھر ہانکوں - آپ دیکھتے ہیں دلدل میں گاڑی پھنسی ہے - فرمایا - ارے مجھے ہانکنا نہیں آتا - ادھر کو ہانک - یہ کہہ کر پہیہ کو ہاتھ لگایا فوراً گاڑی دلدل سے نکل گئی (ملفوظات صفحہ ۱۹ ج ۴)

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَخِيْ هٰذَا پہلی بار کی حاضری میں مدینہ شریف کی مسجد میں مغرب کے وقت حاضر تھا - اس وقت میں وظیفہ بہت پڑھا کرتا تھا ..... جب سب لوگ مسجد سے چلے گئے تو مسجد کے اندرونی حصہ میں ایک صاحب کو دیکھا کہ قبلہ رو وظیفہ میں مصروف ہیں - میں صحن مسجد میں دروازہ کے پاس تھا اور کوئی تیسرا مسجد میں نہ تھا - یکایک ایک آواز گنگناہٹ سی اندر مسجد کے معلوم ہوئی جیسے شہد کی مکھی بولتی ہے - فوراً میرے قلب میں یہ حدیث آئی "اہل اللہ کے قلب سے ایسی آواز نکلتی ہے جیسے شہد کی مکھی بولتی ہے" میں وظیفہ چھوڑ کر ان کی طرف چلا کہ ان سے دعائے مغفرت کراؤں - کبھی میں کسی بزرگ کے پاس بحمد اللہ تعالیٰ دنیاوی حاجت لے کر نہ گیا - جب گیا تو اسی خیال سے کہ دعائے مغفرت کراؤں گا - غرض دو ہی قدم ان کی طرف چلا تھا کہ ان بزرگ نے میری طرف منہ کر کے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ فرمایا اللھم اغفر لاخی ھٰذا، اللھم اغفر لاخی ھٰذا، اللھم اغفر لاخی ھٰذا (الٰہی میرے اس بھائی کو بخش) میں سمجھ گیا کہ فرماتے ہیں ہم نے تیرا کام کر دیا - اب تو ہمارے کام میں مخل نہ ہو - میں ویسے ہی لوٹ آیا (ملفوظات ص ج ۴)

مجذوب بشیر الدین بریلی میں ایک مجذوب بشیر الدین صاحب اخوندزادہ کی مسجد میں رہا کرتے تھے جو کوئی ان کے پاس جاتا کم سے کم پچاس گالیاں سناتے۔ مجھے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق ہوا ۔۔۔ ایک روز رات کے گیارہ بجے ان کے پاس پہنچا اور فرش پر جا کر بیٹھ گیا۔ وہ حجرے میں چارپائی پر بیٹھے تھے مجھ کو بغور پندرہ بیس منٹ تک دیکھتے رہے۔ آخر مجھ سے پوچھا۔ صاحب زادے تم مولوی رضا علی خاں صاحب کے کون ہو؟ میں نے کہا۔ میں ان کا پوتا ہوں۔ فوراً وہاں سے جھپٹے اور مجھ کو اٹھا کر لے گئے اور چارپائی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ یہاں تشریف رکھیے۔ پوچھا۔ کیا مقدمہ کے لیے آئے ہو۔ میں نے کہا مقدمہ تو ہے لیکن میں اس لیے نہیں آیا ہوں۔ میں تو صرف دعائے مغفرت کے واسطے حاضر ہوا ہوں۔ قریب آدھے گھنٹے تک برابر کہتے رہے " اللہ کرم کرے۔ اللہ رحم کرے۔ اللہ کرم کرے۔ اللہ رحم کرے"۔ اس کے بعد میرے منجھلے بھائی (مولوی حسن رضا خاں صاحب مرحوم) ان کے پاس مقدمہ کی غرض سے حاضر ہوئے۔ ان سے خود ہی پوچھا۔ کیا مقدمہ کے لیے آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا مولوی صاحب سے کہنا۔ قرآن شریف میں یہ بھی تو ہے نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ۔ بس دوسرے ہی دن مقدمہ فتح ہو گیا (ملفوظات صفحہ ۵۱ ج ۴)

۲۴ ؎ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کے ملفوظات میں ہے چوبیس صفر ۱۳۲۴ھ کو کعبۂ تن سے کعبۂ جان کی طرف روانہ ہوا ۔۔۔ حضرت مولانا سید اسماعیل اور بعض دیگر حضرات شہر مبارک (مکہ مکرمہ) سے باہر دور تک برسم مشایعت تشریف لائے ۔۔۔ پہلی رات کہ جنگل میں آئی۔ صبح کی شکل روشن معلوم ہوتی تھی جس کا اشارہ میں نے اپنے قصیدہ حضور جان نور میں کیا جو حاضری دربار معلیٰ میں لکھا گیا تھا ؎

وہ دیکھ جگمگاتی ہے شب اور قمر ابھی ۔۔۔ پہروں نہیں کہ بست و چہارم[۲۴] صفر کی ہے

(ملفوظات حصہ دوم صفحہ ۳۱ مطبوعہ نظامی پریس بدایوں)

۲۵ ؎ بعد میں ہزار سے بڑھ گئی تھیں (کمار فی حاشیہ ۶) مگر اب تک صرف تین سو کے قریب طبع ہوئی ہیں (اعجاز الرضوی علیہ الرحمۃ)

۲۶ ؎ بعد میں بارہ ضخیم جلدیں مرتب ہو گئی تھیں (کما مر فی حاشیہ ۶)

ف ٢٧ یہ سات نسخے ان اجازت ناموں کے ہیں جو حرمین طیبین میں لکھے گئے اور جو اجازت نامے بریلی شریف سے بھیجے گئے یہ ان سے الگ ہیں۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز اس کی تصریح فرماتے ہیں۔ رخصت کے وقت تک کہ اونٹ آ لیے ہیں پابرکاب ہوں۔ اس وقت تک علماء کو اجازت نامے لکھ کر دیے وہ سب "الاجازات المتینہ" میں طبع ہو گئے اور یہاں (بریلی) آنے کے بعد دونوں حرم محترم سے درخواستیں آئیں اور اجازت نامے لکھ کر گئے۔ یہ درج رسالہ نہیں (ملفوظات صفحہ ٣٦ ج ٢)

ف ٢٨ موصوف کا ذکر ملفوظات صفحہ ٣٣ ج ٢ میں اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز نے اس طرح فرمایا یا سیدی علماء کرام نے یہاں (مدینہ طیبہ میں) بھی فقیر سے سندیں اور اجازتیں لیں۔ خصوصاً شیخ الدلائل حضرت مولانا سید محمد سعید مغربی کے الطاف کی تو حد ہی نہ تھی۔ اس فقیر سے خطاب میں یا سیدی فرماتے میں شرمندہ ہوتا۔ ایک بار میں نے عرض کی۔ حضرت سید تو آپ ہیں۔ فرمایا۔ واللہ! سید تم ہو۔ میں نے عرض کی۔ میں سیدوں کا غلام ہوں۔ فرمایا۔ تو یوں بھی سید ہوئے۔ نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَوْلَی الْقَوْمِ مِنْهُمْ قوم کا غلام آزاد شدہ انہیں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ سادات کرام کی سچی غلامی اور ان کے صدقے میں آفات دنیا و عذاب قبر و عذاب حشر سے کامل آزادی عطا فرمائے۔ آمین۔

ف ٢٩ "الاجازات المتینہ" کے ایک قلمی نسخہ میں قلت (میں نے کہا) سے پہلے مولانا اعجاز الرضوی علیہ الرحمت کی ایک عربی عبارت دیکھنے میں آئی جسے مع ترجمہ ذکر کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم احمدُ رضاک واصلی واسلم علی مصطفاک وعلی کل حامد رضاک وعلی کل من والاہ ووالاک قال شیخنا واستاذنا المجدد الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورضاہ عنا

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان رحمت والا ہے۔ تعریف کرتا ہوں یا اللہ تیری رضا کی اور درود وسلام بھیجتا ہوں تیرے مصطفےٰ پر اور ہر اس شخص پر جو تیری رضا کا مداح ہے اور اس پر بھی جو اس سے اور تجھ سے محبت رکھتا ہے۔ ہمارے شیخ ہمارے استاذ، چودھویں صدی کے مجدد اعظم نے فرمایا (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور انہیں ہم سے راضی فرمائے)